

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# مفتی اس نور

حقیقہاں پر طریقت و مابعدیات

ابو عبد الوہابؒ مولانا محمد عمر جہزی

الناشر:

مکتبہ سلطانیہ — مدینہ منزل

۱۸۰ جناح کالونی بسطامی روڈ کن آباد روڈ لاہور

فون: ۷۵۸۳۳۵۷

[Click For More Books](#)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن  
تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَارًا مِّنْ

فتوحاتِ احناف

# مفتی اس نور

اہل سنت جماعت احناف کے غیر مقلدین و ہابیوں سے چند مناظروں کا روداد

مناظر اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھرویؒ

النشر

مکتبہ سلطانیہ - مدینہ منسل

۸۰، اے جناح کالونی بسطامی روڈ، سمن آباد لاہور

لن ۵۸۴۲۵۷

ملنے کا ۸

صاحبزادہ حافظ سلطان باھو صدیقی صاحب بن مولانا محمد عمر صاحب

صاحبزادہ محمد حبیب سلطان صدیقی صاحب



(ب)

جُملہ حقوق بحق مکتبہ سلطانیہ محفوظ ہیں،

# مقیاس نور

مُصنّف :- کے حالات زندگی کے مختصر شب و روز۔

ناشر :- مکتبہ سلطانیہ۔

کتابیت :- گوھر۔

پرنتز :- چائنہ آرٹ پریس ۹ میوہیپتال روڈ لاہور

چوتھا ایڈیشن :- ستمبر ۱۹۹۶ء بمطابق ربیع الثانی

تعداد : گیارہ سو۔

مکتبہ سلطانیہ مدینہ منزل ۸۰ اے جناح کالونی

بسٹامی روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور فون نمبر : ۷۵۸۴۴۵۷



# مقیاسِ نور

حسان العصر الحاج محمد علی ظہوی بانی مجلس حسان پاکستان لاہور

ترجمانِ مدحتِ سرکار ہے مقیاسِ نور  
نور کی سرکار کا کردار ہے مقیاسِ نور  
تھے محمدؐ، عالم اور مناظر بے بدل  
اُن کا یہ مجموعہٗ افکار ہے مقیاسِ نور  
وہ خطیبِ بے بدل وہ پیکرِ علم و عمل  
اُس کی نوری سورت کا شاہکار ہے مقیاسِ نور  
اس کے دم سے پھیلی ہے تاریکیوں میں روشنی  
ظلمتوں میں مطلعِ انوار ہے مقیاسِ نور  
استفادہ کرنے والے ہو گئے حق آشنا  
فکرِ باطل کے لئے یلغار ہے مقیاسِ نور  
اہلسنت کے عقائد کے لئے سینہ سپر  
گرہوں سے برسرِ پیکار ہے مقیاسِ نور  
طالبانِ سیرتِ شاہِ مدینہ کے لئے  
علم کا عرفان کا معیار ہے مقیاسِ نور  
ہو ظہوری گر حقیقتِ بین نظر تو پڑھے  
مسکِ حق کا حسیں اظہار ہے مقیاسِ نور



(د)

# سپاسِ عقیدت

از خاتمہ فکر الحاج محمد علی ظہودی بانی مجلسِ حسانِ پاکستان لاہور

ڈھونڈوں کہاں منظرِ اسلام کی مثال  
آئے نظر نہ کوئی بھی اب صاحبِ کمال  
افکارِ باطلہ کے لئے تیغِ بے نیام  
وہ سادگی کے روپ میں اک پیکرِ جلال  
ہو نہ سکا کسی کو بھی انداز وہ نصیب  
تقریر اور تلاوتِ قرآن کا بے مثال  
ایسا خطیب! ناز تھا جس پر خطاب کو  
ایسا ادیب! گنجِ معانی سے مالا مال  
اُس کا وجودِ علم و عمل کا مجسمہ  
اب ایسی صورتیں نظر آتی ہیں خال خال  
پُر ہو سکے گانہ یہ خلافتوں کبھی  
رکھے کی یاد قومِ سدا عمر کا وصال

بے باک مردِ حق تھا۔ مجاہدِ دلیر تھا  
وہ شرقِ پور کے شیرِ محمدؐ کا شیر تھا





(س)

# غرضِ تالیفِ مقیاسِ نور

بندہ سرفگندہ محمد عمر ولد حضرت مولانا مولوی محمد امین صاحب

قریشی صدیقی لاہوری اچھروی اپنے گناہوں سے دربارِ خداوندی  
میں نادم ہے۔ اور خداوند کریم سے اُمیدِ مغفرت کی بھی وثاق  
رکھتا ہے۔ تو اپنی دُنوی و اُخروی نجات کے لئے بلا حرج  
و طعن نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر لکھ کر کتابِ خدا

مقیاسِ نور

بارگاہِ رسالت میں پیش کرتا ہے۔

عِزِّ قبولِ اُفتداز سے عز و شرف



ابو عبد الوہاب محمد عمر دارالمقیاس اچھرہ لاہور



(د)

## سپاسِ عقیدت

از خاتمہ فکر الحاج محمد علی ظہودی بانی مجلسِ حسانِ پاکستان لاہور

ڈھونڈوں کہاں منظرِ اسلام کی مثال  
آئے نظر نہ کوئی بھی اب صاحبِ کمال  
افکارِ باطلہ کے لئے تیغِ بے نیام  
وہ سادگی کے روپ میں اک پیکرِ جلال  
ہو نہ سکا کسی کو بھی انداز وہ نصیب  
تقریر اور تلاوتِ قرآن کا بے مثال  
ایسا خطیب! ناز تھا جس پر خطاب کو  
ایسا ادیب! گنجِ معانی سے مالا مال  
اُس کا وجودِ علم و عمل کا مجسمہ  
اب ایسی صورتیں نظر آتی ہیں خال خال  
پُر ہو سکے گانہ یہ خلاِ مدتوں کبھی  
رکھے کی یاد قومِ سدا عمر کا وصال

بے باک مردِ حق تھا۔ مجاہدِ دلیر تھا  
وہ شرقِ پور کے شیرِ محمدؐ کا شیر تھا





(س)

# غرض تالیف مقیاس نور

بندہ سرفاگندہ محمد عمر ولد حضرت مولانا مولوی محمد امین صاحب

قریشی صدیقی لاہوری اچھروی اپنے گناہوں سے دربار خداوندی  
میں نادم ہے۔ اور خداوند کریم سے اُمید مغفرت کی بھی وثاق  
رکھتا ہے۔ تو اپنی دنیوی و اخروی نجات کے لئے بلا حرج  
و طعن نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر لکھ کر کتاب خدا

مقیاس نور

بارگاہ رسالت میں پیش کرتا ہے۔

عز و قبول اُفتد زہے عز و شرف



ابو عبد الوہاب محمد عمر دارالمقیاس اچھرہ لاہور



(ع)

محضور سر کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العالیٰ بحالہ

کشف اللہ فی بحالہ

حسبہ مع خصالہ

صمدیہ

عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

کلام شیخ سعدی

کتبہ گوہر قلم



(ب)

جملہ حقوق بحق مکتبہ سلطانیہ محفوظ ہیں،

# مقیاسِ مناظرہ

مُصَنَّف: مناظرِ اسلام مولانا محمد عیسیٰ صاحب اچھڑی رحمۃ اللہ علیہ  
ناشر: مکتبہ سلطانیہ  
کتابت: گوھر۔

چوتھا ایڈیشن: ستمبر ۱۹۹۶ء بمطابق ربیع الثانی  
تعداد: گیارہ سو۔ قیمت: ۹۰ روپے

مکتبہ سلطانیہ مدینہ منزل ۸۰ اے جناح کالونی  
بسٹامی روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور فون نمبر: ۷۵۸۴۴۵۷



خواجہ عزیز الدین رحمہ اللہ علیہ

صاحب معراج و صدر کائنات  
سایہ حق نور آل خورشید ذات  
نور او مقصود مخلوقات بود  
اصل معدومات و موجودات بود  
آنچه اول شد پید از جلیب غیب  
بود نور پاک او بے هیچ ریب  
چوں شد آن نور معظّم آشکار  
در سجود افستاد پیش کرد کار

(منطق الطیر)



(ع)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُنِيرًا قَدْ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ فَتُتْلَىٰ عَلَىٰ عِبَادِنَا بِاللَّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَهُ شَاقِقُونَ

اے ہر وقت ہر فی ذرے کی خبر رکھنے والے حبیبؐ ہم نے آپ کو بھیجا احقرناظر اور شدت دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا اللہ کی اجازت سے اور سورج نور دینے والا ————— (الاحزاب)

# مِفْتَاحُ الْبُحُورِ

فی اثبات

## بُحُورِ الْبُحُورِ

ملنے کا پتہ

مکتبہ سلطانیہ — مدینہ منزل

۸۰، اے جناح کالونی بسطامی روڈ، سمن آباد لاہور

فون ۷۵۸۴۲۵۷



(ف)

# فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱	اللہ معبود ایک ہی ہے	۱۵	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے مقدم ہونے کی	۳۹
۲	مومنوں اور کافروں کا معبود ایک ہی ہے	۱۶	دوسری قرآنی دلیل	۴۰
۳	ایک ہی معبود پر کفار کا تعجب کرنا	۱۶	قرآن کی تشریح تفاسیر سے	۳۹
۴	اقرار توحید خداوندی اور باقی معبودوں کی نیرازی	۱۷	سب سے مقدم ہونے کی تیسری قرآنی دلیل	۴۰
۵	اللہ تعالیٰ ہی سب کا رازق اور خالق ہے	۱۸	سب سے مقدم ہونے کی چوتھی قرآنی دلیل	۴۱
۶	وہ کیسے پیدا کرتا ہے	۱۹	سب سے مقدم ہونے کی پانچویں قرآنی دلیل	۴۱
۷	زمین پر چلنے والی مخلوق کے اقسام	۲۱	آپ کے اول ہونے کی حدیث قدسی	۴۱
۸	آپ کی حقیقت انسانی اور حقیقی نور ہو کا یقینی ثبوت	۲۲	سب انبیاء علیہم السلام نے شب معراج میں	۴۲
۹	بشریت کے متعلق خدائی فیصلہ	۲۵	آپ کو اول و آخر تسلیم کیا	
۱۰	اصل بشریت	۲۵	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اول و آخر ہونے کا	۴۲
۱۱	من انفسکم کی تحقیق	۲۶	اقرار انبیاء علیہم السلام کے ردِ بدو	
۱۲	قدرت خداوندی کا عجیب نمونہ	۲۷	ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی	۴۳
۱۳	خلق کے اقسام	۲۷	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کریم نے سب سے	۴۵
۱۴	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشری	۳۳	اول الخلق کا خطاب فرمایا	
۱۵	کی نفی کی دوسری دلیل	۳۵	ملا علی قاری کا عقیدہ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۴۵
۱۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا مخلوق سے مقدم تھی	۳۳	کا نور سب سے مقدم تھا۔	
۱۷	قرآن کا ترجمہ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے	۳۴	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدم ہونے کی	۴۶
۱۸	تفاسیر سے کہ آپ سب سے مقدم تھے	۳۴	چھٹی قرآنی دلیل	
۱۹	احادیث سے کہ آپ سب سے مقدم تھے	۳۴	صدقہ کے معنی لغت سے	۴۷
۲۰	حافظ محمد لکھوی کی تفسیر کہ آپ سب سے مقدم تھے	۳۸	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مقدم تھے ساتویں دلیل	۴۸



نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار
۳۴	احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھویں	۴۹	آپ کی نوری دعا اور ہر عضو نوری	۷۶
	دلیل کہ آپ سب سے مقدم تھے	۵۲	قرآنی دلائل نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے	۸۱
۳۵	نویں دلیل حدیث سب سے مقدم ہونے کی	۵۴	دلیل اول آپ سرخا منیر ہیں	۸۱
۳۶	دسویں دلیل حدیث کہ آپ سب سے مقدم تھے	۵۵	شاہد کے معنی کی تحقیق	۸۲
۳۷	لولا محمد ما خلقتکم	۵۶	شاہد قرآن کریم سے	۸۲
۳۸	اول ما خلق اللہ اعظم	۵۷	شاہد کے معنی تفاسیر سے	۸۳
۳۹	حضور کے نور کا خواب آدم علیہ السلام کو	۵۸	شاہد کے معنی لغت سے	۸۴
۴۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانے آپ کے نور کو خواب میں دیکھا	۵۹	سراج منیر کی شرح کا آخری فیصلہ	۸۶
۴۱	آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی پیشانی میں	۶۰	قرآن کریم میں سراج بمعنی سورج	۸۶
	آپ کے نور کا چمکنا	۶۱	سراج منیر کی شرح حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے	۸۷
۴۲	نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب آپ کی والدہ کو	۶۲	صحابہ کرام عظیم الرضوان کو بھی آپ نے منور فرمایا	۸۹
۴۳	مولوی رشید احمد صاحب کی شہادت	۶۵	آپ کے نور ہونے کی دوسری قرآنی دلیل	۹۰
۴۴	آپ کے نور کا ظہور اور آپ کی والدہ ماجدہ کا اقرار	۶۶	قد جاءکم من اللہ نور سے	
۴۵	ورد بن نوفل کا اقرار نور مصطفیٰ کے متعلق	۶۶	قد جاءکم من اللہ نور تفسیر سے	۹۱
۴۶	حضور کی پیشانی مبارک سے نور کا ظہور	۶۸	قد جاءکم من اللہ نور کی تشریح اقوال بزرگان سے	۹۳
۴۷	آپ کی بغلوں سے نور کا ظہور	۷۰	تیسری قرآنی دلیل مثل نور	۹۳
۴۸	آپ کے رُخ انور کا نور مبارک	۷۱	مثل نور کی شرح مفسرین کی زبانی	۹۴
۴۹	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشاعے سے	۷۳	مثل نور کی تفسیر بزرگان دین کی زبانی	
	چاند کا ٹکڑے ہونا	۷۹	نور مصطفیٰ کی چوتھی قرآنی دلیل	۹۶
۵۰	آپ کا ناف بریدہ اور تختون ہونا احادیث سے	۷۴	نور اللہ کی قرآنی آیت	۹۶
	تواتر سے ثابت ہے	۷۱	مفسرین کی تائید	۹۷
۵۱	آپ کے باطن سے نور نکلنا	۷۶	نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں قرآنی دلیل	۹۹



(م)

نمبر	عنوان	نمبر	عنوان	نمبر
۹۹	نہ تھا۔	۹۹	والفحی	۷۳
۱۲۲	مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ کہ	۹۹	ضحیٰ کی تحقیق تفسیر سے	۷۴
	آپ کا سایہ نہ تھا۔	۱۰۰	نور مصطفیٰ صلی علیہ وسلم کی چھٹی قرآنی دلیل	۷۵
۱۲۳	مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ کہ آپ کا	۱۰۱	نور المفسرین کی زبانی	۷۶
	سایہ نہ تھا	۱۰۲	نور مصطفیٰ کی ساتویں قرآنی دلیل	۷۷
۱۲۳	ہر شے سایہ کرتی ہے کا جواب	۱۰۳	تفاسیر سے	۷۸
۱۳۴	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور گر تھے	۱۰۴	نور مصطفیٰ کی آٹھویں قرآنی دلیل	۷۹
۱۳۸	اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۴	قرآنی دلیل کی تشریح تفاسیر سے	۸۰
	کا عقیدہ کہ آپ نور تھے	۱۰۷	نور کی نویں قرآنی دلیل	۸۱
۱۳۸	حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۰۸	نور مصطفیٰ کی دسویں دلیل	۸۲
	کا عقیدہ نور پر	۱۰۸	معراج جسمانی اور ملاقات خداوندی	۸۳
۱۳۸	حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	۱۰۸	ابن قیم کا فیصلہ	۸۴
	نور کا تھا	۱۰۸	حافظ محمد لکھوی کا فیصلہ	۸۵
۱۳۹	حضرت کعب بن زہیر کا عقیدہ	۱۰۹	بخاری کا فیصلہ	۸۶
	نور پر تھا	۱۰۹	مفسرین کا فیصلہ	۸۷
۱۳۹	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	۱۱۰	گیارہویں قرآنی دلیل	۸۸
	نور پر تھا	۱۱۱	رب کریم کو آپ نے آنکھوں سے دیکھا	۸۹
۱۴۰	مدینہ طیبہ کے بچے بوڑھے آپ کے	۱۱۲	قرب خداوندی سے جبریل کا	۹۰
	نور کے قائل تھے		عاجز رہنا۔	
۱۴۱	یہودی کا آپ کو نور تسلیم کرنا	۱۱۵	رب کریم کو آپ نے آنکھوں سے	۹۱
۱۴۱	عامر بن واثلہ کا عقیدہ نور		دیکھا۔	
	پر تھا	۱۱۸	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ	۹۲



(۵)

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار
۱۰۵	علامہ زر قانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۴۲	لفظ رجل کا جواب	۱۴۶
	کا عقیدہ نور پر تھا		مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک	۱۴۸
۱۰۶	یوسف نبیانی رحمۃ اللہ علیہ کا	۱۴۲	حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل	
	عقیدہ نور پر تھا		ہوتا ہوا حضرت عبد اللہ تک پہنچا	
۱۰۷	حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴۲	اکابرین دیوبندیہ کی قلم سے	۱۴۹
	نور تھی		مولوی اشرف علی صاحب اد	۱۴۹
۱۰۸	شہید کی قبر پر نور کا ظہور	۱۴۳	مسئلہ نور	
۱۰۹	حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ	۱۴۳	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی	۱۵۲
	عنها حیض و نفاس سے متبرا تھیں		نے نص سے آپ کے نور کو	
۱۱۰	متقدمین کا عقیدہ نور پر تھا	۱۴۳	ثابت کیا۔	
۱۱۱	ابن کشیر کا عقیدہ نور پر تھا	۱۴۳	مولوی اشرف علی صاحب کا	۱۵۴
۱۱۲	عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا	۱۴۳	آپ کے نور پر آخری فیصلہ	
	عقیدہ نور پر تھا۔		شاہ عبدالرحیم صاحب والد شاہ	۱۵۵
۱۱۳	عبدالکریم بن ابراہیم جیلانی	۱۴۳	دلی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما	
	رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ		کا عقیدہ نور پر تھا	
۱۱۴	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے	۱۴۵	تام دیوبندی علماء کا اجماع	۱۵۶
	نور کے منکر کو کہیں سے بھی نور		مسئلہ کہ حضور نور تھے	
	حاصل نہیں ہوگا		مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ	۱۵۷
۱۱۵	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۵	مولوی اسماعیل کے نزدیک اصحاب	۱۵۸
	کا عقیدہ نور پر تھا		نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت	
۱۱۶	امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا	۱۴۶	بھی منضم تھی	
	عقیدہ نور پر تھا		مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا	۱۵۸



(و)

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار
۱۴۱	غلو کا جواب	۱۳۸		عقیدہ بھی نور پر تھا	
۱۴۲	مخالفین نور کے جوابات	۱۳۹	۱۶۱	مولوی رشید احمد کے عقیدے کی	۱۲۸
۱۴۳	جزء کا جواب	۱۴۰		تفصیل اور نص قرآنی	
۱۴۴	نور اللہ کا جواب	۱۴۱	۱۶۳	بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد	۱۲۹
۱۴۴	من نور کا فیصلہ	۱۴۲		قاسم کا اقرار نور	
۱۴۵	نوریوں کے اقسام	۱۴۳	۱۶۴	مولوی اشرف علی صاحب	۱۳۰
۱۴۵	سورج، چاند، ملائکہ، لوح	۱۴۴		دیوبندیوں کے نزدیک نور تھے	
	قلم نوری ہیں		۱۶۵	مولوی رشید احمد صاحب کو	۱۳۱
۱۴۶	ستران کریم نور سے قدم	۱۴۵		مجسمہ نور تسلیم کیا گیا	
	تھے		۱۶۶	غیر مستلین کے اکابرین	۱۳۲
۱۴۷	بالوں کی سیاہی کا جواب	۱۴۶		کے حوالہ جات نور	
۱۴۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۴۷	۱۶۸	حافظ محمد صاحب لکھنوی کا عقیدہ	۱۳۳
	کا یہ بیٹا			کہ حقیقت محمدی نور تھا	
۱۴۸	بالوں کی سیاہی کا قرآنی	۱۴۸	۱۶۹	مولوی شہداء اللہ صاحب امرتسری	۱۳۴
	جواب			نے نور کا اقرار کیا اور حضور	
۱۴۹	نور کھانے پینے سے مبرا	۱۴۹		صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا	
	ہوتا ہے کا جواب		۱۶۹	مولوی محمد کاندھلوی صاحب	۱۳۵
۱۴۹	ہاروت ماروت فرشتے	۱۵۰		کا اقرار نور	
	تھے		۱۶۹	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۳۶
۱۸۰	ہاروت ماروت فرشتوں	۱۵۱		رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نور	
	کا بازاروں میں چلنا اور			پر تھا	
	زنا کرنا		۱۷۰	مولوی عبدالحی لکھنوی کا اقرار	۱۳۷



(ی)

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۵۲	لوزی کا خاکی سے نکاح	۱۸۱	۱۴۳	سماری مثل نہیں	۱۹۳
۱۵۳	لوزی حوروں سے اولاد ہونا	۱۸۲	۱۴۴	خالیوت بشر کا	۱۹۳
۱۵۴	قل انما انا بشر مثلكم	۱۸۲	۱۴۵	جواب	
۱۵۵	کاجواب		۱۴۶	سب سے پہلے امیس نے	۱۹۴
۱۵۶	بوجھ اٹھانے کا جواب	۱۸۳	۱۴۷	بنی اللہ کو بشر کہا قرآن سے	
۱۵۷	انما انا بشر مثلكم	۱۸۵	۱۴۸	پریوی کونسل خداوندی کا	۱۹۸
۱۵۸	تفاسیر سے		۱۴۹	فیصلہ بشر پہلے ہو چکا ہے	
۱۵۹	مثلكم کی عقلی دلیل	۱۸۶	۱۵۰	دس ہزار روپے کا	۲۰۲
۱۶۰	مثلیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸۶	۱۵۱	انعامی اشتہار	
۱۶۱	کی ممانعت کے دلائل		۱۵۲	کفار اپنے انبیاء کرام	۲۰۲
۱۶۲	قرآن کریم سے		۱۵۳	علیہم السلام کو بشر کہتے رہے	
۱۶۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا	۱۸۸	۱۵۴	قرآن میں	
۱۶۴	دجود مبارک سب		۱۵۵	نوح علیہ السلام کو کفار	۲۰۲
۱۶۵	مومنوں سے اعلیٰ ہے		۱۵۶	نے بشر کہا قرآنی ثبوت	
۱۶۶	مثلیت کی ممانعت احادیث	۱۸۸	۱۵۷	نوح علیہ السلام کی قوم کے	۲۰۲
۱۶۷	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے		۱۵۸	کلمات کفریہ	
۱۶۸	اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ	۱۹۲	۱۵۹	قوم عاد نے ہود علیہ	۲۰۴
۱۶۹	علیہم اجمعین کہ حضور صلی اللہ		۱۶۰	اسلام کو بشر کہا قرآن	
۱۷۰	علیہ وسلم ہماری مثل		۱۶۱	میں	
۱۷۱	نہیں		۱۶۲	قوم عاد کے کفریہ کلمات	۲۰۴
۱۷۲	متقدمین کا عقیدہ قرآن	۱۹۳	۱۶۳	حضرت ہود علیہ السلام	
	سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم		۱۶۴	کے متعلق	



(۷)

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۷۲	قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہا	۲۰۵	۱۷۹	ولید بن مغیرہ نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا	۲۱۲
۱۷۳	مشرکین قوم ثمود کا عقیدہ اور ان کا کلام	۲۰۶	۱۸۰	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانی صفات سے اولویت	۲۱۷
۱۷۴	جائگیوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو بشر کہا	۲۰۸		مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت سے مبرا تھے۔	
۱۷۵	اقوال کفریہ قوم شعیب علیہ السلام	۲۰۸	۱۸۱	آپ کے بدن مبارک پر مکھی اور جوں نہ ہوتی تھی	۲۱۸
۱۷۶	فرعون اور اس کے رؤسا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو بشرین کہا	۲۰۹	۱۸۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہونے کا جواب	۲۲۰
۱۷۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زنا کے انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے منکرین نے بشر کہا	۲۱۰	۱۸۳	نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین قیامت میں آپ کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔	۲۲۱
۱۷۸	ابو جہل اور اس کے ہم نواؤں نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا	۲۱۰	۱۸۶	بشر کا درجہ بڑا ہے کا جواب	۲۲۳
				تمت	



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَحْمَدُ عَلَى أَنْ وَضَعَ حَقِيقَةً نَبِيَّةٍ مِنْ نُورِهِ، وَبَدَأَ الْخَلْقَ  
مِنْ أَنْوَارِ صِفَاتِهِ، وَجَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً مِنْ سِرَاجِهِ، وَنَوَّرَ الْقَمَرَ  
بِإِشَارَتِهِ، وَنَثَرَ الْجُودَ بِلِيَالِيهِ، وَأَشْرَقَ الْأَرْضَ بِدَعَائِمِ رِسَالَتِهِ،  
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ فِي ذَاتِهِ، وَصِفَاتِهِ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ  
لَا نِدَّ لَهُ، وَلَا حِدَ لَهُ، وَلَا شَدَّ لَهُ، وَلَا مَكَانَ لَهُ، وَلَا زَمَانَ لَهُ، وَلَا كِفْوَ لَهُ،  
وَلَا كَوْنَهُ لَهُ، وَلَا وَلَدَ لَهُ، وَلَا وَالِدَ لَهُ، وَلَا مَوْلُودَ لَهُ، وَلَا عَدِيلَ لَهُ، وَلَا حِدَّ  
وَلَا حِدَّ صَدَّقَ أَنْزَلَنِي سِرْمَدِي نُورِيَّ أَبَدِيَّ لَا زَوَالَ لَهُ، وَلَا يَنْقُصُ  
مِنْ دُمُيٍّ وَلَا دَخِيلَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعَنَا وَحَبِيبَنَا  
وَحَبِيبَ رَبِّنَا وَمَحْبُوبَنَا وَمَحْبُوبَ رَبِّنَا وَعَوْنَنَا وَغِيثَنَا وَغِيَاثَنَا وَ  
مُغِيثَنَا وَعَوْنَنَا وَعَيْنَنَا وَعِيَانَنَا وَمُعِينَنَا وَنُورَنَا وَنُورَ رَبِّنَا وَنُورَ  
أَجْسَادِنَا وَنُورَ أَرْوَاحِنَا وَنُورَ يَمِينِنَا وَنُورَ أَيْدِينَا وَنُورَ دِينِنَا وَنُورَ  
إِيمَانِنَا وَنُورَ سَلَامِنَا وَنُورَ لِقَائِنَا وَنُورَ آخِرِنَا وَنُورَ ظَاهِرِنَا وَنُورَ بَاطِنِنَا  
وَنُورَ بُيُوتِنَا وَنُورَ قُبُورِنَا وَنُورَ قُلُوبِنَا وَنُورَ أَرْضِنَا وَنُورَ سَمَائِنَا وَنُورَ  
قُرْآنِنَا وَنُورَ عُلُومِنَا وَنُورَ أَعْمَالِنَا وَنُورَ أَقْوَالِنَا وَنُورَ حَيَاتِنَا وَنُورَ مَمَاتِنَا  
مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَهْلِ بَيْتِهِ  
فِي رَتَبَتِهِ وَعِشْرَتِهِ وَعَشِيرَتِهِ وَأَحْبَائِهِ وَأَوْلِيَائِهِ وَحَبِيبِهِ  
أَبْرَارِهِ وَصُلَحَاءِهِ وَأَمَّتِهِ أَجْمَعِينَ أَمَّا بَعْدُ

بِزِهِ سِرِّهِ فَكُنْهُ مَسْتَرْجِيهِ



## مقدمہ

تاریخ اسلام از اول تا آخر ایسی نادیدہ روزگار ہستیوں سے بھری ہوئی ہے جنہوں نے پرچم اسلام کو سر بلند رکھنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگانے سے کبھی گریز نہ کیا بلکہ میدانِ عمل میں کارہائے نمایاں سرانجام دیکر اسلام کے رخ روشن پر پڑنے والی دھول کو نہ صرف صاف کیا بلکہ زمانے پر یہ واضح کر دیا کہ

اسلام زمانے میں مٹنے کو نہیں آیا اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

برصغیر پاک و ہند میں مکار فرنگی کے آنے کے بعد مسلمانوں کی نہ صرف سلطنت کو ہڑپ کیا گیا بلکہ مسلمانوں کی متاعِ عزیز ”ایمان“ پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے طرح طرح کے حملے کئے گئے اور مسلمانوں کے ایمان کی جان ”محبت رسول“ ﷺ کو ان کے دلوں سے ختم کرنے کے لئے ایک باقاعدہ سازش اختیار کی گئی جس کو قلندر لاہوری حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ نے اپنے لفظوں میں یوں طشت از بام کیا

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

یعنی اگر مسلمانوں پر غلبہ چاہتے ہو تو ان کے دلوں سے محبت مصطفیٰ ﷺ کے

جداغ کو گل کر دو اور انہیں اپنے آقا و مولیٰ ﷺ سے دور کر دو پھر جس طرح چاہو ان کے

دلوں پر بھی حکمرانی کرتے رہنا۔ ایسے نازک دور میں جب کہ برصغیر پاک و ہند میں فرنگی

کی سازش کے تحت اہل ایمان میں منافرت، دین سے بیزاری اور عداوت رسول کریم

ﷺ پیدا کرنے کے لئے طوفانی آندھیاں چل رہی تھیں ایسے نازک دور میں بھی بہت

سے اہل علم و عمل حضرات ان آندھیوں کے رستے میں سد سکندری بن کر ہٹے ہوئے اور

ملت کی کشتی کو بھنور سے نکالنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں اور کسی ترغیب

و تحریص کا شکار ہوئے بغیر حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کے لئے سرگرم عمل رہے۔



فرخندہ صفت رجال اسلام کی صف میں مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھری صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست نظر آتے ہیں آپ کی ذات گرامی برصغیر میں کسی تعارف کی محتاج نہیں اسلام کے نام پر فرنگیوں نے اپنے منحوس عہد میں جو رنگ برنگی جماعتیں تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کی غرض سے کھڑی کی تھیں، ان کا بھی بچہ بچہ حضرت مناظر اسلام کے نام نامی سے پوری طرح باخبر ہے۔

**تاریخ پیدائش:** آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۹ھ - ۱۹۰۱ء کو قصور کے مضافات میں ”شیردکانہ“ نامی قصبہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم کا نام نامی مولانا محمد امین صدیقی قصوری تھا آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضور قدس سرہ العزیز کے توسط سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

**تعلیم و تربیت:** ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لئے برصغیر کے نامور علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور بالآخر ”دارالعلوم رحیمیہ“ دہلی میں جا پہنچے اور وہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ مدرسہ رحیمیہ دہلی کے جملہ مدرسین وہابی دیوبندی تھے دورانِ تعلیم آپ نے دہلی کے ایک ممتاز سنی عالم سے رابطہ قائم رکھا تا کہ اساتذہ کی بد مذہبی عقائد و نظریات میں تزلزل کا باعث نہ بنے ان وہابیوں اور دیوبندیوں کو کیا خبر تھی کہ جس نوجوان کو وہ زیور علم سے آراستہ کر رہے ہیں وہ وقت آنے پر ان کے بڑے بڑے مناظر علماء کے چھکے چھڑا دے گا اور ان کے غلط عقائد و نظریات کا بھانڈا سر بازار پھوڑا کرے گا۔ علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد آپ نے طب کے میدان میں قدم رکھا اور علم طب سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ تک علاج معالجہ بھی کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ آپ عقیدے اور ایمان کے امراض کا علاج کریں چنانچہ آپ نے اس میدان کو اختیار کیا اور جس پامردی سے آپ نے اعتقادی اور ایمانی بیماریوں کا علاج کیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔



بیعت: علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کے بعد قدوة الاولیاء زبدة الاصفیاء حضرت میاں شیر محمد شرقیوری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سینہ پر تین مرتبہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا

”محمد عمر جاو اور مذہب اہلسنت و جماعت کا دفاع کرو تمہیں کوئی بد مذہب شکست نہیں دے سکتا۔ تمہارا نام محمد عمر ہے لہذا عمر بھر محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی نشر و اشاعت میں لگے رہنا“

مرشد گرامی کے اس ارشاد کی تعمیل آپ کی فطرتِ ثانیہ بن گئی مرشدِ حق کی راہنمائی میں منازل سلوک طے کیں اور میاں صاحب کے جانشین حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی خصوصی نظر عنایت آپ پر رہی ان کے وصال کے بعد حضرت میاں شیر محمد شرقیوری علیہ الرحمہ کے خلیفہ خاص حضرت سید محمد اسماعیل شاہ المعروف ”حضرت کرمانوالہ“ علیہ الرحمہ سے روحانی فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوئے اور حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مناظر اعظم کی دینی خدمات پر فخر محسوس فرمایا کرتے تھے۔

عالم ربانی: جس دور میں حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی تھی

اس دور میں اصحاب علم میں بھی سہل پسندی اور بے راہ روی جیسی بیماریاں عام تھیں لیکن حضرت مناظر اعظم نے برصغیر کے نامور خطیب اور مناظر ہونے کے باوجود تقویٰ و پرہیز گاری کا دامن ہرگز نہ چھوڑا اور شریعتِ مصطفیٰ کریم ﷺ پر عمل کا خاص اہتمام فرمایا۔ مرشد کے عطا کردہ وظائف اور صلوٰۃ التہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے گویا حضرت مناظر اعظم کو اللہ تعالیٰ نے عالم ربانی کے منصب پر فائز فرمایا تھا۔

خطابت: ابتدا حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ مضافاتِ قصور میں موضع



”ستوکی“ کی جامع مسجد میں عرصہ بارہ سال تک خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور اس مسجد کے ساتھ ملحق مدرسہ میں مدرسہ بھی فرماتے رہے۔ پھر آپ لاہور میں جامع مسجد ”عطّار“ میں طویل عرصہ خطیب رہے دس بارہ سال شیخوپورہ میں بھی خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔

حضرت کرمانوالہ صاحب علیہ الرحمہ کے حکم پر آپ نے سلطان العارفین حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ ملحق جامع مسجد میں خطبہ جمعہ کا آغاز کیا یہاں سامعین کا جہوم اس قدر بڑھا کہ مسجد میں خاطر خواہ اضافہ کرنا پڑا حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں آپ عرصہ 16 سال تک خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ یہ خدمت تبلیغ دین کی خاطر سرانجام دیتے رہے اور کبھی وظیفہ وصول نہ کیا۔

حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب ٹھینٹہ پنجابی زبان میں ہوتا تھا اور دلنشین اس قدر کہ سامعین گھنٹوں آپ کا خطاب سنتے اور انکی دلچسپی میں کمی واقع نہ ہوتی، خطاب میں قرآن پاک کی آیات بڑی کثرت سے بر محل و بر موقع تلاوت فرماتے تھے اور لہجہ اتنا عمدہ کہ سامعین جہوم جہوم کر رہ جاتے، آپ کی گفتگو پر تاثیر اور سوز و گداز سے معمور ہوتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی عظمت شان اس خوبصورت انداز میں بیان فرماتے کہ سامعین کو عشق مصطفیٰ ﷺ کے بھر بھر جام پلاتے اور انکے ایمان محبت رسول ﷺ سے جھجکا اٹھتے۔ آپ کے وعظ میں تاثیر کو کلیدی حیثیت حاصل تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے قول کو حال کی پشت پناہی حاصل تھی۔ چونکہ آپ کی تقریر احقاق حق اور ابطال باطل پر مشتمل ہوتی تھی لہذا بعض مبتدعین بھی آپ کی تخریر کو بڑے اہتمام سے سنتے تھے۔



## محبوب الحسا والمشاخ:

مناظر اسلام عوام و خواص میں یکساں مقبول تھے آپ کے سامعین میں جاہل، ان پڑھ لوگ بھی ہوتے جو آپ کے وعظ کو سن کر جھوم جھوم جاتے اور علماء کرام بھی جو قلم و دوات لے کر فرمودات سے استفادہ کرتے تھے۔ آپ جہاں دیہات میں خطابت فرماتے وہاں بڑی بڑی دینی درسگاہوں میں خطابات بھی فرماتے تھے وقت کے بڑے بڑے خطباء اور علماء اپنے ہاں دعوت دے کر آپ کا خطاب سنتے حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ و حضرت علامہ شیخ القرآن مولانا پیر عبدالغفور ہزاروی، حضرت علامہ شہباز خطابت صاحبزادہ فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خطاب سے بہت متاثر تھے۔

## سیاسی خدمات:

حضرت مناظر اسلام نے دعوت تبلیغ اور اشاعت دین میں انہماک

کے باوجود سیاسی طور پر اہم خدمات سرانجام دیں تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی کیونکہ اہلسنت و جماعت کے تمام اکابر علماء و مشائخ پاکستان کے قیام کے لیے میدانِ عمل میں کھل کر سامنے آچکے تھے تحریک ختم نبوت میں خصوصیت کے ساتھ حصہ لیا۔ جب ملک فیروز خان نون پاکستان کے وزیر اعظم تھے تو ایک دوسرے فرقے کے خلاف تقریر و تحریر کی بڑی سخت پابندی تھی اس دور میں عجمی یہودیوں یعنی مرزائی حضرات کے خلاف بغیر کسی خوف و ہراس کے، مناظر اسلام نے متعدد تقریریں کر کے ناموس مصطفیٰ ﷺ کا دفاع کیا۔ جس کی پاداش میں بد مذہب نواز حکومت نے آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت میں اور ایسی حکومت میں جو قائم ہی اسلام کے نام پر ہوئی تھی۔ اس کے روز اول سے اسی طرح انصاف کا خون کرنے کو ہر حکومت کیوں جائز قرار دیتی آئی ہے کیا حق و باطل اور



کھرے کھوٹے میں تمیز نہ کرنا حق پستی اور انصاف پسندی ہے؟

اسی دوران میں ایک روز حضرت کرمانوالہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا حضور! مولانا محمد عمر اچھروی کو حکومت نے گرفتار کر لیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور مولانا کی رہائی اور ترقی درجات کے لئے دعا فرمائی۔ دلی کامل کی دعا نے اپنا رنگ دکھایا کہ جو حکومت حق کی آواز کو دبانا چاہتی تھی۔ وہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں مرحوم کی مارشل لاء کے نیچے ہمیشہ کے لئے دب کر رو گئی اور مناظر اسلام با عزت طریقے سے رہا ہو کر اپنے گھر تشریف لے آئے۔ غرض آپ کی زندگی اس شعر کی زندہ مثال تھی

آئین جو ان مرداں حق گوئی دے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو بائی

اور اسی طرح فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں مرحوم کے دور میں بھی آپ نے ہمیشہ حق کے علم کو اٹھائے رکھا اور جب کبھی کسی بد مذہب نے چیلنج کیا آپ نے قبول کر کے اسے شکست فاش دی۔

آپ نے مرزائیوں کے خلاف چلنے والی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ حتیٰ کہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کی۔ اسی سلسلے میں ایک دفعہ آپ کو 14 سال قید سنا کر بند کر دیا گیا تو آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ حانفہ سلطان باہو صدیقی صاحب دلی کامل پیر طریقہ حضرت قبلہ سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مناظر اسلام علیہ الرحمۃ کی رہائی کے لئے دعا کی التجا کی تو حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت سے مناظر اسلام با عزت بری ہو کر گھر تشریف لے آئے۔ مگر اتنی نختیوں کے باوجود حکومت کے آگے نہ جھکے نہ ہلے۔

زیارت حرمین شریفین: حضرت مناظر اسلام چونکہ تحریک عشق مصطفیٰ ﷺ کی



دائی تھے۔ ملک کے طول و عرض میں آپ کے خطابات ہوتے تھے۔ آپ کے وعظ کا مرکزی نقطہ یہ ہوتا تھا کہ لوگو! اپنے دل میں محبت رسول ﷺ کو پیدا کرو۔ آپ کی پوری زندگی عشق مصطفیٰ ﷺ سے عبارت تھی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ عشق جب غالب آتا ہے تو وہ کریم آقا اپنی بارگاہ میں بلا لیتے ہیں۔ ویسے تو خواب میں آقائے کئی بار مہربانی فرمائی ہوگی۔ مگر ظاہری طور پر ۱۹۵۰ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ کے سفر حرمین شریفین پر چھ ماہ لگے تھے۔ اور آپ نے عراق کا راستہ اختیار فرمایا تا کہ بغداد شریف میں غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر آئمہ بزرگان دین کے مزارات پر حاضری ہو سکے۔ آپ کے اس سفر میں قدم قدم پر عشق مصطفیٰ ﷺ کے عملی مظاہرے نظر آتے اور سوز و گداز کی کیفیت طاری رہتی۔ آپ کا سفر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اس شعر کی عملی تصویر تھا۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا      ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

**اولاد امجاد:** حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تین شادیاں کیں تین بیویوں سے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں آپ نے سو گوار چھوڑیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولاد صالح سے نوازا آپ کے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

1- حضرت علامہ مولانا فقیر اللہ صدیقی      فارغ التحصیل جامعہ رضویہ فیصل آباد

2- حضرت علامہ مولانا حافظ سلطان باہو صدیقی      فارغ التحصیل جامعہ رضویہ فیصل آباد

3- حضرت علامہ مولانا عبدالوہاب صدیقی      فارغ التحصیل جامعہ رضویہ فیصل آباد

4- حضرت علامہ مولانا عبدالنواب صدیقی      فارغ التحصیل جامعہ رضویہ فیصل آباد

5- جناب محمد ظفر صدیقی صاحب

**مولانا عبدالوہاب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ:** مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے



تقریباً زندگی کا اکثر حصہ لندن میں تبلیغ دین اور حضور ﷺ کے پیغام محبت کو عام کرتے ہوئے گزارا اور لندن میں آپ نے سب سے پہلی اسلامی یونیورسٹی "حجاز یونیورسٹی" کے نام سے قائم کی اور یوں تبلیغ دین کرتے ہوئے آپ نے۔۔۔۔۔ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کے چار صاحبزادگان "نور الاقطاب"، "فیض الاقطاب"، "زین الاقطاب" اور "قمر الاقطاب" آج کل اپنے آباء اجداد کی وراثتِ علم کو لوگوں کے سینوں میں منتقل کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ اور یوں یورپ کی سر زمین پر پرچم اسلام کو بلند رکھے ہوئے ہیں۔

**مناظر اسلام مولانا محمد عبدالنواب صدیقی:** حضرت مولانا محمد عبدالنواب صدیقی بھی اپنے والد گرامی کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں ملک پاکستان کے طول و عرض میں سینکڑوں مناظرے کر چکے ہیں اور وعظ و نصیحت سے لوگوں کو فیضیاب کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اہلسنت و جماعت کی عظیم درسگاہ "جامعہ نظامیہ رضویہ" میں "شیخ الحدیث" کے منصب پر فائز ہیں۔

**علامہ حافظ سلطان باہو صدیقی رحمۃ اللہ علیہ:** آپ مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے جامع رضویہ فیصل آباد میں حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نظر عنایت سے علمی اور روحانی فیضان حاصل کیا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ملک کے طول و عرض میں وعظ و نصیحت کیلئے سفر اختیار کئے۔ فیصل آباد، قصور اور گوجرانوالہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیے اور آخر میں آپ نے جامع غوثیہ جنازگاہ لٹن روڈ مزمل لاہور میں خطابت کے فرائض سنبھالے۔ اپنے وصال ۱۴ مئی ۲۰۰۱ء تک اسی مسجد میں تبلیغ بن تین کی خدمات سرانجام دیتے رہے اسی مسجد میں ہر سال نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے رہے اسی دوران میں جامع مسجد جنازگاہ



کو شہید کروا کے اپنے دستِ مبارک سے مسجد کی نئی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا اور اس مسجد کی تزئین و آرائش میں بھرپور دلچسپی لیتے تھے۔ مسجد کو خوبصورت ٹائلوں سے مزین کیا اور کونے کونے میں آیات، احادیث، درود پاک اور اسمائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لکھوائے یہ مسجد، لاہور کی بڑی اور خوبصورت مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ مسجد کے خوبصورت مینار دور سے حسنِ نظارہ دیتے ہیں۔ درمیان میں سبز گنبد بنوایا جو حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حضور ﷺ سے گہری محبت و عقیدت کا آج بھی اظہار کر رہا ہے۔ وصال کے بعد اسی مسجد کے پہلو میں آسودۂ خاک ہیں۔

حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دوست احباب کے اصرار پر ایک انجمن بنائی جس کا نام حضرت حافظ صاحب کے نام پر انجمن سلطانیہ رکھا گیا۔ یہ نام رکھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسجد کے متعلقین و متوسلین آپ سے کس قدر محبت کرتے تھے۔ اس انجمن کے تحت اسی جامع مسجد میں آپ نے دارالعلوم سلطانیہ (رجسٹرڈ) کی بنیاد رکھی جس میں بچوں کو حفظ و ناظرہ، قرآن پاک کی تعلیم آج بھی دی جا رہی ہے اور یہ صدقہ جاریہ تاقیامت جاری رہے گا۔

حضرت علامہ حافظ سلطان باہو صدیقی رحمۃ اللہ علیہ طبقہ علماء میں اس اعتبار سے ممتاز مقام رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پانچ صاحبزادوں کو حافظ قرآن بنایا اور علم دین کی طرف ہی متوجہ رکھا۔ بچوں کو دنیا کمانے کے لئے نہیں بلکہ دین کا پیغام عام کرنے کے لئے تعلیم و تربیت دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا فرمائیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت علامہ حافظ محمود سلطان صدیقی ہیں جنہوں نے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے سند فراغت حاصل کی ہوئی ہے اور آج کل لندن میں ایک عرصہ سے مقیم ہیں اور وہاں تبلیغ دین کا کام بھی کرتے ہیں۔



حافظ محمود سلطان

صاحب پہلے لندن میں ہر سال رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے رہے اور گزشتہ چند سالوں سے امریکہ میں جا کر نماز تراویح میں قرآن سناتے ہیں۔ یوں حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان لندن و امریکہ میں بھی پہنچ رہا ہے۔

حضرت علامہ مولانا حافظ محبوب سلطان صدیقی آپ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ یہ بھی جید عالم ہیں اور آپ نے بھی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے تحصیل علم کی ہے۔ آپ ایک عرصہ تک سعودی عرب میں مقیم رہے لیکن حضرت حافظ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد واپس آ کر اپنے والد محترم کی مسجد میں خطابت کے فرائض کے علاوہ حفظ قرآن کی تدریس بھی کر رہے ہیں۔

حافظ سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے حبیب سلطان صدیقی ہیں۔ چوتھے صاحبزادے حافظ خلیل سلطان اشرفی ہیں جنہوں نے درسیات کا علم بھی حاصل کر رکھا ہے اور مدحِ رسول اکرم ﷺ کے میدان میں آپ ایک جانی پچانی شخصیت ہیں۔ پانچویں صاحبزادے حافظ کریم سلطان صدیقی ہیں جنہوں نے دینی علوم کے حصول کی طرف بھی قدم بڑھایا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ ازاں بعد مدحِ رسول مقبول ﷺ کے لئے اپنے والد گرامی کے حکم پر عظیم نعت گو شاعر اور شاخوان مصطفیٰ حضرت محمد علی ظہوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی رہے۔ موجودہ دور میں ملک پاکستان کے نامور نعت خوان حضرات میں صف اول میں نظر آتے ہیں۔ حافظ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ نور سلطان صدیقی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آواز کا جادو جگانے کا حق وافر عطا فرمایا ہے۔ آواز کے



جادو گیتوں کے میدان میں بھی جگایا جاسکتا تھا لیکن یہ حافظ صاحب کی خصوصی تربیت کا ثمر ہے کہ انہوں نے بھی مدحت سرکارِ دو عالم ﷺ کے فیلڈ کو اختیار کیا اور گزشتہ چند سالوں ہی میں دنیائے نعت میں اپنا لوہا منوالیا آج ان کا شمار بھی ملک عزیز کے نامور شاعرانوں میں ہوتا ہے حضرت قبلہ حافظ سلطان باہو کے صاحبزادگان علم و عمل اور شاعرانہ کے میدان کا وہ شجر طیبہ ہیں جس کی جڑیں قائم و دائم ہیں اور اسکی شاخیں سایہ رحمت بن کر پھل پھول رہی ہیں اور ملک پاکستان کیا دنیا کے طول و عرض میں اہلبہاتی ہوئی حضرت مناظر اعظم کے فیض کی خوشبو کو چہار دانگ عالم میں پھیلا رہی ہیں۔

**وفات حسرت آیات:** آپ نے ۹ ذیقعد ۱۳۹۱ھ بروز منگل کو وفات پائی عالم

نزع میں اپنے صاحبزادے عبدالوہاب کو سورہ یسین شریف پڑھنے کا حکم دیا تمام سورہ سننے کے بعد آپ نے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جان عزیز جان آفریں کے سپرد کر دی۔

(انا لله وانا الیہ راجعون) مولانا حافظ محمد سلطان باہو صاحب کا بیان ہے کہ ایک نور جسدِ خاکی سے نکلا اور آسمان کی جانب پرواز کر گیا اگلے روز جنازہ اٹھایا گیا تو شامل ہونے والوں کی تعداد شمار سے باہر تھی دو روز نزدیک کے کتنے ہی علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ دفن کرنے کے بعد عوام و خواص نے دیکھا کہ مناظر اسلام کی قبر پر آسمان سے نور کی بارش ہو رہی تھی اور آپ کی مرقد سے بڑی روح پرور اور دل افروز خوشبو آرہی تھی۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے حشر میں شان کریں ناز برداری کرے

**بشارت:** مولانا حافظ سلطان باہو صدیقی مدظلہ کا بیان ہے کہ ایک شب انہیں

حضرت مناظر اسلام رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی آپ کو ہشاش بشاش دیکھ کر دریا یافت کیا

! حضور آپ کے ساتھ کیسا سلوک ہوا؟ فرمایا کہ باری تعالیٰ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم

اور اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے میں مجھے بخش دیا ہے میری قبر تا حد



نگاہ کشادہ کر دی گئی ہے اور جہاں چاہوں جانے کی اجازت دے دی گئی ہے (والحمد للہ علی ذلک)۔ پھر مولانا نے چند متنازعہ گھریلو مسائل کی شرعی صورت دریافت کی تو آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ مسئلے حل فرمادیے۔ موصوف کا بیان ہے کہ چند روز میں وہ معاملات اسی طرح طے ہوئے جس طرح حضرت مناظر اسلام علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا۔ یوں تو ہر عالم دین کی موت گویا اس سارے عالم رنگ و بو کی موت کے مترادف ہے لیکن ابوالحق مولانا عبد الغفور ہزاروی اور مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہما کی مفارقت سے خصوصاً میدان مناظروں میں بڑی کمی واقع ہوئی کیونکہ مسلمانان پاکستان دو کہنہ مشق مناظروں سے محروم ہو گئے۔ باری تعالیٰ جل شانہ، دین متین کے محافظ کثیر پیدا کرے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو محسوس کر کے اس عظیم فریضہ کی ادائیگی سے بخیر و خوبی سبکدوش ہوتے رہا کریں (آمین)

**تصانیف:** حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مناظروں اور اخذ و یسخت کے کثیر مشاغل کے باوجود تصنیف کے میدان کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ آپ نے تصانیف کا بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے جس میں چند ایک تصانیف درج ذیل ہیں۔

- 1۔ مقیاس حقیقت: اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ اصل حقی کون ہیں اور جعلی حقیقوں کے مکارانہ پردہ کو چاک کیا گیا ہے۔
- 2۔ مقیاس وہابیت: اس کتاب میں وہابیہ (غیر مقلدین) کے منافقانہ چہرے سے پردہ سرکایا گیا ہے اور ان کے حقیقی خد و خال واضح کیے گئے ہیں۔
- 3۔ مقیاس خلافت: یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں مسئلہ خلافت کو محققانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے اور خلفائے راشدین کی خلافت کے احقاق حق پر روشنی ڈالی گئی ہے اور روافض کا ردِ بلیغ کیا گیا ہے۔



4۔ مقیاس نبوت: یہ کتاب تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں مسئلہ ختم نبوت پر قلم اٹھایا گیا ہے اور فتنہ مرزاہیت کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔

5۔ مقیاس نور: اس کتاب میں مسئلہ نور بشر پر قلم اٹھایا گیا ہے اور حضور ﷺ کے سراپا نور ہونے کے ناقابل تردید دلائل دیے گئے ہیں۔

6۔ مقیاس صلوات: اس کتاب میں نماز کے مسنون طریقہ کا بیان اور غیر مقلدین کا ردِ مبلغ کیا گیا ہے۔

7۔ مقیاس مناظرہ: یوں تو حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ہر باطل فرقہ کے رد کے لئے مناظرے کئے لیکن اس کتاب میں غیر مقلدوں سے کئے گئے مناظروں کی رویداد اور وہابیہ کے مغلوب و فرار ہونے کی داستانیں درج کی گئی ہیں۔

حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خانوادہ کے حوالہ سے مذکورہ بالا چند سطور تحریر کی گئی ہیں جو ”مقیاس مناظرہ“ کے نئے ایڈیشن کے لئے لکھی گئی ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

احقر العباد عبدالحکیم خان اختر

مقدمہ از۔۔۔۔۔

شاہجہانپوری مجددی مظہری لاہور

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ بمطابق یکم جون ۱۹۷۴ء

حافظ مختار احمد ندیم ایم فل

ترمیم و اضافہ از۔۔۔۔۔

ریسرچ سکالر محکمہ اوقاف پنجاب

۲۷ شوال المکرم ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰ نومبر ۲۰۰۶ء



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سب تعریفوں کے لائق وہی ایک اللہ ہے۔ جو سب مخلوق کا معبود ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

## اللہ معبود ایک ہی ہے

۱۔ البقرہ { وَالْمَلِكُ اللَّهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ }  
اور معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔

۲۔ الصافات { إِنَّ إِلَهُكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا }  
وَرَبُّ الْمَشَارِقِ  
بے شک معبود تمہارا ضرور ایک ہی ہے۔ جو آسمانوں اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے۔

۳۔ الحج { فَالْمَلِكُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَلَا أَسْمَاءَ وَلَا يُولَدُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَكُنْ لَهُ كُفُوًا شَيْءٌ }  
۴۔ ابراہیم { إِنَّمَا هُوَ اللَّهُ وَاحِدٌ وَلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ }  
۱۳۔ علقوں والے نصیحت پکڑیں۔



## مومنوں اور کافروں کا معبود ایک ہی ہے

۵۔ عَنْكِبُوتِ ۲۵ { وَإِلَهُنَا وَإِلَهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَكَ مُسْلِمُونَ ط  
ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ اور ہم اُسی کے لیے مسلمان ہیں۔  
ان آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ خداوند کریم کے سوا کوئی معبود نہیں۔

## ایک ہی معبود پر کفار کا تعجب کرنا

۶۔ ص ۲۳ { أَجَعَلَ الْإِلَهَةَ الْهَآ وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ط  
کیا بنایا ہے اپنے تمام معبودوں سے ایک ہی معبود ہے۔ بے شک یہ البتہ عجیب

بات ہے۔

۷۔ آل عمران { شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ  
قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ط

خدا شاہد ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور فرشتے اور علم والے منصف بھی گواہ  
ہیں۔ کوئی معبود نہیں اس کے سوا۔ بڑا غالب بڑا حکمت والا ہے۔

۸۔ اخلاص { قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ  
۳۰ { وَلَمْ يَكُنْ لَكَ كُفُوًا أَحَدٌ ط

فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ ہی بے نیاز  
ہے۔ اس کی اولاد نہیں۔ اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور نہ ہی کوئی اس کی برابری  
کرنے والا ہے۔

اس آیتہ کریمہ سے صراحتہً پانچ مطالب ثابت ہوئے۔

(۱) کہ خداوند کریم ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ باقی سب بتیں



- (۲) خداوند ہی کسی کا محتاج نہیں۔ باقی سب اُس کے محتاج ہیں۔  
(۳) اُس کی کوئی اولاد نہیں۔ ثابت ہوا کہ اولاد والا معبود ہو سکتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہ بے نیاز نہیں۔

- (۴) اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ کیونکہ ولادت بھی بے نیازی کے منافی ہے۔  
(۵) اِس کا کوئی عدیل نہیں۔ اِس آیت کریمہ نے شرک کی صفائی کر دی۔ اِس آیت کریمہ کے پڑھنے سے نہ فرشتہ اُس کا شریک بن سکتا ہے۔ نہ نبی اللہ اور نہ ہی ولی اللہ۔ اِس آیت کریمہ کو جس نے ایمان سے سمجھ کر تلاوت کر لیا۔ اُس نے شرک کی جڑیں کاٹ دیں۔ مشرک نہیں کہلا سکتا۔

## اقرارِ توحیدِ خداوندی اور باقی معبودوں کے بیزاری

۹۔ انعام ﴿۱﴾ اِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنْ مَعَ اللّٰهِ الْاِلٰهَةُ الْاُخْرٰى قُلْ لَّا اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اللّٰهُ وَاحِدٌ قَدَانِیْ بِرَبِّیْ اَعْمَاتُ تَرْکُوْنَ

کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ میں گواہی نہیں دیتا۔ فرما دیجئے اور کوئی بات ہی نہیں وہی معبود ایک ہے اور میں بے شک بیزار ہوں اِس چیز سے جس کو تم خدا کا شریک بناتے ہو۔ اِس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ کریم کے سوا سب معبودوں سے بچنا چاہیئے۔

لیکن جس کی اطاعت کا رُب العزت نے ارشاد فرمایا اِس کی اطاعت سے بیزاری کرنا اور بچنا یہ بھی شرک ہے۔ جو لَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہَا اَحَدًا سے ظاہر ہے۔



# اللہ تعالیٰ ہی سب کا رب اور خالق ہے

۱۰۔ انعام ۱۰۱ ﴿ذَٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ﴾

یہ اللہ رب تمہارا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر شے کا خالق ہے تو تم اس کی عبادت کرو۔

۱۱۔ رد ۱۲ ﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾  
افراد بچے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ہی ہر شے کا خالق ہے اور ایک وہی ہے زبردست۔

۱۲۔ زمر ۶۲ ﴿اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾  
اللہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر شے پر وکیل ہے  
۱۳۔ مومن ۱۶ ﴿ذَٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاَنۡتَ تَوَفَّكُوۡنَ﴾

یہی ہے اللہ تمہارا رب ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر کس طرح بہتان تراشتے ہو تم۔

۱۴۔ حجر ۱۶ ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّافُ الْعَلِيۡمُ﴾  
بے شک آپ کا رب وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑا جاننے والا ہے۔  
ان آیات کریمہ کے رو سے ثابت ہوا کہ اللہ ہی خالق ہے۔ باقی سب اس کی مخلوق ہیں۔

## کیا پیدا کرتا ہے

۱۵۔ مائدہ ۱۶ ﴿يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيۡرٌ﴾



جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

اس آیتہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ خداوند کریم کو ہر شے پیدا کرنے پر قدرت ہے۔ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میں یہ کمی نہیں کہ یہ پیدا کر سکتا ہے اور وہ نہیں یا وہ پیدا کر سکتا ہے یہ نہیں۔ اس کو ہر شے کی خلق پر قدرت ہے۔ چاہے نوری سے ناری پیدا کر دے چاہے نوری سے خاکی پیدا کر دے۔ چاہے خاکی سے نوری پیدا فرما دے چاہے ناری سے نوری پیدا فرما دے اور جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ قرآنی شہادت کافی دہانی ہے۔

## وہ کیسے پیدا کرتا ہے

۱۶۔ رُومُ ۲۱ { وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ }

اور وہی ہے جو نور پیدا کرتا ہے۔ پھر دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور یہ بہت آسان ہے۔ اُس پر۔ اور اُسی کے لئے مثال بالاتر ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیتہ کریمہ سے قدرت باری تعالیٰ ثابت ہوئی کہ وہ خالق ایسا کاریگر ہے جو شے پیدا کرتا ہے بے مثال ہوتی ہے۔ جس کی پہلے مثال ہوتی ہی نہیں۔ ابداً اس کی شان ہے۔ اور پھر ایسا قادر ہے کہ فنا کر کے دیسے ہی ہر شے کو دوبارہ پیدا کر دے گا۔ جس کے اول و آخر میں کسی قسم کا فرق نہ ہوگا۔ اور یہ ذوالجلال کی ذات کے لئے بالکل آسان ہے۔ کسی قسم کی دقت نہیں۔ اور ایسے پیدا کرنا یہ اُس کی مثال بالاتر ہے ایسا کوئی دوسرا آسمانوں اور زمین میں نہیں کر سکتا۔ اور وہ بڑا غالب اور بڑا دانا ہے

۱۷۔ انعام ۳۱ { بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ }



آسمانوں اور زمین کو نو پیدا کرنے والا ہے۔

۱۸۔ الرُّومُ ۲۱ ﴿اللَّهُ يَبْدَأُ الْخُلُقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ﴾

اللہ تعالیٰ ہی خلقت کو پہلے پیدا فرماتا ہے۔ پھر دوبارہ بھی وہی پیدا فرما

گا۔

۱۹۔ لقْمَنُ ۲۱ ﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَالْأَرْضَ فِي الْأَرْضِ

رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ خَلْقٍ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَرَجٍ كَرِيمٍ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا

خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ط

اللہ تعالیٰ نے بغیر ستونوں کے آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ تم ان کو دیکھ لیجئے ہو۔ اور

زمین میں پہاڑ ڈال دیے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے ساتھ حرکت کرے۔ اور اس زمین

میں ہر قسم کے چلنے والے پھیل دیے۔ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا تو اس میں ہم

نے ہر نفیس قسم اُگائی ہے اللہ تعالیٰ کی پیدائش۔ پھر تم مجھے دکھاؤ کہ خدا کے سوا

لوگوں نے کیا پیدا کیا بلکہ ظالم لوگ ظاہر گمراہی میں ہیں۔

۲۰۔ بنی اسرائیل ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

۱۵ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ

کیا انہوں نے دیکھا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے

آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ ان جیسے آسمان زمین

اور پیدا کر دے۔

۲۱۔ انبیاء ۲۱ ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اور وہ ایک کارگر ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور

چاند کو پیدا فرمایا۔



۲۲۔ نُوْرُ ۱۱ { اَلَمْ تَرَوْ كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَجَعَلَ الْقَمَرَ  
فِيْهِمْ نُوْرًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو تہ بہ تہ پیدا فرمایا۔ اور چاند کو ان میں روشن کیا۔ اور سورج کو چراغ بنا دیا۔

## زمین پر چلنے والی مخلوق کے اقسام

۲۳۔ نُوْرُ ۱۲ { وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّنْ مَّاءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ  
يَمْشِيْ عَلٰی اَبْطُنٍ وَّمِنْهُمْ مَّنْ يَمْشِيْ عَلٰی رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ  
مَّنْ يَمْشِيْ عَلٰی اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی  
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اور اللہ تعالیٰ نے ہر چلنے والے کو پانی سے پیدا فرمایا۔ تو بعض ان سے وہ جسے جو اپنے پیٹ پر چلتا ہے۔ اور بعض ان سے وہ جسے جو دو پاؤں پر چلتا ہے۔ اور بعض ان سے وہ جسے جو چار پاؤں پر چلتا ہے۔ پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت والا ہے۔

سوال : اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ہی جیسے پیدا ہوئے اور ہمارے جیسے بشر تھے۔

محمد ﷺ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو اس آیت کریمہ میں زمین پر چلنے والوں کی قسمیں بیان فرما کر اخیر میں پھر اپنی قدرت کا اضافہ بھی فرمایا۔ یعنی دابہ سے ایسے بھی پیدا کرتا ہوں، قانون یہی ہے۔ لیکن آگے فرمایا یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ان کے علاوہ جو چاہے جس سے چاہے پیدا کر سکتا ہے



جیسا کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی مِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ كَرْبَعٍ كَامِصِدَاقٍ  
موجود ہے۔ لیکن وہ مِنْ مَّاءٍ سے مبرا ہے۔ بلکہ صالح علیہ السلام کی دُعا  
اور قدرتِ الہیہ سے مخلوق تھی۔ اسی لئے اس کو رب العزت نے  
نَاقَةَ اللَّهِ کہہ کر تخصیص فرمادی۔ اور پھر مِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ  
أَرْبَعٍ سے ایسے بھی ہیں جن کے متعلق ارشاد ہے

۲۴۔ نَحْلٌ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ  
۱۴ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۖ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ط

اور چوپایوں کو اُس نے پیدا کیا تمہارے لئے اُس میں جاڑے کا  
سامان ہے۔ اور فائدے ہیں۔ اور بعض ان سے تم کھاتے ہو۔ اور انعام  
سے ایسا بھی پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ (جیسا کہ نَاقَةَ اللَّهِ)  
دوسرے انعام کو جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا ہے۔ مثلاً اونٹنی  
کو مطلقاً حلال فرمایا۔ جس کی کوئی قسم حرام ہے بھی نہیں۔ تمام کو حلال کرنا  
اور کھانا جائز۔ ان کو حرام کہنے والا منکرِ قرآن۔ لیکن انہیں اونٹوں  
پر قیاس کر کے کوئی شخص نَاقَةَ اللَّهِ کو بھی ذبح کرے تو رب العزت  
نے منع فرمادیا کہ یہ صرف نَاقَةُ اللَّهِ نہیں بلکہ نَاقَةُ اللَّهِ ہے۔ اس کا حکم  
دوسری اونٹیوں سے الگ ہی فرمادیا۔ وَلَا تَتَّبِعُوا هَٰذَا سَوَءٌ فَيَأْخُذْكُمْ  
عَذَابٌ أَلِيمٌ نَاقَةَ اللَّهِ کو بُرائی سے نہ چھونا ورنہ تمہیں عذاب الیم  
پکڑ لے گا۔

تو اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس اونٹنی کے ذبح کرنے کو  
سَوَءٌ کا حکم لگا دیا۔ اور یہی سننا سنا دی کہ اگر تم نے اس کو ذبح کیا  
یا مارا۔ یا کاٹا یا اس پر کوئی اونٹ بٹھایا تو تمہیں فوراً عذابِ خداوندی پکڑ لے



گا۔ اور خَلَقَ كُلَّیْ آبٍ مِّنْ مَّاءٍ سے خارج ہے یا نہیں۔ کیوں جناب اس  
اس ناقتہ اللہ کی پیدائش میں تمہیں اختلاف ہے یا نہیں۔ ضرور خارج ہے۔ لیکن  
مَنْ یَّمْشِیْ عَلَیْ اَسْرِ بَعِجٍ کا مصداق ضرور ہے۔ خلقت میں نرالی ہے۔ اونٹنی ہے  
لیکن اُس کا کھانا حرام۔ اونٹنی ہے لیکن اُس کو مارنا پینا حرام ہے۔ اونٹنی ہے  
لیکن اُس پر اونٹ بھانا حرام۔ ثابت ہوا کہ ناقتہ اللہ کی حقیقت اور ہے۔

۲۔ ایسے ہی عصائے موسیٰ علیہ السلام پر مِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ عَلَی الْبَطْنِ  
کا مصداق ہے۔ لیکن مِنْ مَّاءٍ کا مصداق نہیں۔ لاکھٹی چلتی نہیں لیکن عصا بر موسیٰ  
علیہ السلام اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے۔ آنکھیں ہیں مُنہ سے کان سے ناک سے  
پیٹ سے دُم سے کھاتا پیتا ہے۔ جو فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَا فِکُوْن کا مصداق  
ہے۔ جادو گروں کی رتیاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاکھٹی نکل گئی بصورت لاکھٹی  
کی کام سانپ کا کرتا ہے۔ بلکہ اس سے طاقت میں زیادہ ہے۔ حضرت موسیٰ  
علیہ السلام کی فرمانبرداری میں زیادہ ہے۔ ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا  
کی حقیقت باقی لاکھٹیوں سے ممتاز تھی۔ اور یہ قدرت الہی کی نرالی تخلیق کا کرشمہ ہے۔

۳۔ حضرت جبریل علیہ السلام جب دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر  
ہوتے ہیں تو وحیہ کلبی کی شکل میں تشریف لاتے ہیں۔ مِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ عَلَی  
رِجْلَیْنِ صحیح ہے لیکن مِنْ مَّاءٍ کے مصداق نہیں معلوم ہوا کہ مِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ عَلَی  
رِجْلَیْنِ دونوں پاؤں سے چلنے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس  
کی خلقت نطفے سے ہی ہو۔ بلکہ اس کی قدرت کاملہ کا قانون نرالا ہے۔ یہ  
بھی فرما دیا کہ یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ان مذکورہ متعینہ اقسام کے علاوہ جو چاہے پیدا  
کر کے زمین پر چلا سکتا ہے۔ اور جسے چاہے جس سے چاہے جو چاہے  
پیدا فرما دے۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ پیدائش میں ہونے والا ہے۔ الوہیت کا



مصدق نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اللہ پیدائش سے مُبرا ہے۔ دوسرا جواب اگر مین  
مَآءِ سے ممتاز زمین پر چلنے کے منافی نہیں یعنی زمین پر چلنے والا مین مَآءِ سے مُبرا ہو  
سکتا ہے۔ تو لباس انسانی سے عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی عالم ملکوت میں پہننے  
کی نفی کرتا ہے۔ اسی لئے رَبُّ الْعِزَّتِ نے فرمایا۔

## اپنی حقیقت انسانی اور حقیقی نور ہونے کا ثبوت یقینی ہے

شولے { مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ  
۲۵ { وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ  
مَا يَشَاءُ إِنَّ عَلَىٰ حَكَمٍ ۝

نہیں طاقت ہے کسی بشر کو یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی  
سے یعنی الفا سے یا پردے کے پیچھے یا جبریل بھیج کر تو وحی کرتا ہے وہ اللہ کے  
اذن کے ساتھ جو اللہ چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا بلند  
والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بشر بلا حجاب خداوند کریم سے ہمکلام نہیں  
ہو سکتا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا حجاب ہمکلام ہونا آپ کی محض بشریت کی  
نفی کرتا ہے۔ چنانچہ رَبُّ الْعِزَّتِ نے فرمایا۔

۲ { لَنَجْمُ ۝ شَرَدَنِي فَتَدَلِّي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝  
پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے تو رَبُّ الْعِزَّتِ نے

بھی نزول فرمایا۔ پھر دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔ یا اس سے بھی زیادہ کم۔  
تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشری نہ  
تھی بلکہ حقیقت نوری تھی۔ اور نور محض کو جمعیت انسانی عطا فرما کر والدہ کے شکم پاک



پاک جسمیت انسانی کے سمیت نور کا ظہور فرمایا۔ اور آپ کا لباس انسانی ہماری خاطر تھا۔ یہ بھی اللہ رب العزت کی کمال قدرت کی علامت ہے۔

## بشریت کے متعلق حنادانی فیصلہ

۳۔ فرقان ۱۹ ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا﴾

وہی ذات ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا فرمایا۔ یہ بھی صحیح ہے۔ فرمان خداوندی خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ بھی صحیح اور خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ بھی صحیح۔ اور ذیل کا ارشاد بھی صحیح۔ اور ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا فرمایا۔ یہ بھی صحیح۔

## اصل بشریت

۴۔ روم ۲۱ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ﴾

اس کے نشانات سے ہے۔ کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا۔ اگر تمہاری طرح ظاہری معنی ہی لیے جاویں۔ تو معاذ اللہ دعویٰ خداوندی غلط ثابت ہوتا ہے حقیقت یہ ہے چونکہ ہمارے باپ آدم علیہ السلام کو رب العزت نے مٹی سے پیدا فرمایا۔ اور ہم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس لیے رب العزت نے ہماری طرف بھی خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ کو منسوب فرمایا۔ اور اس کے بعد فرمان الہی یَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ بھی صحیح ہوا۔ اور اس کی قدرت نے إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِكُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کے رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر مذکر پیدا فرمایا۔ اب اس قدرت الہیہ سے اس کے قانونِ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ کو غلط نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ رب العزت کی اس قدرت کو بھی إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِكُلِّ



شیءِ قدیر اور یٰحٰقُّ اللہ مٰیشاء کے ارشاد الہی کے رُوسے حق پر سمجھنا پڑے گا۔ اور اس پر بھی ایمان لانا مومن کے ایمان کا جزو ہے۔ جو اس قانون الہی پر ایمان نہ لائے اور صرف اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَکْرٍ وَّ اُنْثٰی کی ہی رٹ لگاتا رہے۔ تو اس کو منکر قرآن کریم و منکر قدرت الہیہ کہا جاوے گا۔ ایسے ہی قدرت الہیہ نے اپنے کمال سے باوجود مذکر و مؤنث کی وساطت کے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حقیقتہً نُور تھے۔ جسمیت انسانی نُوری عطا کر کے ظاہر فرمایا۔ تمہارا اپنے جیسا بشر ہونے کا عقیدہ رکھنا یہ غلط ہے۔

سوال :- یہ بات تو سمجھ میں آگئی کہ واقعی وہ خداوند کریم بشر سے نُور پیدا کر سکتا ہے۔ اسے قدرت ہے لیکن مِنْ اَنْفُسِکُمْ کا کیا ترجمہ کر دے۔

## مِنْ اَنْفُسِکُمْ کی تحقیق

محمدؐ :- جناب ہمیں مِنْ اَنْفُسِکُمْ کلام خداوندی سے کب انکار ہے فقیر اس امر کو ابھی ثابت کر چکا ہے کہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتہً نُور ہیں۔ اور قدرت خداوندی نے آپ کے ماں باپ کی وساطت سے دنیا میں نُور کو جسمیت انسانی نُوری عطا کر کے مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ کے جسم مبارک پر آپ کی حقیقت محمدیہ نُور غالب ہے۔ مثلاً مخلوقات میں نُوری پیدائش سے ملائکہ بھی نُوری خلقت ہیں۔ لیکن جب حضرت جبریل امین علیہ السلام جسم انسانی میں ملبوس ہو کر تشریف لاتے ہیں تو اُن کی نُورانیت پر جسمانی بشریت اتنی غالب ہو جاتی ہے کہ وہ اس جسمانی ہیئت کدائیہ میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف پرواز نہیں کر سکتے بلکہ آسمانِ اول کی طرف بھی نہیں بڑھ سکتے لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی نُور آپ کے جسم انسانی پر غالب ہے۔ جو بمع جسمیت نُوری تمام آسمانوں کو



عبور کرتا ہوا سدرۃ المنتہی کے پار لامکان پر تشریف لے گیا۔ لامکان پر تشریف لے جانے سے جسمیت میں فرق لازم نہ آیا۔ جیسا کہ زمین میں قیام فرمانے سے نور میں فرق نہ آیا۔ ثابت ہوا کہ آپ کی جسمیت حقیقتہً نور ہی تھی۔ جو عالم سماوی و عالم مملکی کو عبور کرتے ہوئے لامکان تک پہنچ گئے۔

دوسرا جواب :- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

## قدت خداوندی کا عجیب نمونہ

نحل ۱۴۱ ﴿وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا يَلْغَا لَشَرِبِينَ﴾

اور بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں البتہ عبرت ہے۔ پلاتے ہیں ہم تم کو اس چیز سے جو اس کے پیوؤں میں ہے گو برا اور خون کے درمیان سے خالص دودھ جو پینے والوں کے حلق سے گذرنے والا ہے۔

کیوں صاحب کبھی تم نے دودھ پینے سے گریز کیا ہے۔ اور اعتراض کیا ہے کہ ہم دودھ نہیں پیئیں گے۔ کیونکہ چوپایوں کے خون اور گوبر کا پخوڑ ہے۔ حالانکہ بناوٹی دودھ کو ترک کر کے تم چوپایوں کو سامنے دوہے ہو۔ دودھ کو جلدی اور مہنگا خریدتے ہو۔ تم دودھ سے کیوں نہیں ناک چڑھاتے۔ حالانکہ وہ بھی چوپایوں کے پیٹ کے فضلوں کا پخوڑ ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ وہ خلاق جو چاہے جس سے چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ اور سُنئے!

نحل ۱۴۲ ﴿وَإِذْ أَخَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنْ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ



فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ط

اوپ آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں اور درختوں میں تو گھر بنالے۔ اور جس چیز کو وہ بلند کریں۔ پھر کھا تو اسے مکھی تمام پھلوں سے پس چل تو اپنے رب کے راستوں پر۔ تابع ہو کر۔ نکلتی ہے مکھی کے پیٹوں سے پینے کی مٹھے (شہد) جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ بے شک اس میں بھی ضرورت شافی ہے متفکر قوم کے لئے۔

کیوں جناب مکھی کے پیٹ میں قدرت خداوندی شہد تیار کر دے تو تمہارے لئے شفا اور تمہاری عقل اس خدائی کاریگری کو تسلیم کرے۔ چوپایوں کے پیٹوں میں رب العزت کو بر سے دودھ تیار کر دے تو تمہاری عقل تسلیم کرے لیکن اگر حضرت عبداللہ کی پشت سے اور حضرت آمنہ کے لپٹن سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی جسم اظہر پیدا فرمادے تو خداوند کریم کی اس قدرت کاملہ کا تمہیں انکار ہے۔ حالانکہ رب العزت نے اس کی تشریح قرآن کریم میں فرمادی۔

وَح ۲۹ وَفَدَ خَلَقَكُمْ مِّنْ أَمْوَئِ

اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کا پیدا فرمایا۔

آدم علیہ السلام کو بغیر مذکر و مؤنث کے اور حضرت حوا علیہا السلام کو بغیر مؤنث کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر مذکر کے۔ رب العزت کی حکمت کاملہ تھی کہ بغیر باپ کے نطفے کے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس نبی پیدا کر سکتا ہے اور باوجود روح القدس ہونے کے پھر بھی وہ اس کے بندے اور رسول کہلا سکتے ہیں تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو والد ماجد کے وجود سے والدہ ماجدہ کے لپٹن پاک میں نور نقل فرما کر روح اللہ کی طرح نور اللہ کا ظہور فرما سکتا ہے۔ جو اس کا بندہ اور رسول کہلا سکتا ہے۔ تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوساطت ماں باپ کے نور پیدا فرمایا۔ یہ اس معبود و خالق



خلاق اعظیم اور خلاق اعظیم کی قدرت کا نشان ہے جس سے کوئی مومن مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بقانون الالہ المخلق والامر خلق اور امر اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جیسے چاہے جو چاہے جس طرح چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ کسی کو کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں۔ بلکہ معترض منکر کہلائے گا۔

ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ يَهْدِيكُمْ

اللہ تمہارا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر شے کا خالق ہے۔

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین پر بڑا افسوس ہے کہ صرف بنی اسرائیل

کی طرف اللہ رب العزت روح اللہ کو مبعوث فرمائے۔ اور فرمائے کہ روح اللہ

بھی بنی اسرائیل کے مستقل رسول اللہ ہیں۔ اور عبد اللہ بھی ہیں۔ اور اسی

رب العزت نے پھر فرمایا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور اللہ بھی ہیں۔ اور عالمین

کی طرف مبعوث ہیں۔ اور باوجود نور اللہ ہونے کے عبدہ و رسولہ بھی ہیں۔ تو

تم نے بنی اسرائیل کے نبی روح اللہ کو عبد اللہ اور رسول اللہ تسلیم کر لیا۔ اور

تمہارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود عبد اللہ اور رسول اللہ ہونے کے

ان کے روح اللہ ہونے میں فرق لازم نہ آیا۔ اور نہ ہی تم نے اعتراض کیا کہ لیکن

روح اللہ رسول اللہ نہیں ہو سکتا۔ یا عبد اللہ کے خطاب سے تم نے

حقیقتہً روح اللہ ہونے کا انکار نہ کیا۔

لیکن میرے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے

سے یا عبد اللہ ہونے سے تمہیں حقیقتہً نور اللہ ہونے میں پس و پیش ہے۔

اور تمہارے ایمانوں میں خلل واقع ہونے لگ گیا۔ حالانکہ تمہیں چاہیے تھا کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روح اللہ ہونے کا صاف انکار کرتے۔ کیونکہ اُن

کی قوم نے انہیں روح اللہ ہونے کی وجہ سے ہی ابن اللہ کہنا شروع کر دیا۔



اور تمام عالمین میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا امتی نہیں جس نے آپ کو نور اللہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور صفات کاملہ کی وجہ سے معاذ اللہ ابن اللہ یا اخو اللہ کا خطاب دیا ہو۔ اس سے صاف واضح طور پر ہمارے اہل سنت و جماعت کے ایمان سمجھ رہے ہیں۔ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اللہ ہونے کے منکرین کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذاتی عناد ہے۔ جس بنا پر وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اللہ ہونے کا انکار کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ اہل سنت و جماعت سے عناد نہیں۔

اے منکرین نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا وہ خداوند جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر مرد و عورت کے نطفے کے مٹی سے عبد اللہ بنایا۔ اس کو رسول اللہ کے خطاب سے نوازا۔ اسی عزیزے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے نطفے کے صرف حضرت مریم علیہ السلام کے لہجے سے روح اللہ کو پیدا فرمایا۔ اور عبد اللہ اور رسول اللہ سے عزت بخشی۔ اسی خداوند تعالیٰ جل شانہ نے اپنی قدرت جوادہ سے بوساطت والدین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور اللہ و عبد اللہ ظاہر فرمایا۔ اب تمہارے انکار سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری نہیں بدل سکتی۔ جیسا کہ روح اللہ سے بدل نہیں سکتی۔

اور اگر اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ مرسلاً کے قانون سے حضرت جبریل علیہ السلام نوری وجود والا انسانی لباس میں تشریف لا کر رسول بن سکتا ہے۔ تو دین الناس کے قانون سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نوری وجود رکھنے والے رسول اللہ تشریف لا سکتے ہیں۔

جبریل علیہ السلام بھی عبد اللہ آپ بھی عبد اللہ وہ بھی رسول اللہ آپ



بھی رسول اللہ وہ صرف نبیوں کے رسول اللہ آپ عالمین کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جبریل کی رسالت ختم ہو گئی۔ آپ کی قیامت تک اور بعد میں بھی جاری و ساری ہے۔

وہ خداوند کریم جو نخل سے یعنی شہد کی مکھی کے پیٹ سے شہد تیار کرنے کا کارِ گیر ہے۔ حالانکہ باقی مکھیاں بھی ہیں جن کے اندر سے گند نکلتا ہے۔ جن سے بچنے کے لئے لوگ جالیاں اور پردے لگاتے ہیں کہ کہیں ہمارے گھروں میں داخل نہ ہو جائیں۔ برتنوں پر نہ بیٹھیں۔ کیونکہ ان کے پیٹ سے جو غلاظت نکلتی ہے۔ اس سے بیماری لاحق ہو جائے گی۔ اور شہد لگنے والی مکھیوں کو لوگ اپنے گھروں میں قیمتا خرید خرید کر لاتے ہیں۔ اور جگہ دیتے ہیں۔ تاکہ ہمیں اپنا گوہ اکٹھا کر کے دے۔ اور اچھے اچھے برتنوں میں رکھ کر کھاتے ہیں۔ اور شِفَاءُ لِّلنَّاسِ سے اپنے اندر کی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں۔ حالانکہ یہاں مثلیت صحیحہ ہے مکھی ہونے میں دونوں یکساں ہیں۔ حقیقت میں رب العزت نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ تیار فرمایا ہے۔ لیکن ایک کا ہنگا ہوا شفا ہے اور ایک کا ہنگا ہوا بیماری ہے۔ یہاں هٰشْكُكُمْ کا سوال کبھی نہیں اٹھا۔ شہد کی مکھی کی حقیقت کے علیحدہ ہونے کا کسی مُنکر کو انکار کا موقعہ نہیں ملا۔

تو ایسے ہی رب العزت نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صورت تو دوسری عورتوں سی عنایت فرمائی۔ لیکن حقیقت علیحدہ تیار فرمائی۔

دوسری عورتیں اگر حقیقتہً صرف انسان و بشر کو ہی پیدا کرتی



ہیں۔ تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نور اللہ کی حاملہ ہوئیں۔ باقی عورتیں ایسے بھی انسان پیدا کرتی ہیں۔ جن کے متعلق ارشاد الہی ہے۔

فَلَا تَقْعُدُوا بِعَدَالَتِ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ط  
جن کو مسلمانوں کے ہاں جگہ دینے سے گریز ہے۔ ان سے اجتناب لازمی ہے۔

اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا عباد اللہ بنا کہ جس کی حقیقت نور اللہ ہے۔ جس کو رب العزت کے ہاں قَابِ قَوْسَيْنِ کا مقام عطا ہوا۔

اے منکرو! مثلث کے جھگڑے کو ترک کرو۔ حقیقت کو دیکھنے کی کوشش کرو۔ اور حقیقت کے طلب گار بن جاؤ۔ مثلث کو دیکھ کر پیچھے نہ ہٹ جاؤ۔ محروم رہ جاؤ گے۔ ایسے ہی مثلث کو دیکھنے والا اگر بھینس کا دودھ دودھ کر مثلث میں دھوکا کھا جائے۔ اور بھینس کے نیچے دودھ دھونے کے لئے بیٹھ جائے تو خود سوچو کہ اسے کیا حاصل ہوگا۔ فتدبّر۔

## مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت بشریہ کی نفی کی دوسری دلیل

بشریت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے۔

۱۔ زُمَرُ ۲۳ { خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ

اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا (یعنی آدم علیہ السلام سے)



۲۔ حجر ۱۲ { اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرٍ مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ }  
بے شک میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو بجنے والی مٹی  
سے جو بھنے ہوئے گارے سے تیار ہو

۳۔ زمرہ ۲۳ { اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرٍ مِّنْ طِیْنٍ }  
بے شک میں بشر کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں۔  
ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ بشریت کی ابتدا، و اظہار  
فی الخارج حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔

## حضو اکرم ﷺ کی ابتدا سب مخلوق سے مقدم تھی

دلیل (۱)

احزاب { وَاِذْ اَخَذْنَا مِمَّنِ النَّبِیْنَ مِیثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ  
۲۱ { مِنْ نُّوحٍ وَ اِبْرٰهیمَ وَ مُوسٰی وَ عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ  
وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیثَاقًا غَلِیْظًا لِّیَسْئَلَ الصَّادِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ  
وَ اَعَدَّ لِلْكَافِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا }

اور جب ہم نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے حلفیہ وعدہ  
لیا۔ یعنی آپ سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نوح علیہ السلام  
سے اور ابراہیم علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام سے اور عیسیٰ  
بن مریم علیہما السلام سے اور ان سے زبردست حلفیہ وعدہ لیا۔ تاکہ  
صادقین کو اللہ تعالیٰ ان کے صدق کے متعلق سوال کرے۔  
اور کفار کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار  
فرمایا ہے۔



## دلیل اول

# قرآن کا ترجمہ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

مصنفہ ابوسعیم  
دلائل النبوة ۶  
خصائص کبریٰ  
۳  
وَذَٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ  
إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَيُّوبَ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَاصِمٍ  
قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ بَنَّا بَقِيَّةً قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ  
بَشِيرٍ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
قَوْلِهِ تَعَالَى وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ قَالَ كُنْتُ أَقُولُ  
النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ ط

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمان خداوندی وَاِذَا اخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ کہ میں تمام انبیاء  
علیہم السلام سے پیدائش میں مقدم ہوں، اول ہوں۔ اور مبعوث ہونے میں آخر ہوں۔  
تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت  
آدم علیہ السلام سے مقدم ہیں۔

۲۔ معالم التنزیل  
۵  
۱۹۲  
خَصَّ هُوَ لِأَكْثَرِ الْخَمْسَةِ بِالذِّكْرِ مِنْ بَيْنِ النَّبِيِّينَ  
لَانَّهُمْ أَصْحَابُ الْكُتُبِ وَالشَّرَائِعِ وَأُولُو الْعِزَّةِ مِنَ  
الرُّسُلِ وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ وَسَلَّمَ بِالذِّكْرِ  
لِيَاخُبِرْنَا إِبْرَاهِيمَ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الشَّارِحِيُّ أَنَا

ابو اسحق الثعلبی اخبرنی الحسن بن محمد الحدیثی انا عبد اللہ بن احمد  
بن یعقوب المقرئ انا محمد بن محمد بن سليمان الساعدي انا



هَرُونَ بن محمد بن بكار بن بلال انا ابی اناسعید یعنی ابن بشر  
عن قتادة عن الحسن عن ابی هريرة قال ان رسول الله صلى الله  
عليه وسلم قال كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَاخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ  
اللہ تعالیٰ نے رسولوں سے ان پانچوں کو ہی ذکر سے خاص فرمایا اس  
لئے کہ یہ پانچوں اصحاب کتاب ہیں۔ اور اصحاب شریعت ہیں۔ اولوالعزم  
رسولوں سے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سب نبیوں سے مقدم فرمایا۔ اس  
لئے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث با سند موجود ہے۔ حضرت ابوہریرہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے میں پیدائش میں تمام نبیوں کا اول ہوں۔ اور بعثت میں اُن  
کا آخر ہوں۔

اس آیت کریمہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے تمام  
انبیاء علیہم السلام سے ذکر میں مقدم فرمایا تاکہ آپ کا تقدم ذاتی تمام نبیاء  
علیہم السلام سے ثابت ہو جائے۔ مفسرین نے بھی آیت قرآنی کا ترجمہ مرفوع  
حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
میں تمام نبیاء علیہم السلام سے حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے  
بھی میری پیدائش مقدم ہے۔ اور ظہور اولاد آدم علیہ السلام میں ہے۔

۳۔ تفسیر درمنثور { واخرج ابن مردويه عن ابن عباس رضي الله  
عنهما قال قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم  
متى اخذ ميثاقتك قال وادم بين الروح والجسد } ۵  
۱۸۴  
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا آپ سے  
کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے کب حلفیہ بیان لیا گیا۔ مصطفیٰ



صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مابین تھے۔

۴۔ تفسیر دُرِّ منثور [واخرج ابن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم متی استنبت قال و آدم مبین

الروح والجسد حین اخذ منی الميثاق ۵  
۱۸۴

ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا کہ حضور آپ کب پیدا ہوئے۔ فرمایا اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مابین تھے۔ جب مجھ سے حلفیہ وعدہ لیا گیا۔

۵۔ تفسیر دُرِّ منثور [وَأَخْرَجَ الْبَزَازُ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَأَبُو نَعِيمٍ فِي الدَّلَالَةِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى كُنْتُ نَبِيًّا قَالَ وَآدَمَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ ۵  
۱۸۴

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا گیا آپ کب سے نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا آدم علیہ السلام ابھی روح و جسد میں تھے۔ تو میں اُس وقت بھی نبی تھا۔

۶۔ تفسیر دُرِّ منثور [وَأَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَأَبُو نَعِيمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى وَجِبْتَ لَكَ النَّبِيُّ قَالَ بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ وَنَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ ۵  
۱۸۴

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ



علیہ وسلم کو عرض کیا گیا۔ آپ کے لئے نبوت کب فرض ہوئی۔ آپ نے فرمایا آدم علیہ السلام کی پیدائش اور روح پھونکنے کے مابین مجھے نبوت ملی۔

۷۔ تفسیر دُرّ منثور { داخرج الحسن بن سفیان و ابی حاتم و ابن مردودہ و ابو نعیم فی الدلائل و الدیلمی و ابن عساکر

من طریق قتادة عن الحسن عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ

عن وھل واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ا لایة قال کنت اول النبیین فی الخلق و اخذھم فی البعث فبدء بہم قبلھم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قاذ اخذنا من النبیین میثاقھم اخیر آیت تک کے متعلق آپ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں سب انبیاء علیہم السلام سے پہلے ہوں۔ اور بعثت میں سب سے اخیر ہوں۔ تو آپ کے ساتھ ابتداء ہوئی ان سب نبیوں سے پہلے۔

۸۔ تفسیر دُرّ منثور { اخرج ابن الجریج عن قتادة رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ واذ اخذنا من النبیین

میثاقھم و منک و من لؤج قال بدی بی فی الخیر و کنت اخذھم فی البعث

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیت واذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک پڑھی تو آپ نے فرمایا اے نبیاء علیہم السلام کی پہل مجھ سے ہوئی۔ اور ان کے اخیر میں میں مبعوث ہوا ہوں۔

۹۔ تفسیر دُرّ منثور { داخرج ابن جریر عن قتادة رضی اللہ عنہ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک و من لؤج



قال ذكر لنا ان نبي الله صلى الله عليه وسلم كان يقول كنت اول الانبياء  
في الخلق و آخرهم في البعث

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان خداوند کریم و اذان  
اخذنا من النبیین میثاقہم منک کے متعلق صہارے یسے بیان کیا گیا  
کہ آپ فرماتے تھے کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے اول ہوں۔ اور بعثت  
میں آخر ہوں۔

و اخرج ابو نعیم عن الصنائع قال قال عمر رضي  
الله تعالى عنه متى جعلت نبياً قال و آدم بين الروح  
و الجسد ط  
ترجمہ گزر چکا ہے۔

۱۔ تفسیر منشور

۵  
۱۸۴

تلاۃ عشرۃ کاملۃ

## غیر مقلدین کے سرسار مولوی فطامحمد صاحب اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں

اول نام نبی و انبیاء فضل تے شرف و دھایا  
جو وچہ پیدائش اول خلقیا تچھے دُنیا آیا  
اول روح نبی رب سر جیا تچھے روح تمامی  
تے سبھ تھیں مہر جواب الست اٹھیا نبی گرامی  
الست بریکم رب کہیا جب کہہیا بے ارواحاں  
تے سب تھیں اول روح نبید کہہیا تداہا

تفسیر محمدی

منزل پنجم ۲۰۷

تفسیر محمدی

منزل ہفتم ۴۲۹



دوسری قرآنی دلیل [قُلْ إِنِّي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ  
 انعام ۸۰] اِسْبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مَّا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قُلْ  
 إِن صَلَوْتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
 لَا شَرِيكَ لَهَا وَمِثْلَ ذَلِكَ أَمَرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے رب نے صراطِ مستقیم  
 کی طرف ہدایت فرمائی صحیح دین کی جو دین ابراہیم سیدھا دین ہے اور شرکوں  
 سے نہ تھے۔ فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میرا نماز پڑھنا اور میرے  
 تمام عبادات اور میری زندگی اور میرا وصال اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔  
 اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی کے ساتھ میں حکم کیا گیا ہوں۔ اور میں سب  
 ماننے والوں سے پہلا ہوں۔

۱۔ تفسیر منشی پوری [وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ عِنْدَ الْإِجْمَاعِ لِأَمْرِكُنْ كَمَا قَالَ  
 أَوَّلَ مَا خَلَقْتَ اللَّهُ نُورِي]

۵۵ اور میں سب تسلیم کرنے والوں کا اول ہوں۔ خداوند کریم  
 کے امر کُن کے ایجاد کے وقت جیسا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ اَوَّلَ مَا خَلَقْتَ اللَّهُ نُورِي سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے  
 نور کو پیدا فرمایا۔

۲۔ عرسل لیبیان [اشارة الى تقدم رُوحه وجوهه على جميع الكون في  
 الحضرة حين خاطبها بالرسالة والولاية والمحبة]

۸۳۸ والمخلت فانقاد في اول الاول لازلي الابدی تعالیٰ  
 اللہ عما يقولون الظالمون اللہ علواً کبیراً اشارة الى  
 ما ذكرنا قولكم عليه السلام كنتُ نبياً وَاَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ وَقَوْلُكُمْ



عَلَيْهِ السَّلَامُ أَقْلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي

اس مذکورہ آیت خداوندی میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مبارک اور آپ کے جوہر کا دربار خداوندی میں تمام خلق پر مقدم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رسالت اور ولایت اور محبت اور دوستی کے ساتھ مخاطب فرمایا۔ تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازلی ابدی اول الاول میں برگزیدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کی باتوں سے بہت بالا تر ہے۔ اس آیت کی طرف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی ابھی حقیقت پانی اور مٹی تھی۔ اور میں اس وقت بنی تھا۔ اور فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

تیسری قرآنی دلیل قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَقْلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ

انعام ۲۰ مِمَّنِ الْمُشْرِكِينَ ط

انعام ۲۰ [فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں سب سے پہلے ایمان لایا ہوں اور تم مشرکوں سے نہ ہونا۔ اس آیت کریمہ سے بھی صاف واضح ہے کہ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربار خداوندی میں سرنگوں فرمایا۔ اس وقت نہ جن نہ ملائکہ نہ زمین نہ آسمان نہ چاند نہ سورج نہ سیارے نہ ہوا کچھ نہ تھا۔ سوائے خالق کل کے۔ تو خداوند کریم نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول پیدا فرمایا تو سب سے اول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دربار خداوندی میں سرنگوں ہوئے۔ تو رب العزت نے اس واقعہ کو قرآن کریم میں بیان فرمایا کہ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَقْلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کیا گیا ہوں کہ میں سب سے اول دربار خداوندی میں سرنگوں ہوا۔ اور تم اس کا انکار کر کے مشرک نہ بننا۔



پوہی قرآنی دلیل کہ وَأَمَرْتُ لَأَن أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ

الزمر ۲۳ [میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں سب اسلام لانے والوں سے اول ہوں۔  
اس آیت کریمہ سے صاف صراحتہ واضح ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اول  
المسلمین تب ہی ہو سکتے ہیں جب آپ سب مخلوق سے مقدم ہوں۔ ورنہ فرمان  
خداوندی غلط ثابت ہوتا ہے۔

پانچویں دلیل قرآنی [قُلْ إِنْ كَانَتْ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ  
الزحرف ۲۵] فرما دیجئے یا رسول اللہ اگر رحمن کے واسطے بیٹا ہوتا تو میں  
سب سے پہلے عبادت کرتا۔

اس آیت کریمہ سے بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اول ہونا ثابت  
ہوا۔ کیونکہ آپ سب سے اول ہوں تو ہی خداوند کریم کے لئے بیٹا تسلیم کرنے کے  
اول انکاری ہیں۔ اور آپ کی زبانی رب العزت نے فرمایا کہ اگر خداوند کریم کا بیٹا ہوتا  
تو سب سے پہلے میں اسکی عبادت کرتا۔ سب سے مقدم ہیں تو اول العابدین  
کے مدعی ہیں۔ ورنہ دشمن کہہ سکتا ہے کہ آپ سب سے پہلے تھے ہی نہیں تو خداوند  
اول العابدین آپ کے متعلق فرمانا غلط ثابت ہوتا ہے۔

## آپ کے اول ہونے کی حدیث قدسی

تفسیر ابن جریر [حدیثی علی ابن سہل قال ثنا جلیج قال اخبرنا  
ابو جعفر الرازی عن الربیع ابن النضر عن ابي العالیہ  
الریاحی عن ابی ہریرۃ

۱۵/۸ رب العزت نے کلام میں فرمایا وَجَعَلْنَاكَ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَ  
آخِرَهُمْ بَعَثْنَا ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج



کی رات تشریف لائے دربارِ خداوندی میں تو اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ میں نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے پہلا بنایا اور سب کے اخیر میں مبعوث فرمایا۔

یہ رب کریم نے براہِ راست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ میں نے آپ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی آپ کی خلقت بکلامِ خداوندی پہلے ثابت ہوئی۔ اور بعثت سب انبیاء علیہم السلام کے بعد فرمائی۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے مقدم پر یقین رکھ کر جس کا دل چاہے فرمانِ خداوندی پر ایمان لاوے۔ اور جس کا دل چاہے انکار کر دے۔

کئی قرآنی آیات و حدیث قدسی سے ثابت ہو گیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوق سے پیدائش میں پہلے ہیں اور عالمِ ارواح میں بھی سب ارواح سے پہلے آپ نے ہی الوہیت و ربوبیت خداوندی کا اقرار فرمایا۔ اور دربارِ خداوندی میں سر جھکایا۔ اس امر پر رب کریم کی شہادت قرآنی بھی ثابت ہو گئی۔ جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے انکار کرے۔

## مشبہ معراج میں انبیاء علیہم السلام نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول و آخر تسلیم کیا

عن انس رضی اللہ عنہ لما جاء جبریل علیہ السلام  
إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبراق فکانتا حضرت  
اذینہما فقال جبریل علیہ السلام یا براق فواللہ ما  
رکبت مثلاً وسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا هو

تفسیر درمنثور ۱۲۹

خاص کبرے

۱۵۶



بِعَجْوِزٍ عَلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ فَقَالَ مَا هَذِهِ يَا جَبْرِيلُ قَالَ سَيِّدِيَا مُحَمَّدٌ فَسَاءَ مَا شَاءَ اللَّهُ  
 أَنْ يَسِيرَ فَإِذَا شَيْءٌ يَدْعُوهُ مَتَخِيًا عَنِ الطَّرِيقِ يَقُولُ هَلُمَّ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ لَهُ جَبْرِيلُ  
 سَيِّدِيَا مُحَمَّدُ فَسَاءَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسِيرَ فَلَقِيَهُ خَلْقٌ مِمَّنْ خَلَقَ اللَّهُ فَقَالُوا السَّلَامُ  
 عَلَيْكَ يَا أَوَّلَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا آخِرَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا حَاسِرَ

(والا لفاظ للخصائص هكذا) وَأَمَّا الَّذِينَ سَلَمُوا عَلَيْكَ فَإِبْرَاهِيمُ وَمُوسَى  
 وَعِيسَى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جبریل علیہ السلام مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی طرف براق لائے تو براق کے دونوں کان فخر سے خوش تھے۔ تو حضرت  
 جبریل علیہ السلام نے فرمایا اے براق خدا کی قسم ایسا تم پر کوئی سوار نہیں ہوا۔ اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے۔ تو راستے کے کنارے آپ کو ایک بوڑھا ملا۔ تو  
 آپ نے فرمایا اے جبریل یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا حضور تشریف  
 لے چلیے۔ تو آپ آگے مشیت الہی کے موافق تشریف لے گئے۔ تو آگے راستے  
 کے کنارے ایک شے آپ کو پکارتی تھی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا تشریف لے چلیے حضور۔ تو آپ مشیت  
 ایزدی کے موافق آگے تشریف لے گئے۔ تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے چند  
 احباب ملے۔ تو انہوں نے کہا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرَ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاسِرَ

اور خصائص کبرے کے الفاظ ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ جنہوں نے  
 آپ کو سلام کیا وہ حضرات ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے  
 اس حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا انبیاء علیہم السلام  
 کا عقیدہ بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے ہونے پر تھا۔



مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف کے جلسے میں تمام انبیاء علیہم السلام  
و ملائکہ کے روبرو خطبہ پڑھا۔ اور اس میں اپنا اول اور آخر ہونا اقرار فرمایا  
اور سب نے تسلیم کیا۔

## مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اول و آخر ہونے کا اقرار انبیاء علیہم السلام و ملائکہ کے روبرو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي قَوْلِهِ  
تَعَالَى سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ

در منشور

۴  
۱۴۵

وَجَعَلَنِي فَاَتْحًا وَخَاتِمًا فَقَالَ اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
بِهَذَا فَضْلُكُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خصائص کبریٰ

۱  
۱۴۳

حضرت انس کی اس حدیث شریف کا ترجمہ دیوبندیوں کے

حکیم الامت صاحب کی زبانی عرض کر دیتا ہوں۔

## ترجمہ مولوی اشرف علی دیوبندی

اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے

والا بنایا (یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر) حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے سب سے خطاب کر کے فرمایا کہ بس ان کمال

کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہو گئے۔ پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جب معراج کی رات گئے۔ رب العزت نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔

نشر الطیب

۱۸



مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربِّ کریم نے خلقت میں

اول النبیین کا خطاب فرمایا

در منشور ۱۳۶ } وَجَعَلْتَهُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَأَخَذَهُمْ بَعَثًا  
اور میں نے آپ کو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش  
میں سب انبیاء علیہم السلام سے اول پیدا فرمایا۔ اور ان کے  
خصائص کبرے }  
۱۴۵ } اخیر میں مبعوث فرمایا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

نور سب سے پہلے پیدا فرمایا

موضوعاً ملا علی قاری } وَأَمَّا نُورُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَهُوَ فِي غَايَةِ مَن  
الظُّهُورِ شَرْقًا وَعَرْبًا وَأَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورَهُ وَ  
۸۶  
سَمَاءً فِي كِتَابِهِ، نُورًا وَفِي دُعَائِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
اللَّهُدَّاجُ عَلَنِي نُورًا وَفِي التَّائِيْلِ يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ  
وَيَأْبُو اللَّهَ إِلَّا أَنْ يَتِمَّ نُورُهُ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
مِثْلُ نُورِهِ فِي قَلْبِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا  
فَمَا لَهُ مِنْ نَوْءٍ

ترجمہ: اور لیکن نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ شرقاً و غرباً نہایت ظاہر ہے  
اور اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پہلے پیدا فرمایا۔ اور اپنی کتاب



میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں تھیں۔  
اے اللہ مجھے نور بنا دے۔ اور قرآن کریم میں مذکور ہے۔ یُرِيدُونَ اَنْ  
يُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبٰى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ اُوْرَ اللّٰهِ تَعَالٰی نے  
فرمایا ہے۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مِثْلُ نُوْرِ مَحْمَدٍ صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ کا  
دل مراد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ  
نُوْرًا فَلَا نُوْرَ لَهٗ

(۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا سب  
مخلوق سے پہلے ہونے کا اقرار کیا۔

(۲) یہ بھی ثابت کیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قرآن کریم میں ربُّ  
العزت نے نور رکھا ہے۔

(۳) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بھی یہی تھی کہ یا اللہ مجھے نور بنا دے۔

(۴) قرآن کریم کی مذکورہ تینوں آیتوں سے علی قاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم کو قرآن سے نور ثابت فرمایا۔

ان آیات مذکورہ بالا سے جو مذکورہ آیتوں کا مطلب متقدمین مفسرین نے  
سمجھا سبھی باحوالہ لکھا گیا ہے۔ اور علماء متقدمین و متاخرین و مخالفین نے اس کا جو مطلب  
سمجھا وہ بھی لکھ دیا گیا۔ جن سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب خلق  
سے مقدم تھا۔ اب اس کے متعلق اور قرآنی دلائل عرض کرتا ہوں۔  
چھٹی قرآنی دلیل

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم تھے

۳۔ پارہ ۳۱ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ



یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کے لیے ابتداء کو۔

صد الشی کے معنی اول الشی کے ہوتے ہیں ملاحظہ ہو۔

شرح بد الامالی { اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَصَدَّرْنَا لَكَ اَيْضًا اَوَّلَكَ فِى  
التَّعْبِيرِ بِهَذَا اِيْمَاءً اِلَى اَنَّهُ اَوَّلَ الرَّسُلِ وَجُودًا كَمَا  
لِعلی القاری ۳۵ اَنَّا اَخْرَجْنَاهُ شَمُوْطًا عَلٰی مَا وَرَدَ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ كُوْرًا  
اَوْ رُوْحًا وَكُنْتُ نَبِيًّا وَاَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْطِّينِ ط

صد الشی شے کے اول کو کہا جاتا ہے۔ یہاں صدر کے لفظ کو استعمال کرنا  
اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تمام رسولوں سے اول ہیں۔ جیسا کہ آپ کا ظہور  
آخر میں ہوا۔ اس بنا پر جو مذکور ہوا ہے۔ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ كُوْرًا آپ نے فرمایا  
سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ یا میرے روح کو پیدا فرمایا۔ اور میں نبی  
تھا اس وقت جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔  
نوعی قاری کے اس بیان سے بھی ثابت ہوا کہ صدر کے معنی اصل کے ہوتے  
ہیں۔ تو آیت قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ اول کی ابتدا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔

## لغت سے صدر کے معنی

قاموس ۲ { الصَّدْرُ مُقَدَّمُ شَيْءٍ وَاَوَّلُهُ  
صدر ہر شے کے مقدم کو اور اول کو کہتے ہیں۔

کتاب لغت سے جیہ ثابت ہوا کہ صدر کے معنی اول کے بھی  
استعمال ہوتے ہیں۔

تو آیت قرآنیہ سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب مخلوق سے اول  
ہونا ثابت ہوا۔ اور اس کی تائید فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے۔



# ساتویں لیل احادیث سے مصطفیٰ ﷺ سے مقدم تھے

فتوحات احمدیہ  
شیخ سلیمان الحل  
۵  
ملح خیر البریہ  
لابن حجر شمشمی ۱۵  
اربعین لیوسف  
نبھانی ۸۶

نُورَ نَبِيِّكَ وَشَاهِدُهُ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بِعَبْدِهِ عَنْ  
جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبَرَنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ  
خَلَقَهُ اللَّهُ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ قَالَ يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ  
قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُفُورِهِ فَجَعَلَ ذَالِكَ النُّورَ  
يَدَاوِرُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَمْ يَكُنْ فِي  
ذَالِكَ الْوَقْتُ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا  
مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا  
جَنٌّ وَلَا إِنْسٌ ۝

اور اس کی شہادت عبد الرزاق کی حدیث ہے۔ اس کی سند کے  
ساتھ اس نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ  
علیہ وسلم آپ مجھے ارشاد فرمائیے سب سے پہلی شے کے متعلق جسے اللہ نے تمام  
اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیا  
سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اپنے نور سے۔ تو یہ نور  
محمدی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ جہاں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا پھرتا رہا۔  
اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت نہ دوزخ، نہ فرشتہ اور نہ آسمان اور نہ زمین  
اور نہ سورج نہ چاند اور نہ جن اور نہ انسان۔

عبد الرزاق کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے پیدا فرمایا۔ بشریت کی ابتداء تو



آپ کے بہت بعد ہوئی۔

اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری ہے۔ جو سب مخلوق سے مقدم تھے۔ آپ کا انسانی جسم کا لباس صرف ہمارے فائدے اور بخشش کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ عالمین کے لئے رحمت بنایا گیا جس نے دنیا میں تشریف لا کر مخلوق خدا کو عذاب الہی سے پناہ دی۔

إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى نُورَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الابرار

عبد العزیز دباغ } بے شک جو شے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمائی وہ ہمارے سید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔

۲۶۶

آٹھویں دلیل

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم تھے

زر قانی شرح } مواہب اللدنیہ کی عبارت ہے اَبْدَنُ الْحَقِيقَةِ الْمُحَدَّثَةِ  
مِنْ اَلْاَنْوَارِ الصَّمَدِيَّةِ  
مواہب اللدنیہ } اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ کو ظاہر فرمایا انوار صمدیہ سے۔  
اس کے ماتحت علامہ زرقانی لکھتے ہیں۔

۳۷

عَنِ الثَّوْرِ الْاَحْمَدِيِّ الْمَشَارِ الْمِيهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي كَمَا فِي حَدِيثِ جَاءَ مِنْهُ عَبْدِ الرَّزَاقِ مَرْفُوعًا يَا جَابِرُ اِنَّ اللَّهَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِي  
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ جیسا کہ حضرت جابر کی حدیث ہے مصنف عبد الرزاق میں مرفوع



حدیث کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔

ان احادیث مرفوعہ سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بشر کیا فرشتوں سے بھی قبل کے ہیں۔ اور آپ کا نور محض ہونا بھی احادیث مرفوعہ سے ثابت ہو چکا۔  
سوال :- ایسی حدیثوں کو ابن تیمیہ نے جھوٹی لکھا ہے۔

محمد سر :- فقیر اچھی طرح جانتا ہے کہ ابن تیمیہ نجدیوں کا سر تھا۔ یعنی ابن تیمیہ وہ شخص ہے۔ جہاں سے دنیا میں وہاں بیت کی ابتدا ہوئی۔ اگر ابن تیمیہ کا مفصل حال پڑھنا ہو تو فقیر کی کتاب مقیاس حقیقت میں وہاں بیت کا باب ملاحظہ فرمائیں۔ جس کو محدثین نے دشمن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے۔ اس کا قول کب معتبر ہو سکتا ہے۔

دوسرا جواب :- جرح بغیر سبب کے یا وجہ خاص کے معتبر نہیں ہوتی۔ ابن تیمیہ نے اس حدیث کے راوی کے متعلق کسی پر جرح نہیں کی۔ لہذا ابن تیمیہ کی جرح اس حدیث پر غیر معتبر ثابت ہوئی۔

تیسرا جواب :- یہ ہے کہ اس حدیث کا بیان کنندہ مصنف عبدالرزاق ہے۔ جو چوٹی کا محدث ہے۔ اور ابن تیمیہ سے ہر طرح بلند درجہ رکھتا ہے۔ جس کی حدیثیں خود ابن تیمیہ نے اور ابن کثیر نے نقل کی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے اس کے نقل کرنے والے ابن حجر، تہمی رحمۃ اللہ علیہ اور سلیمان الجمل اور علامہ زرقانی جیسے اکابر محدثین اس حدیث کو معتبر سمجھ کر حجتہ قرار دیں تو اس کے مقابلے میں ابن تیمیہ جیسے کی کون سناتا ہے۔ جس کو متفقہ طور پر مسلمانان دنیا نے دشمن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے۔ اور اسی دشمنی کی بنا پر ابن تیمیہ کو تمام عمر مسلمان بادشاہ نے جس ددم رکھا ہو تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرویہ حدیث کو کوئی پس پشت ڈال کر ابن تیمیہ حرانی کو معتبر سمجھے تو یہ آپ کا ہی شہوہ



ھے۔ مسلمان شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم سمجھتا ہے۔ اور جو حدیث شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہر ہو مل جائے تو بسر و چشم تسلیم کرتا ہے۔  
اور حران (ابن تیمیہ کا مقام مولد) وہ جگہ ہے جہاں سے بت پرستی کی دنیا میں ابتداء ہوئی۔

الْبَدَايَةُ لِنَهَايَةِ الْحَقِّ الْأَخْصَنَةِ أَمْرُهُ  
كَانَ أَهْلُ حُرَّانَ يَعْبُدُونَ الْكُؤَاكِبَ وَ

اہل حران ستاروں اور بتوں کی عبادت کرتے تھے۔  
تو ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ کے دماغ میں حران کی بت پرستی مرکز ہو چکی تھی۔  
اسی لیے وہ مسلمانوں کو مشرک کہتا تھا۔ اور جو آیتیں اور حدیثیں بتوں کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتا اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والی احادیث کا منکر تھا۔ اور حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مرفوعہ صحیح ہے۔  
لَوِيْلَ دَلِيْل

مُصْطَفَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّ سَبَّ مُتَقَدِّمٌ تَحْتِ

حدثنا ابو همام البوليد بن شجاع ابن الوليد  
البغدادى نا الوليد بن مسلم عن الاوزاعي عن يحيى  
ابن ابى كثير عن ابى سلمة عن ابى هريرة قال قالوا  
يا رسول الله صلى الله عليه وسلم متى وحيت لك النبوة  
قال واذا مر بكين الشرج والجسد  
مشکوٰۃ شریف ۵۱۳  
ترمذی شریف ۲۰۱

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے  
عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے لیے کب نبوت واجب ہوئی۔ آپ نے فرمایا



جس وقت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے بین بین تھے۔

وَعَنْ عَرَبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْهُ عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُجْدِلٌ فِي طَيْبَتِهِ وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي دَعْوَةٌ إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةِ عِيسَى وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَيْتُ حِينَ وَضَعْتَنِي وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهَا قُصُورُ الشَّامِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ

عرباض رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے میں اللہ کے پاس خاتم النبیین لکھا گیا۔ اس وقت آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں گندھے جارہے تھے۔ اور جلدی بتا سکتا ہوں میں تمہیں اپنے متعلق اول کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعاء مانگنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میرے متعلق بشارت دینا۔ اور میرے وضع حمل کے وقت میری ماں کا خواب دیکھنا۔ اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ ضرور میری ماں کے واسطے نور نکلا۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت حاصل ہوئی۔ جب نبوت مقدم تو ذات مقدم اور ذات جسمیہ کا ظہور تو سب انبیاء علیہم السلام کے اخیر میں ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ کو اس وقت نبوت ملی۔ اور نبوت صفت سے ذات کی۔ تو آپ کی ذات حقیقتہً نور ثابت ہوئی۔ جس کو نبوت عطا ہوئی۔ تو لباس انسانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد میں عطا ہوا۔





دسویں دلیل

مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقدم تھے

زوتانی ۱/۳ { وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا }  
اور اگر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نہ ہوتے تو میں دنیا  
کو پیدا نہ فرماتا۔

گیارھویں دلیل

زوتانی ۱/۴ { لَوْلَا مَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا أَرْضًا }  
اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں اسے آدم تمہیں پیدا  
نہ کرتا۔ اور نہ ہی آسمان زمین کو پیدا کرتا۔

بارھویں دلیل

المستدرک ۲  
۶۱۳ و ۶۱۵  
زوتانی ۵  
۲۴۲  
حدثنا علي بن حشاد العدل املاء ثنا هارون  
بن العباس الهاشمي ثنا جندل بن واثق ثنا عمرو بن  
اوس الانصاري ثنا سعيد بن عروبة عن قتادة عن  
سعيد ابن المسيب عن ابن عباس رضي الله عنهما  
قال اوحى الله الى عيسى عليه السلام يا عيسى امين  
بِمُحَمَّدٍ وَآمُرُ مَنْ اَذَرَكَهُ مِنْ اُمَّتِكَ  
اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِمَا فَلَؤْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اَدَمَ وَلَوْلَا  
مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ  
فَاضْطَرَبَ فَكُتِبَتْ عَلَيْهِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ فَتَنَنَّ  
هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ الْاَسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ



ابن عباس سے روایت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اے عیسیٰ علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ۔ اور تیری امت سے جو تجھ کو ملے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم کر اگر نہ ہوتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ اور ضرور میں نے عرش کو پیدا کیا۔ پانی پر تو وہ بے قرار ہوا تو میں نے اس پر لکھ دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو ساکن ہو گیا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور بخاری و مسلم میں مذکور نہیں۔

تیرھویں دلیل

زرقانی ۱/۴۲ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتَكَ رَوَاهُ الْبُيْهَقِيُّ  
آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

چودھویں دلیل

المستدرک ۲/۱۵۵ حدیثنا ابوسعید عمر و بن محمد بن منصور العدل ثنا  
ابو الحسن محمد ابن اسحاق بن ابراہیم الحنظلی ثنا ابو الحارث عبد اللہ  
بن مسلم الفہری ثنا اسماعیل بن مسلمہ ابنا عبد الرحمن بن زید  
ابن اسلم عن ابيه عن جده عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه  
زرقانی ۱/۴۲ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ  
ابن عساکر ۲/۳۵۷ قَالَ يَا رَبِّ اسْأَلْكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَضِرْتَ لِي فَقَالَ اللَّهُ يَا آدَمُ وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا  
وَلَمَّا خَلَقْتَنِي قَالَ يَا رَبِّ لَا تَكْ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِبَيْدِكَ وَلَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رَوْحِكَ  
رَفَعْتَ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ وَرَسُولُ اللَّهِ  
فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تَصِفْ إِلَّا إِلَهُكَ إِلَّا أَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ فَقَالَ اللَّهُ صَدَقْتَ



يَا أَدَمُ إِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ أَدْعِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُجَدِّدُ مَا  
خَلَقْتُكَ. هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ وَهُوَ أَوَّلُ حَدِيثٍ ذَكَرْتُهُ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ زَيْدِ بْنِ إِسْلَمٍ فِي هَذَا الْكِتَابِ ۝

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطاب فرمایا تو فرمایا اے میرے رب میں محمد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرمادے۔  
تو رب العزت نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ  
میں نے ابھی ان کو ظاہر نہیں فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دربار خداوندی میں  
عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس لیے ان کو پہچانتا ہوں کہ جب تو نے اپنے  
دست قدرت سے مجھے پیدا فرمایا اور مجھ میں روح پھونکی میں نے اپنا سراٹھایا تو  
میں نے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تو  
میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف ساری مخلوق سے زیادہ محبوب کو منسوب  
فرمایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے۔ بے شک محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اس کی تفضل تو مجھ سے سوال  
کر تو میں نے تجھے بخشا۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔  
یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ یعنی اس حدیث کی سندیں سب درست ہیں۔ اور یہ  
پہلی حدیث ہے جو میں نے عبد الرحمن بن زید سے اس کتاب میں بیان کی ہے۔

ان احادیث مذکورہ بالا میں مذکور ہے رب العزت کا فرمان کہ اگر محمد رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو جنت و فرج نہ بناتا۔ اگر حضور نہ ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام کو  
پیدا نہ فرماتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا۔ تو شرط بہت شرط  
سے مقدم ہوتی ہے۔ تو فرمان خداوندی اگر آپ نہ ہوتے ثابت ہوتا کہ مصطفیٰ صلی



اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم تھے جنت و دوزخ سے مقدم تھے۔ زمین و آسمان سے بھی مقدم تھے۔ یہ سب کچھ آپ کی خاطر تیار ہوا۔ جنت آپ کے لئے آپ کے غلاموں کے لئے۔ دوزخ آپ کے منکروں کے لئے۔ تو ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا احادیث کے لئے بھی سب سے مقدم ثابت ہوئی۔

## اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ

سوال :- ترمذی شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پہلے پیدا فرمایا تم کہتے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پیدا کیا غلط ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ترمذی شریف { اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقُوْلُ اِنِّی اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ اَكْتُبْ قَالَ مَا اَكْتُبُ قَالَ اَكْتُبُ الْقَدَرَ فَكُتِبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَّا اِلَی الْاَبَدِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے میں نے اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ پھر قلم کو فرمایا لکھ قلم نے عرض کی یا اللہ کیا لکھوں۔ رب العزت نے فرمایا تقدیر لکھ۔ تو قلم نے لکھ دیا۔ جو ہوا۔ اور جو اب تک ہونے والا تھا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا۔ اس نے ہر چیز کو لکھا۔ پھر ہر چیز پیدا ہوئی۔

تمہاری پیش کردہ اس حدیث شریف سے بھی فقیر کا مطلب محمدؐ حل ہوا ہے۔ سنئے

(۱) پہلے تو اس حدیث شریف سے تمہارا شرک ٹوٹا۔ تم کہتے ہو کہ مَا كَانَ



وَمَا يَكُونُ كَ ذَرِّعَةٍ ذَرِّعَةٍ كَالْعِلْمِ اللَّهُ تَعَالَى كَيْ سَوَا كَسِي كُوْنِيْهِ. اُوْرْنَهْ هِي اِسْ نِي  
 كَسِي كُو عَطَا فَرِيَا هِي. اِسْ حَدِيْثِ مَصْطَفِيْ صَلِي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سِي ثَابِتْ هُوَا كَاللّٰهُ تَعَالَى  
 نِي قَلَمْ كُو مَا كَانْ وَا مَا يَكُونُ كَالْعِلْمِ ذَرِّعَةٍ ذَرِّعَةٍ كَالْعِلْمِ غَيْبْ جُو اِسْ وَقْتْ كُوْنِيْ شَيْءْ مَوْجُوْد  
 نَهْ تَحِي. اُخْتَبِ الْقَدْرَ اِنِّيْ فَرِيَا سِي عَطَا فَرِيَا.

(۲) دُو سِرْ مَطْلَبْ يِي ثَابِتْ هُوَا كَالْعِلْمِ سِي پِہلے اِگر كُوْنِيْ مَخْلُوْقْ خُدَا وَندِيْ نَهْ تَحِي. تُو قَلَمْ  
 نِي پِہلے مَا كَانْ يِعْنِيْ جُو هُوْ چُكَا تَحَا. كِيَا لَكْهَا تُو قَلَمْ سِي پِہلے زَمَانْ مَانِيْ مِي سَلِيْمْ كَرِيَا پَرِيْ كَا.  
 كَالْعِلْمِ مَصْطَفِيْ صَلِي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هِي تَحَا. جِسْ كَا ذِكْرْ خَيْرْ لَكْهَا كِيَا. جِسْ پَرِيْ رِبِّ الْعَزْزِ اِنِّيْ سَلُوْةْ  
 وَا سَلَامْ پِہلے جِي بِيْتَجَا تَحَا. اِنْ كَا ذِكْرْ پَاكْ پِہلے قَلَمْ نِي لَكْهَا. مِي رِيْ پِيَا رِيْ مَصْطَفِيْ صَلِي  
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كِي تَشْرِيْحْ تُو هِي. مَا كَانْ جِنْ كَا ذِكْرْ پَاكِيْ. اُوْر تُو اِنِّيْ كِي سَوَا كَسِي  
 اُوْر كَا مَقْدَمْ هُو نَا ثَابِتْ كَرُو.

سَوَال :- شَايْدْ مَا حَكَاتْ سِي شَانْ خُدَا وَندِيْ مَرَادْ هُو.

مُحَمَّدٌ غَلَطَ هِي يِي كِهْنَا كَفَرْ هِي. كِيُوْنَكْ ذَاتْ خُدَا وَندِيْ زَمَانُوْنْ سِي مَبْرَا  
 هِي. اِگر مَا كَانْ سِي ذَاتْ خُدَا وَندِيْ لِي جَا ئِيْ كِي. تُو خُدَا وَندِيْ  
 (مَعَاذِ اللّٰهِ) حَادِثْ ثَابِتْ هُو جَا ئِيْ كَا. اُوْر كُو كَانْ الْبَحْرُ مَدَدٌ لِكَلِمَتِ رَبِّيْ لِنَفْعِ  
 الْبَحْرِ قَبْلَ اَنْ تَنْفَعَا كَلِمَتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا شَا هِي.

پِنْدَرْ هُوِيں دَرِيْل

زَوْتَانِي ۳؎ رواه ابن سعد وغيره (كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ)

لَا خَلْقَ تُوْرِيْ قَبْلَهُمْ (وَاٰخِرُهُمْ فِي الْبُعْثِ) بِاَعْتِبَارِ الزَّمَانِ

رَوَايَتْ كِيَا اِسْ كُو اِبْنِ سَعْدْ وَغِيْرَهْ نِي نَبِيْ صَلِي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي فَرِيَا كِي رَمِيں پِيْدِيْشْ

سِي سَبْ نَبِيُوْنِ سِي پِہلے تَحَا. كِيُوْنَكْ اِنِّيْ كَا نُوْرْ سَبْ سِي پِہلے پِيْدَا هُوَا. (اُوْر سَبْ

يُوْنِ كِي اٰخِرِيْنِ بَعُوْثْ هُوَا هُوِيں) بِاَعْتِمَادِ زَمَانِ كِي.



تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم تھے۔

## مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا خواب حضرت آدم علیہ السلام کو

سولہویں دلیل

وَاخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَسَاكَرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ أَرَاهُ بَدْنَهُ فَجَعَلَ يَدْرِي فَضَائِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَرَى نُورًا سَاطِعًا فِي أَسْفَلِهِمْ فَقَالَ يَا رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا ابْنُكَ أَحْمَدُ وَهُوَ أَوَّلُ وَهُوَ آخِرُ وَهُوَ أَوَّلُ شَافِعٍ

بہیقی اور ابن عساکر نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ تو اپنی اولاد کو دکھایا گیا۔ پھر آپ بعض کے بعض پر فضائل دیکھنے شروع کیے۔ تو نیچے ایک نور چڑھنے والا دیکھا۔ تو فرمایا اے میرے رب یہ کون ہے۔ رب العزت نے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے! وہ اول ہے! وہی آخر ہے۔ اور وہ اول شفاعت کرنے والا ہے۔

کیوں جناب ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک نور کا ظہور آدم علیہ السلام کو قبل از ولادت ہی دکھایا گیا۔ جن کا اسم شریف احمد و محمد کی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب تم تعجب کرو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے نور کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ تعجب تو حضرت آدم علیہ السلام کو کرنا چاہیے تھا کہ یا اللہ میری اولاد سے نور کیسے؟ یا آج ایسے مولوی نہ تھے۔ اس لئے متعجب نہیں ہوئے۔ وہ مومن تھے اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حضرت آدم



علیہ السلام کو کرائی تو آپ فوراً ایمان لے آئے قبل از ظہور ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت آدم علیہ السلام ایمان لے آئے۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد سے ہونے کے باوجود نور پر ایمان لے آئیں۔ اور تم ایمان نہ لاؤ تو تم اپنے باپ آدم علیہ السلام کے بھی متبع نہ رہے۔ بلکہ عاق ثابت ہوئے۔

## حضرت علیؑ کے دادا نے آپ کے نور کا خواب دیکھا

سترھویں دلیل

اخرج أبو نعیم من طریق ابی عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی الجهم عن  
ابیہ عن جدہ یحدث عن عبد المطلب قال إني رأيت  
الليلة كأن شجرة نبت قد نال راسها السماء وقرب  
بأعضائها المشرق والمغرب وما رأيت نوراً أظهر منها أعظم من نور  
الشمس سبعين صنفاً ورأيت العرب والعجم ساجدين وهي تزاد كل  
ساعة عظماً ونوراً وارتفاعاً۔

خصائص کبریٰ

۳۹

عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا ایک پودا اُگا ہوا ہے۔ اس کا سر آسمان تک اور ٹہنیاں مشرق مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اس انہر نور میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ جو ستر سو رحوں یا اس سے بھی دگنا بڑا۔ اور عرب و عجم اس کے سامنے جھکے ہوئے۔ اور بڑائی اور نورانیت اور بلندی میں وہ ہر دست بڑھ رہا ہے۔

آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کی پیشانی میں آپ کے نور کا چمکنا

اکھڑھویں دلیل

وقال ابو بكر محمد بن جعفر بن سهل خراطی حدثنا



البدایہ والنہایہ  
۲۵۰  
[علی بن حرب حدثننا محمد بن عمارہ للقشیری حدثننا مسلم  
بن خالد الذنجی حدثننا ابن جریج عن عطاء بن ابی ریحان  
عن ابن عباس قال لما انطلق عبدالمطلب بابن عبد  
یزوجہ ہل مربہ علی کاهنۃ من اہل تبالہ شہوۃ قد

قرئت الکتب یقال لہا فاطمہ بنت مر الخثعمیہ فرأت نور النبوة  
فی وجہ عبد اللہ فقالت یا فتی ہل لک ان تقع علی الان واعطیک مائۃ  
من الابل ؟ فقال عبد اللہ

اما المحرام فالممات دونہ  
فکیف امر الذی تبعہینہ  
والحل لاجل فاستبینہ  
یحیی الکریمر عر ضہا و دینہا

ثم مضی مع ابیہ فزوجه آمنۃ بنت وہب بن عبد مناف بن  
زہرۃ فاقام عندها ثلاثا ثم ران نفسہا دعتہ الی ما دعتہ الیہ الکھنۃ  
فاتاہا فقالت ما صنعت بعدی فاخبرہا فقالت واللہ ما انا بصاحبۃ  
رئیۃ ولکنی رأیت فی وجہک نورا فاردت ان یشکون فی وابی اللہ  
الا ان يجعلہ حیث اراد ثم انشاءت فاطمۃ تقول

انی رأیت مخیلة لمعت  
فتلالت بجناح القطر

فلتأرعا نورا یضئ لہ  
ما حولہا کاضاعة البدر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا جب عبدالمطلب  
اپنے بیٹے عبد اللہ کا نکاح کرنے کے لیے چلے۔ تو حضرت عبد اللہ اچانک فاطمہ  
عورت کے پاس سے گزرے۔ جو بہت خواندہ تھی۔ فاطمہ بنت مر الخثعمیہ نے حضرت  
عبد اللہ کے چہرے مبارک میں نور نبوت دیکھا۔ تو اس نے کہا کہ اے جوان تیرا  
اگر ارادہ میرے ساتھ ہو تو میں تمہیں سوا دنٹ انعام دوں گی۔ تو حضرت عبد اللہ



نے فرمایا حرام سے موت مقدم ہے۔ اگر تیرا ارادہ حلال کا ہو تو تبادے۔ اور جو تیرا ارادہ  
 ہے وہ ممکن نہیں ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے؟ کریم اپنی پوزیشن اور دین کو داغ نہیں  
 لگنے دیتا۔ پھر حضرت عبداللہ اپنے والد صاحب کے ساتھ تشریف لے گئے تو آپ نے  
 حضرت آمنہ بنت وہب سے نکاح کر لیا۔ آپ حضرت آمنہ کے پاس تین دن  
 ٹھہرے پھر آپ کو خواہش ہوئی کاہنہ سے نکاح کی۔ تو اس کے پاس تشریف  
 لائے۔ تو کاہنہ نے کہا میری ملاقات کے بعد تو کس کے پاس گیا۔ تو آپ نے  
 فرمایا کہ حضرت آمنہ کے ساتھ میں نے نکاح کر لیا ہے۔ تو کاہنہ نے کہا کہ خدا کی قسم میں  
 نفس پرست نہیں ہوں۔ تیرے چہرے میں میں نے نور دیکھا تو میرا ارادہ ہوا کہ مجھ میں  
 وہ منتقل ہو جائے۔ لیکن خداوند کو منظور نہ تھا۔ جہاں اس کا ارادہ ہوا اس نے رکھ دیا۔  
 پھر فاطمہ نے شعر پڑھا۔ الخ

## نور مصطفیٰ ﷺ کا آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب

انیسویں دلیل

مستدرک ۲۰۰ { اخبرنا ابو الحسن احمد بن محمد العنزی ثنا عثمان بن سعید  
 الدارمی قال قلت لابی الیمان حدثك ابو بکر بن ابی العنانی عن سعید  
 بن سوید عن العرباض بن ساریة السلمی قال سمعت النبی ﷺ قال یوم  
 یقول فی عند اللہ فی اول الکتاب الخاتم النبیین وان ادم لم یجدل فی طینتنا وسعائبکم  
 تاویل ذلک دعوة ابراہیم وبشارة عیسی قومہ وروایا فی اللقی رعت انہ  
 خرج منها نور اضاءت لہا قصور الشام قال نعم هذا حدیث صحیح الاسناد شاہد  
 لحدیث اول عرباض بن ساریہ

سلمی سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے



فرماتے تھے کہ بے شک میں اللہ کے نزدیک لوح محفوظ میں تمام نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا گیا ہوں۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھ رہے تھے اور اس کی حقیقت کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آیا ہوں۔ اور جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بشارت دی۔ اور اپنی ماں کی خواب کے موافق آیا ہوں۔ میری ماں نے خواب دیکھی کہ اس سے ایک نور نکلا ہے آپ کے ہی سبب شام کے محلات روشن ہوئے۔ فرمایا ہاں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اس کی شاہد حدیث اول ہے۔ اور یہی حدیث ابن کثیر نے مستند دیگر بیان کی ہے

بیسویں دلیل

البدایہ النہایہ { وقال ابن اسحق حدثني ثور بن يزيد عن خالد بن معدان  
عن اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم انهم قالوا لانا اخبرنا  
عن نفسك قال نعم دعوة ابي ابراهيم الخ

۲۰۲

سوال ۱: اس حدیث سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا ثابت تو ہوتا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف نہ ہو۔ کیونکہ کئی حدیثیں ضعیف بھی ہوتی ہیں۔

بھائی صاحب یہ حدیث ضعیف نہیں ہے۔ کیونکہ صاحب مستدرک حاکم الحدیث محمد نے اس کو صحیح الاسناد لکھ دیا ہے اس کو ضعیف کہنے والے تم کون ہو۔

دوسرا جواب: علامہ یوسف نچائی نے اس حدیث کو اپنی کتاب جواہر البحار جزو الثالث میں بیان فرمایا ہے۔ اور اس کی سندوں کے بیان کرنے والے کئی محدثین ہیں مثلاً سنئے۔

اکیسویں دلیل

جواہر البحار { اخرج احمد والبراز والمطبراني والحاكم عن العرياض بن ساريه  
اخبرني عن اس حدیث کو پورا لکھ کر اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں قَالَ  
الحافظ ابن حجر صححه حبان والحاكم

۳  
۱۱۴۴



کیوں جناب اب تو محدثین کے جم غفیر نے اس حدیث نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح کہہ دیا۔ تو اب تمہارا دل چاہے تو ایمان لاؤ یا انکار کر دو۔

بانیسویں دلیل

مستدرک الحاکم { حدیثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب ثنا احمد بن عبد الجبار ثنا یونس بن بکیر عن ابن اسحق قال حدثنی ثور ابن یزید عن خالد بن معدان عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم قالوا یا رسول اللہ

اللہ اخبرنا عن نفسك فقال دعوة ابراهيم وبشري عيسى وولدت اُمي حين انزلت شام قال الحاکم خالد بن معدان من خيار التابعين صحب معاذ بن جبل ضمن بعده من الصحابة فاذا السند حدیثاً الى الصحابة فانما صحیح الاسناد وان لم يخرجوا وقال الذهبي فی ذیل تلخیص المستدرک هذا صحیح

خالد بن معدان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے متعلق آپ ہمیں خبر دیجئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری ذات وہ ہے جس کے لئے میرے باپ ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ اور میری ذات وہ ہے جس کی بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور جب میری ماں کو میرا عمل ہوا تو میری ماں نے خواب دیکھا کہ اس سے لوز نکلا ہے۔ جس سے بصری ردش ہو گیا اور بصری شام کے علاقہ میں ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ خالد بن معدان پسندیدہ تابعین سے ہیں۔ انہوں نے معاذ بن جبل کی صحبت کی ہے۔ تو جب یہ خالد صحابہ کی طرف اپنی مسند کو منسوب کریں تو وہ صحیح الاسناد ہوتی ہے۔ اگرچہ صاحبین اس کو نہ بیان کریں۔ (تو یہ بھی ایسے ہی حدیث صحیح ہے) اور ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔ سنی آپ کے پکے مستند وہابی کی تفسیر سے دکھا دیتا ہوں۔



## تیسویں دلیل

تفسیر ابن کثیر

۳۶۰

وَقَالَ أَحْمَدُ أَيْضًا حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا فَرْجُ بْنُ فَضَالٍ حَدَّثَنَا  
لَقْمَانُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا  
كَانَ بَدْءَ أَمْرِكَ؟ قَالَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبَشْرَى عِيسَى وَرَأَيْتُكَ

أُمِّي أَنَّهُ يَخْرُجُ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَنَا قُصُورَ الشَّامِ

ابو امامہ سے روایت ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رسالت کی کب سے ابتداء ہوئی؟ فرمایا اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سے۔ اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ اس سے نور نکلتا ہے۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

## چوبیسویں دلیل

البدایہ النہایہ

۲۷۵

قَالَ ابْنُ اسْمَعِيلَ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ  
عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَالُوا أَخْبَرَنَا  
عَنْ نَفْسِكَ قَالَ نَعَمْ أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبَشْرَى عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَرَأَيْتُ أُمِّي حِينَ حَمَلْتُ بِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَنَا قُصُورَ الشَّامِ  
خالد بن معدان اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور آپ اپنے نفس کے متعلق خبر دیجئے فرمایا ہاں میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ اور میری والدہ جب مجھ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔





## پچیسویں دلیل

دارمی شریف

۶ { أخبرنا نعيم بن حماد ثنا بقیه عن بحیر عن خالد بن معدان ثنا عبد الرحمن بن عمر السلمي عن عقبه بن

عبد السلمي انه حدثهم وكان من اصحاب رسول الله صلى الله عليه و سلم  
اور دوسری سند ہایہ میں ہے ۔

## پچبیسویں دلیل

مستدرک ۲/۶۱۶ { حدثنا ابو الحسن احمد بن محمد العنزی ثنا عثمان بن سعيد الدارمی  
ثنا حيوة بن شريح المصومي ثنا بقیه بن الوحيد ثنا بحیر بن سعيد

عن خالد بن معدان عن عقبه بن عبد السلمي ان رجلا سأل رسول الله صلى الله  
عليه وسلم كيف كان أول شأنك يا رسول الله حتى بلغنا متى فقالت أدت أمانتي  
و ذمتي و حدثتها بالذي لقيت فلم يرعها ذلك فقالت اني رأيت خرج مني  
نورا أضاءت مني فصور الشام هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرج جاه  
اب حدیث مذکورہ کی تائید آپ کے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی زبانی کر دیتا ہوں۔

## مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اقرار

فتاویٰ رشیدیہ { مسئلہ اول ما خلق الله تویری او لولاك لما  
خلقت الافلاك

حصہ دوم ۱۳۴ { یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں یا وضعی زیدان کو وضعی بتلاتا ہے فقط میثاق تو جرد  
الجواب : یہ حدیثیں کتب صحاح میں موجود نہیں ہیں۔ مگر شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے  
اذل ما خلق الله تویری کو نقل کیا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ



# اپکے نور کا ظہور اور آپ کی والدہ ماجدہ کا ارشاد

ستائیسویں دلیل

البداية والنہایہ [ قال محمد بن سعد ابنا محمد بن عمر هو الواقدي حدثنا محمد

بن عبد الله بن مسلم عن الزهري وقال الواقدي موسى بن

۲  
۲۶۴

عبدہ عن أخيه ومحمد بن كعب القرظي محدثي عبد الله بن

جعفر الزهري عن عمه ام بكر بنت المسود عن ابيها وحدثنا عبد الرحمن بن

ابراهيم المروني وزيد بن حرج عن ابي وحدثنا معمر عن ابو بنجيح عن مجاهد

وحدثنا طلحة بن عمر وعن عطاء عن ابن عباس دخل حديث بعضهم في حديث بعض

ان امانة بنت وهب قلت لقد علفت به يعني رسول الله صلى الله عليه وسلم

في وجعت لها مشقة حتى وضعت فلما فصل مني خرج معي نوراً أضاء لك

ما بين المشرق والمغرب

## ورقہ بن نوفل کا اقرار نور مصطفیٰ ﷺ کے متعلق

وَيُظْهِرُ فِي الْبِلَادِ ضِيَاءَ نُورٍ

يَقُومُ بِهِ الْبَرِّيَّةُ اَنْ تَمُوجَا

شہروں میں نور کی روشنی ظاہر ہو گئی جس کے سبب مخلوق قائم

ہے۔ کیونکہ وہ روشنی ٹھاٹھیں مارتی ہے۔

اٹھائیسویں دلیل

وفي رواية واریت في التومحين حملت به كانه خرج مني

نوراً أضاءت لك قصور الشام ثم وضعت

۱  
۲۸۶



آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ ایک روایت میں ہے میں نے خواب میں دیکھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہوئی۔ گویا کہ مجھ سے نور نکلا۔ اس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ پھر آپ کی ولادت ہوئی۔

انتیسویں دلیل

ابن عساکر  $\frac{۱}{۳۷۱}$  { قَالَتْ اِنِّي رَأَيْتُ خُرُوجَ مِنِّي نُورٍ اَضَاءَ مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ } آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ مجھ سے نور نکلا اس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

تیسویں دلیل

ابن ہشام  $\frac{۱}{۲۷۱}$  { اِنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوَالِدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ قَالَ نَعَمْ اَنَا دَعَاؤُ ابْنِ اِبْرَاهِيمَ وَبَشَرِي اَخِي عِيسَى وَرَأَيْتُ اُمِّي حِينَ حَمَلْتَنِي اَنْدَخِرُ مِنْهَا نُورٌ اَضَاءَ هَكَذَا قُصُورُ الشَّامِ }

اکتیسویں دلیل

ابن عساکر  $\frac{۱}{۳۷۲}$  { قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّي رَأَتْ فِي الْمَنَامِ اَنَّ الَّذِي فِي بَطْنِهَا نُورٌ } نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ماں نے خواب دیکھا کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے نور ہے۔

قَالَتْ فَجَعَلَتْ اَتَّبِعَ لَبَصَرِي النُّورَ فَجَعَلَ النُّورُ يَسْبِقُ لَبَصَرِي حَتَّى اَصْنَعُ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا } آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا میری آنکھ نور دیکھتی تھی۔ نور میری آنکھوں کے آگے نور سبقت کرتا تھا۔ حتیٰ کہ میرے لیے زمین کے تمام مشارق و مغارب روشن ہو گئے۔



## بتیسویں دلیل

ابن عساکرہ  $\frac{۱}{۳۷۵}$  { فقال ان ابی لمتا بنی بائعاً حصلت سرائت ان نوراً خرج من جوفها

تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے جب میری والدہ سے نکاح کیا۔ اور میری والدہ جب حاملہ ہوئیں۔ تو دیکھا ان کے پیٹ سے نور نکلا

## تلتیسویں دلیل

ابن عساکرہ  $\frac{۱}{۳۸۶}$  { انی حملت بہ فلم اجد حملاً قط لما کان اخف ولا اعظم بركة منہ ثم سرائت نوراً کانتہ شهاباً خرج منی حین وضعتہ

اثناء شالی منہ اعناق الاول ببصری

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہوئی تو مجھے حل بالکل معلوم نہیں ہوا۔ آپ بہت ہلکے تھے۔ اور نہ ہی ایسی بڑی برکت کہیں سے پائی۔ پھر میں نے نور کو دیکھا۔ گویا کہ وہ ستارہ ہے جو مجھ سے نکلا۔ جب میں نے آپ کو جنم دیا تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بصرے کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو گئیں۔

مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے نور کا ظہور

## چونتیسویں دلیل

الکبریٰ بھقی  $\frac{۱}{۳۲۱}$  { أخبرنا ابو حازم الحافظ انا ابو الحسن علی بن احمد ناعبد العزیز المحتسب نا ابو داؤد بن سلیمان بن خزيمة البخاری نا محمد

بن اسماعیل البخاری نا عمر بن محمد نا ابو عبیدہ معمر بن المثنی الیتمی نا هشام بن عمرو عن ابيه عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت كنت قاعدة اغزل و الشبي صلي الله عليه وآله وسلم يخصف نعلها فجعل جيبتهما يعرق وجعل



عِرْقًا يَتَوَلَّدُ نَوْرًا فَبِهِتُ فَنَظَرًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ مَالِكُ يَا عَائِشَةُ بَهَّتِ قُلْتُ جَعَلَ جَنِينُكَ يَغْرِقُ وَجَعَلَ عِرْقُكَ يَتَوَلَّدُ  
نَوْرًا وَلَوْ رَأَى الْاَبُو بَكْرُ الْهَذَا لَعَلِمَ أَنَّكَ أَحَقُّ بِشَعْرَةٍ قَالَ وَمَا يَقُولُ أَبُو بَكْرٍ  
قَالَتْ قُلْتُ يَقُولُ

وَمُبَرَّرٌ مِّنْ كُلِّ غَيْرِ حَيْضَةٍ      وَفَسَادِ مُرْضَعَةٍ وَدَاءِ مَغْنَمٍ  
فَإِذَا نَظَرْتُ إِلَى أَسْرَةٍ وَجْهِهِ      بَرَقَتْ كَبْرُقُ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا میں بھی سوت کات رہی تھی  
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا سی رہے تھے۔ اور آپ کا ماتھا مبارک پسینہ دے رہا تھا۔  
اور پسینہ مبارک سے نور ظاہر ہوتا تھا۔ تو میں حیران ہو گئی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
طرف دیکھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے عائشہ؟ تو حیران ہے  
میں نے عرض کیا حضور جناب کے ماتھے مبارک سے پسینہ ٹپک رہا ہے۔ اور پسینہ  
نور پیدا کر رہا ہے۔ اگر ابو بکر ہڈی آپ کو دیکھ لے۔ تو اسے بھی معلوم ہو جائے کہ آپ  
اس کے شعر کے زیادہ حقدار ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اس نے کیا کہا ہے۔ حضرت عائشہ  
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ شعر

ہر بقیہ حیض کے حمل سے آپ متراہیں۔ اور دایہ کی ہر تکلیف سے بھی متراہیں۔  
اور حاملہ عورت کے دودھ پلانے کے مرض سے بھی اور جب تو آپ کے ماتھے کے بلوں  
کو دیکھے تو چاند کے کناروں کی طرح چمک رہے ہیں۔

اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کی حقیقت نوری تھی کیونکہ جب پسینہ  
مبارک آپ کے بدن مبارک سے نکلے تو نوری قوارے رونما ہوتے تھے جیسا کہ آپ کے  
مبارک ماتھے سے پسینہ ٹپکتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خود دیکھا۔  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



# مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بغلوں سے نور کا ظہور

پینتیسویں دلیل

بخاری شریف { قال ابو موسی الاشعری دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 كُشْمًا رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضًا بَاطِنًا  
 ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲  
۹۳۸

دُعا فرمائی اور اپنے دونوں دست مبارک اٹھائے۔ اور میں نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

نتیجہ ہماری بغلوں سے بُو آئے اور بغل کا پسینہ جس کپڑے کو لگ جائے سیاہ  
 ہو اور میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں سے نور چمکے۔ تو اب فیصلہ تم پر چھوڑتا ہوں  
 چھتیسویں دلیل

بخاری شریف { وَقَالَ الْأَوْسِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَشَرِيكٍ  
 سَمِعَا أَنَسًا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضًا بَاطِنًا

۲  
۹۳۸

یحییٰ بن سعید اور شریک نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ ان دونوں نے روایت کی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و  
 آلہ وسلم سے آپ نے اپنے دونوں دست مبارک اٹھائے۔ جتنے کہ میں  
 نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں سے روشنی کا  
 ظاہر ہونا یہ بھی آپ کے نوری ہونے کی دلیل ہے۔





# آپ کے رخ انور کا نور مبارک

سنتیسیوں دلیل

المستدک ۲/۶۵ { حدیثنا ابو بکر بن اسحق ابنا عبید بن عبد الواحد ثنا یحییٰ بن جعیر ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب عن عبد الرحمن

بن کعب بن مالک قال سمعت کعب بن مالک يقول لما سلمت علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال وهو یبرق وجهه: کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم إذا ستر استنار وجهه: کأنه قطع قمر: وکان یعرف ذالک منه هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ۱

عبدالرحمن بن کعب فرماتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے جب میں نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر السلام علیکم عرض کیا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں تو آپ کا رخ انور چمکتا تھا اور جب آپ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک منور ہوتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ صرف حضور کی ذات سے ہی خصوصیت تھی۔ یہ حدیث صحیح ہے شیخین کی صحت کے اصولوں کے

اختیسیوں دلیل

مسلم شریف ۱/۹۱ { حدیثنا شیباز بن فروخ قال نا حماد بن سلمة قال نا ثابت البنانی عن أنس بن مالک أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال أتیت بالبراق فركبته

(معراج کی رات) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے براق لایا گیا تو میں اس پر سوار ہوا۔ براق ہے برق سے برق کے معنی بجلی کے تو براق (آسمانی بجلیوں کا مجموعہ) پر سواری کرنا بشر کی طاقت نہیں۔ ارضی بجلی کو انسان ہاتھ لگائے تو جان نکل جاتی ہے۔ ابر کی بجلی جس پر پڑے وہ جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ آسمانی بجلیوں کے مجموعے کو چھوئے کی بشری طاقت نہیں۔ رب العزت براق آسمانی بھیجتے ہیں۔ اور



مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سواری کر کے آسمانوں کے اوپر تشریف لے جاتے ہیں تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشریہ نہ تھی۔ یہ حقیقت نوری کا عمل ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو محض لباس و اوصاف انسانی ہمارے نفع کے لئے پہنایا گیا۔ اور والدین کے ذریعے سے پیدا کرنا صرف ہمارے فائدے کے لئے تھا۔ ورنہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انسانی لباس کا محتاج نہ تھا۔ بلکہ حقیقت و جنس انسانی اس امر کی محتاج تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانی ولادت سے انسانی لباس میں متشکل ہو کر تشریف لائیں۔ تاکہ آپ کے کمالات نوری بہتہ انسانی جنس انسان کو تمام نوریوں پر فائز کر دے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا براق پر قابو پا کر سواری کرنا آپ کی حقیقت نوری کو ثابت کرتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا لباس انسانی بھی حقیقت نوری کی وجہ سے نور محض تھا۔ اور ہے۔ اور رہے گا۔ دوسرے انسانوں کی مثل آپ کی انسانیت بھی نہ تھی۔ بلکہ آپ کی انسانیت بھی نورانیت میں مضمین تھی۔ اور یہ آپ کے نور ہونے کی اگھتیسویں دلیل ہے۔

اور اصول ہے کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ اور پتھر کو پتھر مثلاً شیشے کو لوہے سے کاٹیں تو نہیں کٹ سکتا۔ پھر شیشے کے لئے شیشے سے اعلیٰ قسم کو لیا جاتا ہے یعنی مہرِ اجب شیشے کو کاٹنا مقصود ہو تو پیرے کا ذرا سا ٹکڑا بھی اس پر پھیر دیں تو دو ٹکڑے کر دیتا ہے۔ ایسے ہی قسم منیر کو اعلیٰ قمر منیر کا اشارہ ہوا تو فوراً چاند دو ٹکڑے ہو کر نیچے گر پڑا۔ یعنی جب ابو جہل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی طاقت کی آزمائش کرنی چاہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے زمین پر گرا کر رکھ دیا۔ اور رب العزت نے فرمایا۔

اِفْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالنُّجُومُ الْقَمَرُ



# مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا آپ کی حقیقت بشریہ ہونے کے منافی ہے

اُنالیسویں دلیل

بخاری شریف { حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُذَيْفَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي بَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَمَعَهُ الشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِدْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا أَشْهُدُ

أَشْهُدُ ۱۵

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا چاند ٹکڑے ہوا اور ہم بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ تو مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا تم گواہ رہو تم گواہ رہو۔

چالیسویں دلیل

بخاری شریف { حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ لَأَهْلُ مَكَّةَ إِنْ يَرِيهِمْ آيَةً فَالْأَهْلُ هُمْ

الْشَّقَافَةُ الْقَمَرُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ اہل مکہ نے سوال کیا کہ آپ ان کو کوئی نشانی دکھائیں۔ تو آپ نے ان کو چاند ٹکڑے کر کے دکھایا۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ نور تھے۔ اور چاند آپ سے کم درجہ کا نور تھا۔ اعلیٰ نور نے ادنیٰ نور کو ٹکڑے کر کے گرا کر دکھایا۔ یہ مُصطفیٰ صلی اللہ



علیہ وسلم کی طاقت حقیقت بشریہ ہونے کے منافی ہے۔ اور ثابت ہوا کہ آپ کی حقیقت بشری نہ تھی۔ بلکہ محض نور تھے۔ جس نے آپ کے لباس انسانی ہیئت کذائیہ کو بھی محض نور بنا دیا۔ اب تم ہیئت کذائیہ انسانیہ و ولادت انسانیہ و عوارضات و اوصاف انسانیہ کو سنکر دیکھ کر آپ کی حقیقت نوری کا انکار کرو تو قرآن و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ اور یہ نوع انسانی کی ہتک ہے۔ انسان کو اگر شرف حاصل ہوا ہے تو محض آپ کے نوری وجود سے۔ انسان ملائکہ سے فوقیت حاصل کر چکا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اگر نوریوں نے سجد کیا تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جو حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں جلوہ گر تھا۔ اسی وجہ تھی۔ مِمَّا صَلَوَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی ناف بریدہ اور مستون تھے

الکالیسویں دلیل

مستدرک ۲/۱۰۲ [ رَقَدْ تَوَاتَرَاتِ الْأَخْبَارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِدًا مَخْتُونًا وَهَسْرُورًا ]

اور تحقیق متواترات حدیثوں سے ثابت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
آلہ وسلم ختنہ کیے گئے اور ناف بریدہ پیدا کئے گئے۔

بیابیسویں دلیل

زر قانی ۵/۴۴ [ وَمِنْهَا أَنَّ وَلِدًا مَخْتُونًا مَقْطُومَ السَّرْفَةِ فَقَالَ الْعَالَمُ بِهِ تَوَاتَرَتْ الْأَخْبَارُ ]



اور ان احادیث متواترہ سے یہ بھی ثابت کہ آپ ختنہ کیے ہوئے ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ حاکم نے کہا ہے کہ اس کی حدیثیں متواترہ ہیں۔

وَعَنْ ابْنِ جُوزَى لَا شَكَّ أَنَّكَ وَلِدٌ مَخْتُونًا... ط الطبرانی و ابوالصمیم و ابن عساکر  
اور ابن جوزی سے ہے کہ بلا شک آپ مخنون پیدا ہوئے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَفَعْنَا مِنْ كَرَامَتِي عَلَى سِدِّي الْأُمِّ وَلِدٌ مَخْتُونًا  
حضرت انس سے مرفوع روایت ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کی طرف سے میری کرامت ہے کہ میں پیدا کیا گیا ہوں ختنہ کیے ہوئے۔

تنتا الیسویں دلیل

البداۃ النہایہ ۲/۲۶۵  
وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ ابْنُ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَاتِمٍ  
التَّلَاوُذِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْبَرْثَنِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ سَلَمَانَ

بن سلیمان الجنازیری حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَطَاءِ عَمَّا بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ الصَّدَاقِيِّ عَنْ  
حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ يَاسَانَ عَنْ عَدِّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمَطْلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ وَلِدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْتُونًا مَسْرُومًا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کیے ہوئے ناف بریدہ پیدا ہوئے  
ثم أَدْرَجَهُ مِنْ طَرِيقٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلَمَانَ هُوَ الْبَاغِدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ يُونُسَ الْجَحْصِيِّ  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَدْحِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَلِدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْرُومًا مَخْتُونًا

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ناف بریدہ ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے۔

کیوں جناب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروہ بتاؤ کوئی دنیا میں ایسا پیدا ہوا ہو جس کو ماں کے پیٹ میں والدہ کا گندہ خون خوراک نہ ملی ہو۔ صرف میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو والدہ ماجدہ کے شکم سے ہی ناف بریدہ پیدا ہوئے جس سے



آبِ صُورِ کہ والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں بھی آپ کی خوراک نور ہی رہی ہے۔ والدہ کے خون کی غذائیت سے آپ متبرار رہے۔ اور پیدا ہوئے۔ مومن کے لئے یہ آپ کے وجود نوری ہونے کا یقینی ثبوت ہے۔ اور جبلت نوری ہونے کی واضح دلیل ہے اور محض اس لئے کہ آپ کے نوری جسم کا ٹکڑا کاٹ کر پھینکا نہ جاسکتا تھا۔  
ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر و باطن میں حقیقتہً نور تھے۔

## مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باطن سے نور کا نکلنا

چوننا لیسویں دلیل

شامل ترمذی ۳  
حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن انا ابراهيم بن المنذر الخزازي انا عبد العزيز بن ثابت الزهري حاشي اسماعيل ابن ابراهيم بن رضى موسى بن عقبه عن موسى بن عقبه عن كريب عن ابن عباس رضى الله عنهما قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أفلم الشنتين إذا تكلم سراى كالتوكير يخرج من بين ثناياه

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو آپ کے سامنے کے دو نو دانت مبارکوں سے نور کی طرح نکلتا دکھائی دیتا تھا۔  
اس حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و باطن سے نور کی کرنیں نکلتی تھیں جو مومنین کو منور فرماتیں۔ اور منافقین کی بیماری کو بڑھاتیں۔  
پننا لیسویں دلیل

بخاری شریف ۲  
حدثنا علي بن عبد الله قال حدثنا ابن ماجة عن سقین عن سلماء عن كريب عن ابن عباس قال بت عند ميمونة فقَام السَّبِي



صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَى حَاجَتَهُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَكَانَ فِي دَعَائِهِ اللَّهُمَّ  
اجْعَلْ لِي فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ  
يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے رات گزاری میمونہ  
رضی اللہ عنہا کے پاس تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو اپنی حاجت کو اُسے  
پھر آپ نے منہ اور دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ اور آپ کی دعا میں یہ مضمون ہے کہ  
اے اللہ میرے دل میں نور کر دے۔ اور میری آنکھوں میں نور کر دے۔ اور میرے  
کانوں میں نور کر دے۔ اور میرے دائیں نور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے۔ اور  
میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے۔ اور میرے آگے نور کر دے۔ اور میرے  
پیچھے نور کر دے۔ اور میرے لئے نور بنا دے۔

چھیا یسویں رسیل

ابوداؤد  $\frac{1}{198}$  { حدیثنا محمد بن علی بن عیسیٰ ناہشیم انا حصین عن حبیب بن ثابت  
عن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس عن ایبہ عن ابن عباس انہما قد  
عند الشیخی صلی اللہ علیہ وسلم قَرَأَهُ اسْتَيْقِظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّعَ وَهُوَ يَقُولُ  
اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي فِي قَلْبِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي فِي لِسَانِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي فِي سَمْعِي نُورًا  
وَاجْعَلْ لِي فِي بَصَرِي نُورًا وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ نُورِي  
نُورًا وَمِنْ تَحْتِي نُورًا اللَّهُمَّ وَاعْظِمْ لِي نُورًا

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے پاس سویا تو آپ کو دیکھا کہ آپ بیدار ہوئے تو آپ نے مسواک کیا اور  
وضو کیا۔ اور اپنے نوافل پڑھ کر دعا فرمائی۔ اور آپ فرماتے تھے۔ اے اللہ  
میرے دل میں نور کر دے۔ اور میری زبان پر نور کر دے۔ اور میرے کانوں میں



نُور کر دے۔ اور میری آنکھوں میں نُور کر دے۔ اور میرے پیچھے نُور کر دے۔ اور میرے آگے نُور کر دے اور میرے اوپر نُور کر دے اور میرے نیچے نُور کر دے۔ اے اللہ اور میرے لئے نُور زیادہ کر دے۔

### سنتا لیسویں دلیل

مسلم شریف ۱۴۰/۱ حدیثی عبد اللہ بن ہاشم بن حیان العبدی قال نا عبد الرحمن یعنی ابن المہدی قال تا سفین عن سلمۃ بن کھیل عن کرب عن ابن عباس قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کازنی دُعَاوِہُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ ذِقْلَیْ نُورًا وَفِیْ بَصْرِیْ نُورًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُورًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُورًا وَعَنْ یَسَارِیْ نُورًا وَفَوْقِیْ نُورًا وَتَحْتِیْ نُورًا وَآمَامِیْ نُورًا وَخَلْفِیْ نُورًا فَاَعْظَمَ لِیْ ذِقْلًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا۔ آپ رات کو اٹھے نوافل اُرا کیے اور آپ کی دُعائیں یہ الفاظ بھی تھیں۔ اے اللہ میرے دل میں نُور کر دے۔ اور میری آنکھوں میں نُور کر دے۔ اور میرے کانوں میں نُور کر دے اور میرے دائیں نُور کر دے اور میرے بائیں نُور کر دے۔ اور میرے اوپر نُور کر دے۔ اور میرے نیچے نُور کر دے اور میرے آگے نُور کر دے۔ اور میرے پیچھے نُور کر دے۔ اور میرے لئے نُور زیادہ کر دے۔

### اڑتالیسویں دلیل

مسلم شریف ۱۴۰/۱ حدیثنا محمد بن بشار قال نا محمد بن جعفر قال نا شعبۃ عن سلمۃ عن کرب عن ابن عباس قال بیتٌ فِیْ بَیْتِ خَالَتِیْ مِیْنَتَہُ فَبَقِیْتُ کَیْفَ یُصَلِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلَّیْ فَجَعَلَ یَقُوْلُ فِیْ صَلَوَاتِہِ اَوْ فِیْ سُجُوْدِہِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ ذِقْلَیْ نُورًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُورًا وَفِیْ بَصْرِیْ نُورًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُورًا وَعَنْ یَسَارِیْ نُورًا وَفَوْقِیْ نُورًا وَتَحْتِیْ نُورًا وَاجْعَلْ لِّیْ نُورًا وَقَالَ وَاجْعَلْ لِّیْ ذِقْلًا



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری۔ اور دیکھا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔ تو آپ اپنی نماز میں فرماتے تھے یا سجدے میں فرماتے تھے اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے اور میرے دائیں نور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے۔ اور میرے اوپر نور کر دے۔ میرے نیچے نور کر دے اور میرے لئے نور کر دے اور فرمایا مجھے نور بنا دے۔

انچاسویں دلیل

مسلم شریف ۱۱۲۱ {وحدثنا اسحق بن منصور قال انا النضر بن شميل قال انا شعبه قال قال

ناسم بن كهيل عن جابر عن كريب عن ابن عباس قال سلمة فلقيت

كريباً فقال قال ابن عباس كنت عند خالتي ميمونة فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ذكر  
ذلك بمثل حديث غندر وقال واجعلني نورا ولم يشك

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں نے کرب سے ملاقات کی تو اس نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ میں اپنی خالہ میمونہ کے پاس تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو اس نے غندر کی حدیث کی مثل فرمایا۔ اور فرمایا اور مجھے نور بنا دے۔ اور اس نے شک نہیں کیا۔ ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ تو آپ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ میرے عضوے اور بدن کے ہر ذرے کو نور کر دے۔ تو کیا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائی یا نہ۔ تو رب کریم نے آپ کی دعا کو منظور فرماتے ہوئے فرمایا۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ کہ ضرور اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا۔ اور سب اجماعاً متفقاً بھی فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عارب کریم نے منظور فرمائی۔



سوال: مولوی صاحب جب تمہارا عقیدہ ہے کہ حضور پیدائشی نور ہیں تو آپ کو نور مانگنے کی ضرورت بھی کیا تھی۔

جواب: جناب جب تم نماز میں کھڑے ہوتے ہو دربار خداوندی میں تو اِھْدِنَا مَحْدًی الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کیوں کہتے ہو۔ جب دربار خداوندی میں کھڑے ہوتے ہو اس سے زیادہ اور کیا صراطِ مستقیم ہے۔ ثابت ہوا کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ کے قانون سے یہ کی اور اچھی شے جتنی زیادہ طلب کی جائے صحیح ہے۔ اور زیادتی مانگنے سے پہلی کی نفی نہیں ہوجاتی جو شے پہلے موجود ہو اور اس کا لطف اٹھایا ہو تو اس کی خواہش زیادہ ہوتی ہے۔ تو اسی بنا پر میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ پہلے حقیقی نور

تھے۔ اور صفات انسانی میں تشریف لائے۔ تو رب العزت سے درخواست فرماتے ہیں کہ یا اللہ میرے صفات انسانی اور اعضاء انسانی کو بھی نور بنا دے تو آپ کی انسانیت پر آپ کی حقیقت نوری ایسی غالب ہوئی کہ ٹلکی نور سے بھی آپ کی حقیقت و صفات متجاوز ہوئے جس سے آپ بمع صفات انسانی لامکاں پر تشریف لے گئے۔ جو کسی نوری فرشتے کو بھی طاقت نہیں۔ تو یہ قدر و منزلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ اور مکانی باشندہ کا لامکان کا ممکن ہونا عقلاً محال ہے۔ لیکن مشاہدے نے صحیح ثابت کر دکھایا۔ تو ان احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آپ کے ہر عضوے اور ہر بال بال کا نوری ہونا ثابت ہو گیا۔ ان احادیث مذکورہ بالا سے یہ بھی ثابت ہو گیا جو تمہارا دعویٰ تھا کہ نور

دوسرا جواب: کابھی انسانی اوصاف میں ہونا ممکن ہی نہیں۔ تو اگر واقعی ایسے ہی ہوتا۔ جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ نور شکل انسانی میں نہیں پیدا ہو سکتا۔ یا انسان کبھی نور نہیں بن سکتا۔ تو آپ کو یہ دُعا فرمانے کی ضرورت بھی کیا تھی۔ کیونکہ جب ممکن ہی نہیں تو دُعا کیوں فرمائی۔ تو آپ کا یہ دُعا فرمانا ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو نور یا نور کے اوصاف ان کو دے سکتا ہے۔



# دلائل مصطفیٰ ﷺ از قرآن شریف

## مصطفیٰ ﷺ کے نور کی دلیل اول قرآن مجید

احزاب ۲۲ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۖ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِمْ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۖ وَبَشِيرًا لِّلْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّهُمْ مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۚ  
اے ہر وقت ہر ذرے ذرے کے غیبی خبردار بیشک ہم نے آپ کو بھیجا ہے حاضر و ناظر اور مبارک دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چراغ روشنی کرنے والا یا سورج نور دینے والا۔

سائل ۱۔ مولوی صاحب نبی کے معنی ہر وقت غیبی خبردار تم نے معنی صحیح نہیں کئے  
نبی کے معنی صرف خبر رکھنے والے ہیں

محمدؐ نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اور صفت مشبہ دوام پر دلالت کرتا ہے اگر  
ایک دم کے لئے بھی صفت مشبہ سے فعل کا خلو ہو جائے تو صفت مشبہ نہ  
رہے گا۔ بلکہ اسم فاعل یا مفعول کے معنی ہو جائینگے! اس اعتبار سے صیغہ نبی کے معنی ہونگے  
ہر وقت خبر رکھنے والا۔ کس کی؟ جس کا نبی ہے۔ نبی میں خدا کے تو خدا کی ہر وقت خبر رکھنے  
والے کو نبی کہا جائیگا۔ اور خدا غیب ہے اس لئے ہر وقت خبردار تسلیم کیا جائے گا۔ تو معنی درست  
ہونگے۔ کتنی خبر؟ جہاں تک نبوت کی حد ہے! تو مصطفیٰ ﷺ للعالمین نذیرا ہیں۔  
اس لئے عالمین کے ذرے ذرے کے نبی ہونگے تو معنی درست ہونگے۔ تو نبی کے معنی واضح ہو  
گئے۔ ہر وقت ہر ذرے ذرے کی خبر رکھنے والا۔

سائل ۱۔ مولوی صاحب شاہد کے معنی حاضر و ناظر کے تم نے غلط کئے ہیں



معنی گواہ کے ہوتے ہیں۔

محمد سر کے معنی حاضر ہو گا وہ اگر آنکھوں والا ہے تو ناظر بھی ضرور ہو گا۔ اور شاہد  
محمد سر کے معنی حاضر کے ہوتے ہیں۔

سائل :- ہم نے تو آج تک کسی سے یہ معنی نہیں سُنے پہلی دفعہ تم سے ہی سُنے ہیں۔  
علمی قابلیت تو مجھے نہیں۔ کسی آسان طریقہ سے سمجھا دو۔

محلِ عمر :- جناب بڑی آسانی سے سمجھ جاؤ گے ذرا بڑے کی دعا جنازہ پڑھیے۔

سائل :- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا  
محلِ عمر :- بس بس! جناب مسئلہ حل ہو گیا۔ اب تم نے جو پڑھا ہے۔ شَهِدْنَا  
وَ غَائِبِنَا اس کے کیا معنی کرو گے۔

سائل :- مسئلہ حل ہو گیا۔

محلِ عمر :- نہیں نہیں ذرا ترجمہ تو کرو تمہیں تو سمجھ آ گیا۔ کوئی دوسری سُن کر سمجھ لے گا۔  
سائل :- شَهِدْنَا وَ غَائِبِنَا کے معنی تو یہی ہوں گے کہ اے اللہ ہمارے حاضر کو بخش لے اور غائب  
کو بخش۔ یہاں تو شاہد کے معنی سوائے حاضر کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ اب تک ہمارے مولویوں نے  
تو ہمارے ذہن میں یہی چار کھا تھا کہ شاہد کے معنی حاضر کے کرنا غلط ہے۔ لیکن آج معلوم ہوا کہ  
شاہد کے معنی حاضر کے ہوتے ہیں۔

سائل :- کیا قرآن مجید میں بھی شاہد کے معنی حاضر کے کہیں ہیں؟

محلِ عمر :- ہاں قرآن پاک سے بھی عرض کر دیتا ہوں۔

شاہد قرآن کریم سے

ہود ۱۲/۹ { ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لِّمَنَ النَّاسِ وَ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوَرٌ  
یہ ایسا دن ہے اس میں لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور یہ دن ہے



شاہد و مشہود کے معنی

بروج { ۳۰ } و شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے حاضر ہونے والے کی اور قسم ہے ان کی جو حاضر کئے گئے۔

شما حد کے معنی تفا سیر سے

ابن جریر { حدیث ابو کریب قال ثنا وکیع عن شعبۃ عن علی بن عن یوسف  
المکد عن ابن عباس قال الشاهد محمد والمشهد یوم القيامة ثم

ابن كثير { ٣٩٢ } قرء ذلك يوم يجمعون لنا الناس وذالك يوم مشهور

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حاضر ہونے والے محدث ہیں اور مشہود قیامت کا دن بھر آپ نے یہ آیت پڑھی ہے جس دن کے لئے لوگ جمع ہونگے اور یہی ہے دن منہری کا۔

ابن جریر { حدیثنا بن حمید قال ثنا مهران عن سفیان عن جابر عن ابی النضر



عز الحسن بن علی قال الشَّاهدُ محمد والمشهود يوم القيامة

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حاضر ہونے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مشہود قیامت کا دن ہے۔

## شاهد کے معنی لغت سے !

مفرداً راغب الشَّهْوُ وَالشَّهَادَةُ الْحُضُورُ مَعَ الْمَشَاهِدَةِ بِالْبَصَرِ أَوْ بِ  
الْبَصِيرَةِ وَقَدْ يُقَالُ لِلْحُضُورِ مُفْرَدًا قَالَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ  
الشَّهَادَةُ لَكِنَّ الشَّهْوُ بِالْحُضُورِ الْمُجْتَمِعِ أَوَّلَى وَالشَّهَادَةُ مَعَ

المُشَاهِدَةِ أَوَّلَى

شہود اور شہادت کے معنی حاضر ہونا مشاہدے کے ساتھ بصر کے ساتھ یا بصیرت کے ساتھ اور بھی صرف حاضر کے لئے بولا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ جس کے معنی ہیں غیب اور حاضر جاننے والا ہے لیکن شہود صرف حضور کے معنی کے ساتھ بہت بہتر ہے۔ اور شہادت مشاہدہ کے ساتھ بہتر ہے۔

امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز اس مسئلے کی سمجھ تمہیں جلد ہی آگئی ہوگی انشاء اللہ العزیز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی سمجھ آجائے گی۔

اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر حین امتیازی خطابات ارشاد فرمائے۔

(۱) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے ہر وقت ہر ذرے ذرے کی خبر رکھنے والے۔

(۲) إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ اے آپ نبی اللہ میں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا خود اپنی طرف سے

دعوائے فرمایا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر بنا کر بھیجا مطلقاً شاہد فرمایا تاکہ



سب مخلوق کے لئے آپ حاضر ثابت ہو جائیں۔

(۴) آپ مبشر ہیں جس کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک دے یں۔ وہ جنتی ہے ورنہ نہیں۔

(۵) آپ نذیر ہیں جس کو آپ جہنم کی نذات سنا دیں۔ وہ جہنمی ہی ہوگا۔ کبھی جنت میں نہیں جاسکتا۔

(۶) آپ اللہ کی طرف بلانے والے ہیں۔ آپ کے بغیر کوئی خداوند تعالیٰ تک پہنچ نہیں سکتا۔

(۷) آپ نور دینے والے سورج ہیں۔

خداوند کریم نے ان سات خطابات سے اول شاہد فرمایا اور اخیر سراجاً منیراً فرمایا۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ نور کے آگے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی۔ آپ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نورانی سورج ہیں۔ اور ہیں بھی مطلق سراج منیر عالمین کے لئے لہذا آپ کے لئے عالمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ یہ دونوں خطابات شاہد اور سراجاً منیر اکابر العزت نے کسی اور نبی علیہ السلام کو عطا نہیں فرمایا۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے سراجاً منیر کا خطاب فرما کر آپ کی ذات کو نوری ثابت کر دیا اس صراحتہ النص کا جو شخص انکار کرے وہ ایمان سے خالی ہے منکر قرآن ہے منکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے رب العزت نے سراجاً منیر کا خطاب کر کے کہی رازوں کا اظہار فرمادیا۔

(۱) سراجاً منیر کے ایک معنی چراغ بھی ہیں چراغ سے دوسرے بھی نور حاصل کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حاصل کیا۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اصحابی کا النجوم میرے اصحابی ستاروں کی طرح منور ہیں۔

(۲) چراغ چونکہ صرف رات کو ہی روشن کیا جاتا ہے۔ رب العزت نے سراجاً منیر کے ساتھ صفت منیر

کی فرمادی کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے چراغ ہیں جو ہر وقت منیر ہیں۔ آپ کا نور یاب

ہر وقت روشن ہے کسی وقت بجھا ہی نہیں جس نور کو خداوند کریم نے سراجاً منیر فرما کر

روشن کر دیا اب اگر کوئی شخص بجھانے کی کوشش کرے تو ایسے لوگوں کو خداوند تعالیٰ نے

چیلنج دیا کہ یُریدُ زَلِیْطُفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ



یہ نور اللہ کو جو سراجاً منیراً ہے محض زبانی بجانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ گو کفار منکرین نور کو برا ہی منادیں۔

(۳) چراغ سے ہر کہہ فائدہ اٹھا سکتا ہے اس لئے آپ کے نور ذاتی کو سراج منیر فرمایا تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا نور مبارک چراغ کی طرح عام ہے جس سے عالمین فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(۴) سراجاً منیراً اس لئے فرمایا کہ چراغ ہر طرف روشنی دیتا ہے لیکن چراغ کے نیچے اندھیرا ہوتا ہے۔ چونکہ نجدی آپ کے تلے آپ کے نور پاک کا منکر ہو کر اندھیرے میں رہا۔ اس لئے

رب العزت نے سراجاً منیرا فرمایا کہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراجاً منیرا عالمین کو متور فرمادیں گے لیکن ان کے تلے نجدی آپ کے نور سے محروم رہے گا۔ باوجود نجدی ہونے کے محروم نور ہے۔ اس لئے منکر بھی ہے۔ اسی لئے آپ نے بھی فرمایا۔ هُنَالِكَ الْكَافِرُ الَّذِي

وَالْفِتْنُ وَجَّهَ يَطْلُعُ قَرْنَ الشَّيْطَانِ - رب کریم جس کا کرم ہر مخلوق پر ہے لیکن شیطان محروم ہے۔ تو قرن الشیطان نور اللہ سے کیسے دشمنی حاصل کر سکتا ہے۔ اور کیسے قائل ہو سکتا ہے۔

(۵) چراغ کی پرواز چونکہ بندی کی طرف ہوتا ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داعی الی اللہ ہیں۔ تو رب العزت نے سراجاً منیرا فرما کر داعی الی اللہ ہونے کا ثبوت دیا۔

## قرآن کریم میں سراج سوچ کو فرمایا

اور قرآن کریم میں سراج سوچ کو بھی رب العزت نے فرمایا ہے مثلاً سورۃ نوح میں ہے۔

وَجَعَلْنَا الشَّمْسُ سِرَاجًا وَرَبَّيْنَا اللَّهَ تَعَالَى نَسُوجُ كُوسِرَجٍ يَضِي رُشِي دِينَ دَالَا

سورۃ غم میں فرمایا وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا اور بنایا ہم نے چراغ روشن یعنی سراج کو۔

## کتاب لغت سے

مفردات الغائب ۲۲۸ السراج الزاهر من قیل ودھن و یعتبر سراج



عَنْ كُلِّ مَضِيٍّ قَالَ وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا وَهَاجًا يَعْنِي الشَّمْسُ

جوشے تیل اور بتی سے روشن ہونے والی ہو اس کو سراج کہتے ہیں اور ہر روشنی دینے والی شے پر بھی سراج استعمال کیا جاتا ہے۔ (قرآن کریم کی مثال) وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا وَهَاجًا يَعْنِي سُرُج۔

تو جب ہر روشن کرنے والی شے پر سراج بولا گیا۔ تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان خداوندی کے سراج کے استعمال سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماضی ہونا ثابت ہو گیا نتیجہ یہ نکلا کہ جیسا کہ چڑھے ہوئے سورج کے منکر پر لوگ انگشت نمائی کریں اور زبان کشائی کریں۔ ویسے ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے منکر کو قیاس کر لیا جاوے۔ کیونکہ سورج کو رب العزت سراج فرمایا تو اس کا نور مسلم اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے سراج فرمایا تو نور ہونا انہیں محال معلوم ہو۔ تو اس تقابل قرآنی کے نور ہونے میں تو کسر باقی نہیں باقی منکر قرآن ضرور کہلاوے گا۔

## سراجا منیر کی شرح حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

المستدک ۲/۸۸ { حدیثی محمد بن صالح بن زہانی ثنا ابو سہل شہر بن سہل اللباد ثنا عبد اللہ بن صالح المصری حدیثی معاویہ بن صالح عن سعید بن سوید عن عبد الاعلیٰ بن ہلال عن عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ عِبَادَ اللَّهِ وَخَائِمَ النَّبِيِّينَ وَ اَبِي مُجَدَّلٍ فِي طَبِئَةٍ وَسَاخِرَ كَدْرٍ ذَالِكُ اَنَا دَعْوَةُ اَبِي اِبْرَاهِيمَ وَبَشَارَةُ عِيسَى وَرُؤْيَا اُمِّي اَمْنَةَ الَّتِي رَأَتْ وَكَذَالِكَ اَمَمَاتُ النَّبِيِّينَ يَرَبْنَ وَانَّ اَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَتْ حِينَ وَضَعْتَهُ لَدُنْ نَوْرٍ اَضَاءَتْ لَهَا نُصُورُ الشَّامِ ثُمَّ لَا يَأْتِيهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَمْرُنَا هَذَا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَاعْيَا اِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا هَذَا حَدِيثٌ



## صحیح الاسناد و لکھ بخرجاء

عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حضور فرماتے تھے میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ اس وقت ابھی میرا باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی گوندھی جا رہی تھی۔ اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس سے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا نتیجہ ہوں۔ اور اپنی والدہ ماجدہ کی خواب کا مضمون ہوں جو اس نے دیکھی۔ اور اس طرح تمام نبیاء علیہم السلام کی والدات نے میرے متعلق خوابیں دیکھیں۔ اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا آپ کی ولادت کے وقت کہ ان کے لیے ایک نور چمکا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذِينِ

وَسِرًّا جَا مُنِيرًا

اے ہر وقت غیب کی خبر رکھنے والے ہم نے ضرور آپ کو حاضر بنا کر بھیجا اور ڈرانے والا اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف بلانے والا۔ اور سورج یا چراغ روشنی کرنے والا۔ سوال: چراغ چونکہ راستے دکھاتا ہے۔ اس لیے چراغ سے تشبیہ می گئی ہے آپ کی ذات کا نور ہونا مراد نہیں۔

سبحان اللہ جناب اگر چراغ کی ذات روشن نہ ہو تو وہ دوسرے محمدؐ کے لیے کیسے مشعل راہ بن سکتا ہے۔ ایسے ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مشعل راہ تب بھی بن سکتے ہیں اور سراجا منیرا کے تب بھی مصداق بن سکتے ہیں جب آپ کی ذات نور ہو ورنہ نہیں۔

سوال: صحابہ کرام نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہدایت صرف طلب فرمائی ہے



جیسے چراغ سے روشنی حاصل کر لی جاتی ہے۔ ایسے ہی اگر آپ ذاتی نور رکھتے تو جسمانی نور سے کسی کو روشنی والا نور بھی حاصل ہونا چاہیے تھا۔

محمد سرہ: مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی نور کے ساتھ لاکھٹی مس ہوئی تو آپ کے نور پاک سے لکڑی میں بھی روشنی آگئی۔

مشکوٰۃ شریف { حضرت انس سے روایت ہے کہ اسید بن حنفیر اور عباد بن بشیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے رات کو باہر نکلے اندھیرا سخت تھا ۵۴۴  
رَبِّدِكُلَّ رَاِحَةٍ مِّنْهَا عَصِيْبَةٌ فَأَضَاءَتْ عَصَا أَحَدِهِمَا لَهَا حَتَّى مَشَى فِي ضَوْءِهَا حَتَّى بَاذًا اِفْتَرَقَتْ بِمِمَّا الطَّرِيقَ اَضَاءَتْ الْاُخْرَى عَصَاهُ

اور دونوں کے ہاتھ میں لاکھٹیاں تھیں۔ تو دونوں سے ایک کی لاکھٹی روشن ہو گئی حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلے جب میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پاک سے لکڑی مس کرے تو روشن ہو جائے۔ ثابت ہوا کہ لکڑی نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کر لیا۔ اور نور حاصل کر لیا۔ اگر انسان آپ کے نور کو تسلیم نہ کرے اور نور نہ حاصل کرے تو اس کی بد قسمتی ہے۔ کیا یہاں نور محض نے نور عطا فرمایا۔ اور لاکھٹی کو منور کر دیا۔ یا نور ہدایت مراد ہے۔ کچھ خدا کا خوف کر۔ آپ نور ہدایت اور نور ذاتی تقسیم ہو رہا ہے۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق غار ثور میں تشریف لے گئے۔ تو آپ کے پاس کوئی روشنی تھی، وہ محض مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کے ساتھ بدن لگنے سے آپ کے بدن میں روشنی تھی جس سے غار روشن ہو گئی۔

(۳) عثمان کو ذوالنورین کیوں کہتے ہو؟

حضرت فاطمہ کو حیض نہ آتا تھا۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو احتلام نہ ہوتا تھا آپ کا مسجدوں میں دخول عین طہارت۔

بدایہ ۳/۲۹۱ جنابت عدم جنابت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں یکساں تھی۔



# محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتہ نور میں قرآن کریم سے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری دلیل قرآن کریم سے

مَا نَدَّه ۖ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ط

ضرورت شریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی۔  
اللہ تعالیٰ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں اپنی طرف سے دو چیزوں کے آنے کا  
ذکر فرمایا پہلے نور کا اور بعد ازاں کتاب بیان کرنے والی۔ کتاب سے مراد قرآن شریف  
اور جو قرآن شریف سے پہلے جسے دنیا میں تقدم حاصل ہے وہ نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
آلہ وسلم ہی ہیں۔ اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور محض  
فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ آپ حقیقتہ نور ہی ہیں صرف اوصاف انسانی رکھتے ہیں۔  
سوال: نور سے مراد تم نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے لے لیا۔

محمد ۱۔ ہر لفظ کے مطلب کو اس کا قرینہ ثابت کرتا ہے۔ نور سے مصطفیٰ صلی  
اللہ علیہ وسلم کو مراد لینا اس کا قرینہ اس عبارت کے ماقبل موجود ہے ملاحظہ ہو  
يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ  
وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ط

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لایا۔ تاکہ جو کچھ  
تم چھپاتے تھے اس کو تمہارے لئے ظاہر فرمادیں اور بہت سے گناہ تمہارے معاف فرما  
دیتا ہے۔ ضرورت شریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی۔  
تو قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ کا عطف چونکہ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا پر ہے۔ اس لئے  
یہ جملہ ماقبل ثابت کرتا ہے کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ میں جو جَاءَ کا فعل ہے اس کا فاعل



نور ہے۔ اور لفظ نور کے تعین میں ابہام تھا۔ تو رب الغزت نے اس ابہام کو دور کرنے کے لئے پہلے قَدْ جَاءَ كُرْسِيُّنَا مَقْدَمُ فَرَادِیَا۔ تاکہ جو فاعل پہلے جَاءَ کا ہے وہ دوسرے فعل جَاءَ کے فاعل کا ابہام دور کر دے جس جُلے جَاءَ پر اس کا عطف ہے۔ جب اس جَاءَ کا فاعل سَوَّلْنَا ہے۔ تو دوسرے جُلے مابعد والے سے بھی ثابت ہوا کہ اس جَاءَ کا فاعل جو نور ہے اس سے مراد بھی رَسُوْلُنَا ہے۔

سوال ۲۔ یہاں نور سے مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مفسر نے بھی لیا۔ یا تمہاری اختراع ہے؟  
 آئیے متقدمین کی تفاسیر سے بھی تمہاری تسلی کر دیتا ہوں۔ پھر تمہارا محمد سر۔ کام باقی رہا۔ ایمان لانا یا نہ لانا۔

## متقدمین مفسرین کا عقیدہ قَدْ جَاءَ كُرْسِيُّنَا نُوْرُكَ متعلق

۱) تفسیر ابن جریر { قَدْ جَاءَ كُرْسِيُّنَا نُوْرُكَ وَكِتَابُ مُبِیْنٍ یَعْنِی جِلَّ شَأْنُهُ لِهَوْلَاةِ  
 الذِّیْنَ خَاطَبَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَ كُرْسِيُّنَا نُوْرُكَ وَكِتَابُ مُبِیْنٍ یَعْنِی جِلَّ شَأْنُهُ لِهَوْلَاةِ  
 الذِّیْنَ خَاطَبَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَ كُرْسِيُّنَا نُوْرُكَ وَكِتَابُ مُبِیْنٍ یَعْنِی جِلَّ شَأْنُهُ لِهَوْلَاةِ }  
 ۶۲  
 للطبری  
 الذی انما ساء الله به الحق و اظهر به الاسلام و يحجب به الشرك فهو نور ما لم يستنار  
 به مبين الحق

اللہ جل شانہ مراد لیتا ہے جن کو اہل کتاب سے خطاب فرماتا ہے کہ سرور آیا تمہارے پاس اہل تورات و انجیل اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی۔ اللہ تعالیٰ نور سے مراد لیتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس سے اس نے حق کو روشن فرمایا۔ اور آپ کے ساتھ ہی اسلام کو غلبہ دیا۔ اور آپ کی تشریف آوری سے ہی اسلام غالب ہوا۔ اور آپ کے سبب سے شرک مٹایا گیا۔ تو آپ نور ہیں جن کے ساتھ روشنی ہوئی۔ حق ظاہر ہوا۔

۲) تفسیر خازن { قَدْ جَاءَ كُرْسِيُّنَا نُوْرُكَ وَكِتَابُ مُبِیْنٍ }  
 ۲۳



يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ اللَّهُ نُورًا لِأَنَّهُ يُحْتَدَى بِهِ كَمَا يُحْتَدَى بِالنُّورِ فِي الظُّلَامِ  
ضرور اللہ کی طرف سے نور تشریف لایا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی بات نہیں اللہ  
تعالیٰ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف نور اس لیے رکھا۔ کیونکہ آپ کے ساتھ  
ہدایت لی جاتی ہے۔ جیسا کہ نور کے ساتھ ہدایت پائی جاتی ہے اندھیروں میں۔

(۳) تفسیر معالم التنزیل ۲/۳۳ { قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ  
يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۴) تفسیر ربیاض ۲/۹۲ { قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ يُرِيدُ بِالنُّورِ مُحَمَّدًا  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵) تفسیر کبیر ۵۶۶ { قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ إِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّورِ  
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْكِتَابِ الْقُرْآنُ  
نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

تفسیر جلالین ۷۷ { قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۶) تفسیر صاوی ۵۲۵ { قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نُورًا لِأَنَّهُ يُنَوِّرُ الْبَصَائِرَ وَيَهْدِيهَا لِلدِّرَاسَاتِ وَلِأَنَّهُ  
أَصْلُ كُلِّ نُورٍ حَسَنِيٍّ وَمَعْنَوِيٍّ  
شیخ احمد الصاوی المالکی

نور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی آپ کا اسم شریف نور اس لیے رکھا گیا کہ آپ  
بصائر کو روشن فرماتے ہیں۔ اور ان کو ارشاد کر کے ہدایت دیتے ہیں۔ اور دوسری وجہ آپ کو  
نور کہنے کی یہ ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حسی اور معنوی نور کا اصل ہیں۔

لہذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتہً نور ہیں جس کی تائید  
مفسرین متقدمین نے بھی فرمادی۔ اور جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نہیں تسلیم کرتا



وہ منکر قرآن مجید ہے۔ اور منکر رسالت بھی ہے۔ کیونکہ رسالت صفت ہے۔ اور صفت ذات کو مستلزم ہوتی ہے۔ اور جو شخص ذات نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل نہیں تو رسالت کا بطریق ادنیٰ منکر ثابت ہوا۔

درستو: اب تمہارا فیصلہ تم نے خود کرنا ہے۔ اگر قرآن شریف پر ایمان لانا ہے تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کر لو۔ اور اگر قرآن کریم کو پس پشت ڈالنا ہے تو اپنے جیسا بشر کہہ دو۔  
**بزرگان دین کا عقیدہ قد جاءکم من اللہ نور**

شرح شفا علی قاری ۱/۵ { قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ آيَةُ الْمُرَادِ بِالنُّورِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ }

شرح شفا ۲/۴۸ { (وَسَمَاءُ) اِی سَمِیَّ اللّٰهُ نَبِیَّتُهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُوْرًا فَقَالَ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَكِتَابٌ مُّبِیْنٌ قُلِ الْمُرَادُ بِالنُّوْرِ فِی لِسَانِ الدِّیْنِ الْخَفَاجِی } هَذِهِ الْآیَةُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ }

اس آیت کریمہ میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

**نور مصطفیٰ صلی علیہ وسلم کی تیسری دلیل قرآن کریم سے**

نور ۱۸ { ۵ } اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُّوْرِ مِشْكَوَةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمُنِيرُ فِي نُجَاةِ الزُّجَاةِ كَأَنَّمَا كَوَّكِبٌ دُرِّيٌّ

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اُسکے نور کی مثال مثل ایک طاق کی ہے جس میں چراغ ہو۔ اور چراغ قندیل میں ہو۔ گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا ہوا۔

اس آیت کریمہ میں صرف نور کا ذکر ہے اور ایک نور کا ذکر نہیں بلکہ دو نوروں کا ذکر ہے (۱) نور محیط (۲) نور محاط۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نور خداوندی کو محیط نہیں ہو سکتا۔ رب کریم کا نور



نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو محیط ہو سکتا ہے جتنا بچہ رب العزت نے فرمایا ہے۔

نساء ۵ { وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا اللہ تعالیٰ ہر شے کو محیط ہے۔

۱۸ { تو یہ آیت کریمہ اس امر کی دلیل ہوئی کہ کانتھا کو کب ڈرئی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور مصباح نور ربی ہے۔ جو آپ کے نور کو محیط ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور محیط کا بھی ذکر فرمایا۔ اور اپنے نور کا بھی۔

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا روشن کرنے والا ہے۔ اور ذات الہی بے مثل ہے بکسر کثیلہ شئی اس کی شان ہے اس لئے رب العزت نے اپنے نور کے سمجھانے کے لئے مثل نور سے علیہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔ رب العزت کے اس ارشاد مثل نور نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ثابت فرمایا جو کانتھا کو کب ڈرئی سے واضح ہے۔

سوال: مولوی صاحب کسی مفسر نے بھی اس آیت کے یہ معنی کتے ہیں۔ یا تمہاری اختراع ہے؟  
مجلد عمر، مفسرین متقدمین کی تفسیر میں بھی مذکور ہے۔ اگر کہو تو تسلی کرادی جائے۔

سائل: ضرور

مجلد عمر: سنیے!

## مثل نورہ کی تفسیر مفسرین کی زبانی

۱۸ { حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لَنَا حَدَّثَنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ

وَجَلَّ اللَّهُ مُنَورًا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ آيَةً فَقَالَ كَعْبُ اللَّهِ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُورِ

مِثْلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمِثْلُ نُورِ اللَّهِ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝

فرمان الہی کے متعلق حضرت ابن عباس نے کعب احبار سے دریافت فرمایا تو کعب نے

کہا یہ مثل نورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے۔



(۲) تفسیر ابن جریر { حدثنی علی بن الحسن الاندلسی قال ثنا یحییٰ بن الیمان عن اشعث بن جعفر بن المقیرہ عن سعید بن جبیر فی قولہ مثل نوره قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ مثل نوره کا مطلب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(۳) تفسیر نیشاپوری ۱۸/۹۳ { (مَثَلُ نُورِهِ) وَالشَّيْءُ نُورًا وَسِرَاجًا مَبْنِيًّا مَثَلُ نُورِهِ كَمَا

مطلب یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور سراج ہیں نورنیے والے (۴) تفسیر دُر منثور ۵/۴۹ { اخبرنا عبد بن حمید وابن جریر وابن المنور وابن أبي حاتم وابن

مرد و بن عبد بن عطیہ قال جاکو ابن عباس رضی اللہ عنہما الکعب الاحبار قال حدثنی عن قول اللہ آله نور السموات والارض مثل نوره قال مثل نوره مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کعب احبار کی طرف آئے اور کہا مجھے فرمائیے اللہ نور السموات والارض مثل نوره فرمان الہی کے متعلق کعب الاحبار نے کہا مثال نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

(۵) تفسیر خازن ۵/۶۳ { (مَثَلُ نُورِهِ) وَقَدْ هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۶) تفسیر معالم التنزیل { (مَثَلُ نُورِهِ) وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ وَالضَّحَّاكُ هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵/۶۳ { مثل نوره کے متعلق سعید بن جبیر اور ضحاک نے کہا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔



## بزرگان دین کی تفسیر مثل نورہ کے متعلق

شرح شفاء ۱۳۹  
شہاب الدین خفاجی

شرح شفاء الخفاجی  
۱۴۱  
قَالَ سَمِعْتُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَثَلُ نُورٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ مُسْتَرِدًّا عَائِي الْأَصْلَابِ  
سہل رضی اللہ عنہ نے کہا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال ہے۔ جب آپ پشتون میں مامون تھے۔

شرح شفاء الخفاجی  
۱۴۴  
أَنَّ نُورًا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي الْأَصْلَابِ قَبْلَ خَلْقِ جَسَدِهِ الشَّرِيفِ  
بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آباء کی پشتوں میں تھا۔ آپ کے جسم شریف کی پیدائش کے پیدا کرنے سے پہلے۔  
اس سے ثابت ہوا کہ آپ تمام مخلوق سے مقدم ہیں۔ اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ آپ نور صہی ہیں۔

## نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوٹی قرآنی دلیل

الصَّف ۲۸  
يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ  
نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ط  
یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنے مومنوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ اگر کفار بُرا منادیں۔



اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف دو نور بھیجے ہیں۔ ایک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا قرآن مجید۔ دونوں کے متعلق رب العزت نے اپنی نگہبانی کا ذمہ لیا۔ قرآن مجید کے متعلق فرمایا: **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** بے شک تم نے ذکر کو یعنی قرآن مجید کو نازل فرمایا۔ اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کا ذمہ بھی جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔ **وَاللَّهُ يُعَصِّمُكَ مِنَ النَّاسِ**۔ لوگوں سے آپ کو اللہ تعالیٰ بچالے گا۔ قرآن مجید قدیم اس کا مٹانا محال۔ لہذا اس آیت کریمہ میں نور اللہ سے مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔

**سوال:** اس مقام پر کسی متقدمین مفسرین نے بھی یہ معنی کئے ہیں۔ یا تم نے خود گھڑے ہیں۔

**مجلد عمر:** مفسرین کے حوالہ جات عرض کرتا ہوں۔

## مفسرین کی تائید

**تفسیر ابن جریر** ۲۸/۵۳

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرُهُ يُرِيدُ هَؤُلَاءِ الْقُلُوبَ ۝ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا سَاحِرٌ مُبِينٌ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ يَقُولُ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا الْحَقَّ الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَفْوَاهِهِمْ يَعْنِي يَقُولُ لَهُمْ إِنَّهُ سَاحِرٌ وَمَا عَاءَ بِهِ سِحْرٌ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ يَقُولُ وَاللَّهُ مُعَلِّنُ الْحَقِّ وَمُظْهِرُ دِينِهِ وَنَاصِرُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى مَنْ عَادَا ۚ فَذَلِكَ أَشْمَامُ نُورِهِ ۝

یہ کفار ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اپنے مومنوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ گو کفار برا منادیں۔



اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کا ارشاد فرماتا ہے کہ یہ ارادہ رکھتے ہیں۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ صاف جادو گر کہنے والے ہیں۔ تاکہ اللہ کے نور کو زبانی زبانی بجا دیں۔ رب کریم فرماتا ہے۔ یہ کفار ارادہ رکھتے ہیں تاکہ حق کو مٹا دیں زبانی جس کے ساتھ جو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی اپنی باتوں سے کہ وہ جادو گر ہے۔ اور جس چیز قرآن کریم کو لایا ہے جادو ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے اللہ تعالیٰ حق کا اعلان کرنے والا ہے۔ اور اپنے دین کو غالب کرنے والا ہے اور محمد علیہ السلام کا مددگار ہے۔ ایسے شخص کے خلاف ہے جو آپ کا دشمن ہو۔ تو یہ ہے اس کے نور کا پورا کرنا۔ رب العزت نے ان دونوں آیتوں میں ان لوگوں کا رد فرمایا جو اپنی زبانوں سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

- ۱۔ یُرِيدُونَ فرمایا کہ یہ کفار ارادہ رکھتے ہیں تَرِيدُونَ صبیغہ خطاب سے نہیں فرمایا تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ کے نور کے خلاف مسلمانوں کا عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ کفار کا عقیدہ ہے۔
- ۲۔ یُرِيدُونَ فرمایا لُطْفِيُونَ نہیں فرمایا۔ فرمایا ان کا ارادہ ہے بچانے کا یہ نہیں فرمایا کہ یہ بچاتے ہیں۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ رب العزت کے سِرَاجًا مُبِينًا اور نور اللہ کو بچانے کی کسی کو طاقت نہیں۔ منکرین کا محض اپنا ارادہ ہی ہے نور اللہ کو بچا نہیں سکتے۔
- ۳۔ اس آیت سے صاف واضح ہو گیا کہ جو شخص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا زبانی منکر ہے وہ خداوند کریم کے اتمام نور کے خلاف بچانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ حامی نور نہیں تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا زبانی انکار کرنا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مخالفت نہیں۔ بلکہ رب العزت کی بھی مخالفت ہے۔
- ۴۔ اس فرمان خداوندی سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ زبان سے بھی اقرار کرے۔ تو ایمان ہے۔ اور طاعت خداوندی ہے۔ ورنہ خداوند کریم کا دشمن ہے اور منکر خداوند کریم اور منکر رسول کریم ہے۔



- ۵۔ نور اللہ آیت ربانی سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور اللہ ہیں
- ۶۔ واللہ متیم نور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے یعنی نور اللہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ عالمین میں پورا پھیل کر بھی چھوڑے گا۔
- ۷۔ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ سے صاف فیصلہ فرمادیا کہ جو شخص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کو برا منائے وہ جماعت کفار سے ہے۔ یہ رب العزت نے منکر نور کو حجت تمام کرنے کے بعد آخری فتویٰ کفر جبر دیا۔

## نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں قرآنی دلیل

والضُّمَّةُ وَاللَّيْلُ إِذَا سَجَىٰ ۖ قَسَمَ هُوَ حُضُورَ آيَةِ رُخِ النُّورِ  
والضُّمَّةُ ۳ { کی۔ اور قسم ہے آپ کی سیاہ زلفوں کی جب لٹکی ہوئی ہوں۔

## تفسیر سے ضحیٰ کی تحقیق

تفسیر کبیر { هَلْ أَحَدٌ مِنَ الْمُنْكَرِينَ فَشَرَّ الضُّمَّةِ بَوَاحٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَاللَّيْلُ بِشَعْرَةٍ (وَالْجَوَابُ) نَعَمْ وَلَا اسْتِعَادَ فِيهِ ط  
۵۹۶ کیا ذکر کرنے والوں سے کسی نے ضحیٰ کی تفسیر رخ نور مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے۔ اور لیل سے مراد آپ کے بال مبارک کی تفسیر کی ہے؟  
الجواب:۔ ہاں اس میں کوئی بعد نہیں۔

لَا اسْتِعَادَ فِيهَا يَذْكُرُهُ النَّوَاعِظُ مِنْ تَشْبِيرٍ وَخَبَرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالضُّمَّةِ وَشَعْرَةٍ بِاللَّيْلِ ط  
تفسیر نیشاپوری { بعید نہیں ہے۔ اس بات میں کہ اس کو ذکر کرتا ہے۔ واعظ مصطفیٰ  
۱۰۷



مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کی تشبیہ ضحیٰ کے ساتھ دیتا ہے۔ اور آپ کے بال مبارک کو داللسیل سے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیتہ کریمہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کو ضحیٰ فرمایا اور ضحیٰ سورج کو مستلزم ہے۔ رب العزت کے ضحیٰ فرمانے سے آپ کے سورج ہونے کی توثیق ہو گئی۔ اور ضحیٰ سورج کے پورے طلوع کے وقت ہوتا ہے۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کو رب العزت نے ضحیٰ فرما کر آپ کے حقیقتہ نور ہونے کا ثبوت دے دیا۔ آپ جن کو آپ کے انوار کی تجلیات کی کرنیں پہنچتی ہیں وہ آپ کے نور ہونے کے قائل ہیں۔ دن کی روشنی کو نہ دیکھنے والا جیسا کہ سورج کی روشنی سے محروم ہے ایسے ہی منکر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نور سے محروم ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا الْإِلْبَاحُ الْمُبِينُ ۝۷

## مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی قرآنی دلیل

توبہ ۱۰۱ {يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نَوَارِدَ اللَّهِ يَا قَوْمِ أَهْمُؤُا بِأَبَى اللَّهِ إِلَآ أَن يُسَيِّمَ لَكُمْ ءَنفُسَكُمْ وَءَكْوَاكِرَءَ الْكَافِرِينَ ؕ}

لوگ ارادہ رکھتے ہیں یہ کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ زبانی زبانہ۔ اور مخالف ہے اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں کے منکر یہ کہ اپنے نور کو پورا ہی کرے گا۔ گو کفار برا منائیں۔ اس آیتہ کریمہ میں رب العزت نے پانچ ارشادات کی وضاحت فرمائی۔

- ۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ فرمایا۔
- ۲۔ جو آپ کے نور اللہ ہونے کے منکرین ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مخالف ہے۔
- ۳۔ اللہ تعالیٰ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری مخلوق میں پھیلا کر بھی رہے گا۔

۴۔ زبانی انکار نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجھا نہیں سکتا۔



۵۔ جو نور اللہ یعنی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلیم کرنے سے کراہیت کرتے ہیں۔ ان پر رب العزت نے فتویٰ کفر ثبت فرمایا۔

ثابت ہوا پہلے کفار نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کا مخالف ہوا اور منکرین نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ فرماتے ہوئے آپ کی بشریت کو نہیں نوازا۔ بلکہ آپ کی نورانیت کو ساری مخلوق میں پھیلانے کا دعویٰ فرمادیا کہ تم میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو بھانے کا ارادہ رکھتے ہو تو خداوند تعالیٰ ساری مخلوق میں پورا کرنے کا تہیہ کر چکا ہے۔

اے ایمان والو! اب تم خود سوچو کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھاننے والے کامیاب ہوئے یا رب العزت نے اپنے نور کو پورا فرمایا اور دنیا میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا چمکایا کہ اب کئی حاسدین جلتے ہیں۔ اور اس ابتداء کا سابق **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَذَكَرَ مِصْطَفَىٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ** بیان فرماتے ہوئے **يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ** کفار کے ارادوں کو ظاہر فرمایا۔ اور ان کے مقابلے میں اپنی مخالفت کا اظہار کر کے **رَسُولَهُ** کے متعلق بھی تعالٰیٰ خداوندی و کفار **رَسُولَهُ** کی حقیقت کا اظہار نور اللہ سے بیان فرمایا۔ اور دلیل فرمائی کہ **رَسُولَهُ** کا بھانا محال ہے۔ کیونکہ نور اللہ کا اطفاء کفار سے محال ہے۔

ظاہر نص سے جب آیت خداوندی کے معنی سیاق و سباق کلام سے آپ نور اللہ ثابت ہو گئے۔ اب مفسرین کی زبانی تسلی کر لیجئے۔

## نور اللہ مفسرین کی زبانی

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ ابْنُ حَتَّامٍ عَنْ  
الضَّمَّالِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَوْلِهِ يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ  
اللَّهِ يَقُولُ يُرِيدُونَ أَنْ يُهْلِكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

تفسیر درمنثور

۳  
۲۳۱



ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ فرمانِ خداوندی یُریدُونَ اَنْ یُّطْفِئُوا نُورَ اللّٰہِ کے متعلق فرماتے تھے کہ کفار ارادہ رکھتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کر دیں۔

تفسیر نسفی ۲/۹۴ یُریدُونَ اَنْ یُّطْفِئُوا نُورَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَا اللّٰہُ اِنَّا کُنَّیْمٌ نُّورًا وَکَوْنُ الْکُفْرِ مَثَلُ خَالِمْ فِیْ طَلِبِهِمْ اَنْ یُّطْلُوْا

تفسیر کشاف ۲/۱۴۹ بِنَبْوَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْذِیْبِ بِحَالِ یُریدُونَ یُتَفَعُّ فِیْ نُورِ عَظِیْمٍ مُّثَبَّتٍ فِی الْاُفَاقِ یُریدُ اللّٰہُ اَنْ یُّزِیْدَ

یُریدُونَ اَنْ یُّطْفِئُوا

نور اللہ کی شرح میں کفار کی حالت کی مثال ان کے ارادوں کے متعلق یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو جھٹلا کر مٹا دیں۔ اس شخص کی حالت کے ساتھ جو ارادہ کرتا ہے یہ کہ ایسے نورِ عظیم میں پھونک ماری جاوے۔ جو تمام آفاق میں مثبت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ اس نورِ عظیم کو بڑھائے۔

اس قرآنی تفسیر سے ثابت ہوا نور اللہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے اور کفار اس نورِ عظیم میں پھونک کر بھجانا چاہتے ہیں۔ جب نبوت نور ہے۔ تو جس وجود میں نور ساری ہے وہ ضروری ہے کہ وجود نور ہی ہے۔ ہَذَا کُمْ اَمَلٌ

## مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتویں دلیل

سورہ نجم ۲۶ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی

قسم ہے ستارے کی جب چڑھ کر اتر آئے۔

نجم روشن ہوتا ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نور ہیں۔ اسی لئے آپ کی



ذاتِ نجی حقیقت والی کی رب العزت نے قسم کھائی۔ یہ آیت میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی ساتویں قرآنی دلیل ہے۔

## تفاسیر

تفسیر خازن ۲۱۲ {۶} النجم هو محمدٌ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ستارہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر معالم التنزیل ۲۱۲ {۶} قَالَ جَعْفَرُ الصَّادِقُ يَعْنِي مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

تفسیر الصادق ۱۳۵ {۴} النجم هو محمدٌ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تفسیر محی الدین ابن عربی {۱} قسم کھاتا ہوں میں نفسِ محمدیہ کی۔ نجم کے معنی ستارے کے

۱۳۷ اور رب کریم نے نجم سے مراد نفسِ محمدیہ مراد لیا۔ تو آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ ستارہ نوری ہوتا ہے۔ تو آپ بھی نور ہیں۔ تو رب العزت نے نجم فرمایا۔ اگر آپ نور نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو النجم کا خطاب نہ فرماتا۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو النجم کا خطاب فرما کر آپ کے نور ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

## انعام ایک صد روپیہ

اس شخص کو دیا جائے گا۔ جو کسی شخص کے متعلق حتیٰ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو یا ملائکہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے سراجاً منیراً یا نجم یا نور اللہ یا ضحیٰ یا قمر کے خطاب سے نوازا ہو۔ اگر نہیں تو توبہ کرو۔ اور ساری مخلوق سے میرے پیارے محبوب مصطفیٰ



صلی اللہ علیہ وسلم کی نور و منور تسلیم کر لو۔

## حافظ محمد لکھوی کی شہادت

تفسیر محمدی ۳۸

جعفر صادق کہے مراد محمد محبوب سے آیا  
جاں شب معراج اسمانوں لٹھا طرف زمین سدھایا

- ۱۔ اُنّی بِالْبَرّاقِ بَرّاق لایا گیا کہ یہ بھی وہی بَرّاق تھا یا حقیقی۔ اگر وہی تھا تو قصہ ہی ختم ہو گیا۔ اگر حقیقی تھا تو کیا روح کے لئے بَرّاق لایا گیا؟
- ۲۔ خواب میں رب العزت القا کرتا تھا۔ یا جبریل؟ اور جبریل دو ہیں یا ایک؟ اگر ایک ہے تو جمع جسم تشریف لے گئے۔

## مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں قرآنی دلیل

۳۰۔ لَا أَقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ لِتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۖ

قسم کھاتا ہوں میں سُرخنی کی اور قسم کھاتا ہوں رات کی۔ اور وہ جو جمع کیا اس نے اور قسم ہے چاند کی جب پورا ہوا ضرور آپ چڑھیں گے آسمان پر یکے بعد دیگرے۔

۸۔ تفسیر کبیر ۵۱۶ ذَالِكَ بَشَارَةٌ لِّمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصُعُودِهِ إِلَى السَّمَاءِ (۱) لِمُشَاهَدَةِ مَلَائِكَتَيْهَا وَاجْلَالِ الْمَلَائِكَةِ إِيَّاهُ فِيهَا وَ الْمَعْنَى لِتَرْكَبُنَّ يَا مُحَمَّدُ السَّمَوَاتِ طَبَقًا عَن طَبَقٍ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى سَبْعَ سَمَوَاتٍ طَبَاقًا وَقَدْ فَعَلَ اللَّهُ ذَالِكَ لِكَلَّةِ الْإِسْرَاءِ وَهَذَا الْوَحْدُ مَرْوِيٌّ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ

اس آیت کریمہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت ہے آپ کے



(٣) تفسير ابن جرير { حد ثنا بشر ثنا يزيد قال ثنا سعيد عن قتادة قال قال الحسن  
وَأَبُو الْغَالِيَةِ لَتَرْكِبَنَّ يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَبَقًا عَنْ  
طَبَقِ السَّمُوتِ } ٣٠  
٤٨



حسن اور ابو العالیۃ نے کہا لَتَرْکِبَنَّ یعنی ضرور آپ چڑھیں گے! اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم طبقاً عن طبق سے مراد تمام آسمان ہیں۔ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تمام آسمانوں پر ضرور چڑھیں گے۔

(۴) تفسیر ابن جریر { حدیثنا ابن حمید قال ثنا مهران عن سفیان عن جابر عن ابی الضحی عن مسروق

لَتَرْکِبَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ قَالَ اَنْتَ يَا مُحَمَّدُ سَمَاءٌ عَنْ سَمَاءٍ

مسروق سے روایت ہے کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف یکے بعد دیگرے سب پر ضرور چڑھیں گے۔

وَالْمَعْنَى لَتَرْکِبَنَّ يَا مُحَمَّدُ رَطَبًا عَنْ طَبَقٍ (یعنی سَمَاءٌ بَعْدَ سَمَاءٍ وَقَدْ

فَعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ مَعَهُ لَيْلَةً أُسْرَىٰ بِهِ فَاَصْعَدَهُ سَمَاءً بَعْدَ سَمَاءٍ

اور معنی لَتَرْکِبَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ سے مراد ہیں کہ یکے بعد دیگرے آسمانوں

پر آپ ضرور چڑھیں گے۔ اور آپ کے ساتھ رب کریم نے معراج کی رات ایسے ہی کیا تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکے بعد دیگرے آسمانوں پر چڑھایا۔

وَاَخْرَجَ الطيالسی وعبد بن حمید وابن ابی حاتم والطبرانی عن ابی

عباس لَتَرْکِبَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ قَالَ يَا مُحَمَّدُ السَّمَاءُ طَبَقًا بَعْدَ طَبَقٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یکے بعد دیگرے تمام آسمانوں پر ضرور چڑھیں گے۔

وَاَخْرَجَ عبد بن حمید وابن المنذر والحاکم فی الکنی وابن مندہ فی غرائب

شعبہ وابن مردویه والطبرانی عن ابن مسعود اَنَّہ لَتَرْکِبَنَّ طَبَقًا

عَنْ طَبَقٍ قَالَ لَتَرْکِبَنَّ بِالنَّصْبِ يَا مُحَمَّدُ سَمَاءً بَعْدَ سَمَاءٍ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے لَتَرْکِبَنَّ نَصْبًا

پڑھا ہے یعنی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ضرور یکے بعد دیگرے تمام آسمانوں پر چڑھیں گے۔



(۸) تفسیر ابن عباس [يُقَالُ لَتَرْكَبَنَّ يَا مُحَمَّدُ لَتَصْعَدَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ يَقُولُ مِنْ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ لَيْلَةً مَعْرَجًا] ۳۸۵

کہا گیا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور چڑھیں گے آپ طبقے طبقے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف معراج کی رات۔

لَتَرْكَبَنَّ آپ کے آسمانوں کے چڑھنے کے واقعہ کو بیان کرنا اور اس کے پہلے شفق اور لیل اور وسق اور قمر کے پورے ہونے کی قسمیں کھانا ثابت کر رہا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صعود الی اسما کے وقت بالشفق سے سرخی کی قسم کھانا یہ سرخی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کی ہے۔ اور لیل سے آپ کی زلف عنبریں مراد ہیں۔ اور ما وسق سے آپ کا ان کو لکھے کر کے پھیلی طرف گنگھی کر کے اکٹھا کرنا مراد ہے۔ اور قمر سے رُخ انور مراد ہے۔ جب آپ کی زلف لیلیٰ رُخ انور سے پیچھے نہیں تو رُخ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکا بطلب یہ ہوا رب العزت فرماتا ہے قسم کھاتا ہوں میں آپ کے رُخ انور کی سرخی کی اور قسم کھاتا ہوں میں آپ کی زلف لیلیٰ کی اور قسم ہے اس لوا کی جب آپ نے زلفوں کو گنگھی سے رُخ انور سے پیچھے ہٹا کر اکٹھا کیا۔ اور بعد ازاں قسم ہے پورے رُخ انور کی۔ جو چاند کی چودھویں کی طرح نمودار ہوا۔ آپ آسمانوں کو یکے بعد دیگرے ضرور چڑھیں گے۔ تَوَدَّ الْقَمَرُ إِذَا انْتَسَقَ سے آپ کے رُخ انور کو قمر فرمایا یہ بھی آپ کے زوری ہونے کی بین دلیل ہے

## نویں ستارانی دلیل

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ النُّجْمُ الثَّاقِبُ

قسم ہے آسمان کی اور چمکنے والے کی۔ اور کس نے آپ کو کو یا کہ طارق کسے کہتے ہیں طارق چمکنے والے ستارے کو کہتے ہیں۔

نَسِيمُ الرِّيَاضِ [إِنَّ النُّجْمَ هُمَّنَا أَيْضًا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]



اللہ تعالیٰ نے نجم سے مراد یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کو رب کریم کا نجم سے یاد فرمانا یہ بھی آپ کے پورے وجود مبارک کے نوری ہونے کی یقینی دلیل ہے۔

## نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دسویں قرآنی دلیل

النجم ۲۰۶  
شَمَرَدَنِي فَتَدَنِي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ  
پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے تو رب کریم نے استقبال کیا تو ہو گئے دو کمانوں کے گوشے کی مقدار یا اس سے بھی قریب۔

## معراج جسمانی اور ملاقات خداوندی کا ثبوت ابن تیم کا فیصلہ

زاد المعاد ابن تیم ۸۶  
شَمَرَدَنِي فَتَدَنِي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ  
عَزَّ وَجَلَّ وَحَدَّ فَمَخَاطِبًا وَفَرَضَ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَكَانَ ذَلِكَ مَرَّةً  
وَاحِدَةً هَذَا أَصَحُّ الْأَقْوَالِ  
پھر چڑھایا گیا آپ کو آسمانوں کے اوپر کی طرف مبعہ جسم و روح اللہ عزوجل کی طرف تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ مخاطب ہوا۔ اور فرض کی گئی آپ پر نماز اور یہ ایک دفعہ ہی واقعہ ہوا۔ یہ سب سے صحیح قول ہے۔

## حافظ محمد صاحب لکھوی کا فیصلہ

تفسیر مجدی ۴  
پاکٹر کہن جوچہ بیداری بخشے نال سدھکا : اینویں بہت صحیح حدیثیں متواتر بھی لیا



سورہ اسری ۱۵ {سُبْحَ الَّذِي أَسْرَىٰ يَعْبُدُ}

اپاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔  
لفظ عبده سے صاف ثابت ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روح بمع جسم تشریف لے گئے۔ کیونکہ لفظ عبد روح بمعہ جسم پر بولا جاتا ہے۔

اور سورہ وانجم میں بھی اُدْحٰی اِلٰی عِبْدِہ مَا اُدْحٰی مِیْن اِلٰی عِبْدِہ فرمایا۔ تاکہ آسمانوں کے اوپر بھی آپ کا تشریف لے جانا روح بمعہ جسمیت ثابت ہو جائے۔

بخاری شریف ۱۲۰ {فَعَلَّاهُ إِلَى الْجَنَّةِ}

تو اوپر لے گئے جبریل علیہ السلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبار کی طرف :-

تفسیر نیشاپوری ۱۵ {وَاَعْلَمَ أَنَّ الْأَكْثَرِينَ مِنْ عُلَمَاءِ الْإِسْلَامِ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ أَسْرَىٰ بِجَسَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَقْلُونَ عَلَى أَنَّ مَا أَسْرَىٰ إِلَّا بِرُوحِهِ}

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر علمائے اسلام متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم کے ساتھ سیر کرائی گئی اور قلیل اس بات پر ہیں کہ صرف آپ کے روح کو سیر کرائی گئی۔

جسم پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش معلیٰ تک سیر کرنا رب کریم کو سیر کرانا یہ بھی آپ کے وجود لوری ہونے کی دلیل یقینی ہے۔

تفسیر ابن جریر ۲۴ {أَحَدُ ثَنَائِبِ حَسِيدٍ قَالَ ثَنَاءُ مِصْرَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ الرَّبِيعِ ثَمَّ دَنَىٰ فَتَدَنَّى الرَّبُّ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَدَنَّى}

ربیع سے روایت ہے فرمان الہی ثَمَّ دَنَا پھر قریب ہوئے آپ تو اس نے نزول فرمایا کہا کہ وہ جبریل علیہ السلام ہیں اور بعض حضرات نے کہا ہے بلکہ اس کے معنی ہیں ثَمَّ دَنَى الرَّبُّ مِنْ مُحَمَّدٍ پھر رب کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا۔ فَتَدَنَّى پھر اللہ نے نزول فرمایا۔



تفسیر ابن جریر ۲۷ { حدیثنا احمد بن عیسیٰ التمیمی قال ثنا سیکان بن عمرو یسار قال ثنا  
ابو عن سعید بن زوفی عن عمرو بن سلیمان عن عطاء عن ابن عباس  
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربي في أحسن صورة فقال لي يا محمد هل  
تدري فيم يختصم الملاء الأعلى فقلت لا يا رب فوضع يده بين كفتي فوجدت  
بردًا بين شدي فعلمت ما في السماء والأرض

حضرت ابن عباس سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے  
اپنے رب کو بہت اچھی صورت میں دیکھا۔ تو مجھے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو  
جانتا ہے کس چیز میں ملائکہ جھگڑا کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا نہیں اے رب میرے۔ تو رب العزّة  
نے اپنا دست پاک میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا۔ تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے  
سینے میں پائی تو جو شئی آسمانوں اور زمینوں میں تھی مجھے معلوم ہو گئی۔

گیارہویں قرآنی دلیل

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب کریم کو آنکھوں دکھینا اور قریب ہونا

تفسیر ابن جریر ۲۷ { حدیثنا مهران بن سفیان عن أبي اسحق عن سمع ابن عباس بن یقول  
ما كذب الفؤاد ما رأى قال رأى محمدٌ ربّه  
حضرت ابن عباس سے روایت ہے فرماتے تھے فرمان الہی ما کذب  
الفؤاد ما رأى کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

تفسیر ابن جریر ۲۷ { حدیثنا سعید بن یحییٰ قال ثنا ابو قال ثنا محمد بن عمرو عن ابی سلمہ  
عن ابن عباس في قول الله ولقد رآه نزلةً أخرى عند سيد  
الملك قال دني ربي فتداني فكان قارب قوسين أو أدنى فأوحى إليّ اعبده ما أوحى  
قال قال ابن عباس قد رآه النبي صلى الله عليه وسلم



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمان الہی قَلَقَدَرْنَا نَزْلَةَ الْخُزْیٰی سے تا فَاَوْحٰی  
اِلٰی عَبْدِهِ مَا اَوْحٰی فرمایا حضرت ابن عباس نے ضرور دیکھا رب کریم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
تفسیر نیشاپوری ۳۳ [۲۷] تَجَلَّى لِلْجَبَلِ لَکِنَّ السِّدْرَ کَانَتَ اَقْوَمٰی مِنَ الْجَبَلِ وَمُحَمَّدٌ  
صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اَثْبَتُ مِنْ مُوسٰی فَلَمَّا تَضَطَّرَّبَ الشَّجَرَةَ وَلَمْ یُضَعِّقْ مُحَمَّدٌ  
صلی اللہ علیہ وسلم

اور تمام محققین کا عقیدہ ہے کہ سدرۃ المنتہی پر اللہ تعالیٰ کے انوار روشن ہوئے۔  
جیسا کہ کوہ طور پر روشن ہوئے لیکن سدرہ کوہ طور سے زیادہ قوی تھا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت  
موسے علیہ السلام سے زیادہ ثابت قدم رہے۔ اور سدرہ بھی بے قرار نہ ہوا۔ اور نہ ہی محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہوئے۔

تفسیر نیشاپوری ۳۳ [۲۷] وَذَهَبَ بَعْضُهُمْ اِلٰی اَنَّ اللَّامَ لِلْجِنْسِ اِمَّا مَا نَزَاعَ بَصَرَهُ اَصْلًا  
اِنِّ ذَالِکَ الْمَوْضِعِ حِکْمَةٌ وَّاجْلَالًا  
بعض اس طرف گئے ہیں کہ لام جنس کے لئے ہے۔ یعنی اس مقام پر مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی آنکھ ہیبت اور رعب خداوندی سے بالکل نہیں مڑی۔

**مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند کریم کو آنکھوں سے دیکھا**

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ

سورہ اسری ۱۵ [۱] پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی

اس آیت کریمہ صراحتہ النص سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ  
کو سیر کرائی۔ جب خداوند کریم نے آپ کو سیر کرائی تو زیادہ لازمی ہے کہ  
خداوند کریم نے آپ کو اپنی زیارت بھی کرائی۔



کتاب الاسماء و الصفات للبیہقی { ثُمَّ عَلَیْهِ فَمَا لَا یَعْلَمُ اَخَذَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی حَتّٰی جَاءَ بِهِ اِلٰی  
سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَ دَنَا الْجَبَّارُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فَتَدَلّٰی حَتّٰی  
۳۱۱

کَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلَیْهِ مَا شَاءَ  
جبرئیل پھر آپ کو بلندی پر لایا آپ نے فرمایا اس مقام پر جو اللہ کے سوا کوئی نہیں  
جانتا حتیٰ کہ لایا آپ کو سدرۃ المنتہی پر اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ کے  
قریب ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نزول فرمایا۔ حتیٰ کہ آپ دو کمانوں کے گوشے کی مقدار  
رب العزت کے قریب ہوئے۔ یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ تو رب العزت نے آپ  
کی طرف جو چاہا وحی کی۔

کتاب الاسماء و الصفات ۳۱۲ { قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ رَاَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ  
حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رب العزت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا

ترمذی شریف ۲ { حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ بْنُ یَحْیٰی ابْنُ کَثِیْرٍ  
الغیری ناسلم ابن جعفر عن الحكم بن ابان عن عكرمة عن ابن عباس  
قَالَ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ قُلْتُ أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُولُ لَا تُدْرِكُهُ الْبَصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ  
الْبَصَارَ قَالَ وَیَحْكُ ذَٰلِكَ اِذَا تَجَلَّى بِسُوْرِهِ الَّذِیْ هُوَ نُورُهُ وَ قَدْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ  
مَرَّتَیْنِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَهُوَ یُدْرِكُ الْبَصَارَ

فرمایا افسوس ہے تجھ پر اس کو تو نہیں سمجھا جب اس کا نور روشن ہوا تو وہ نور خداوندی  
ہی تو تھا۔ اور ضرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دودفعہ دیکھا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ترمذی شریف ۲ { حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدِ الْاُمَوِیُّ نَابِیْ نَاحِدٌ عَنْ  
ابی سلمة عن ابن عباس فی قولٍ وَلَقَدْ رَاَهُ نَزْلَةً اُخْرٰی عِنْدَ

سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی فَاَوْحٰی اِلَیْهِ مَا اَوْحٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
قَدْ رَاَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ



حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وَلَقَدْ آتَاهُ سِزْلَةً  
أُخْذِي عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ فَرَمَانِ الْهِبَىٰ كَمَا مَتَّعْتُهُ تَوْحُفَ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمْ يَفْرَمَا يَضْرِبُ  
نَبِيَّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّ كَرِيمٍ كَوْدِي كَمَا.

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار  
الہی ہوا۔ اور آپ نے خداوند کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

بخاری شریف ۱۱۲۰ [ثُمَّ عَلَّاهُ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُونَ إِلَّا اللَّهُ حَتَّىٰ جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَىٰ وَ  
دَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّىٰ كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ

أَوَدَانِي فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِ فِيمَا يُوْحَىٰ

پھر لے گیا وہ آپ کو اس کے اوپر اس مقام کے جس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔  
حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ آگیا۔ اور آپ جبار رب العزت کے قریب ہو گئے۔ پھر نزول فرمایا حتیٰ کہ  
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو کمانوں کے گوشوں کے قریب ہو گئے۔ یا اس سے بھی  
قریب تو اللہ تعالیٰ آنے آپ کی طرف وحی کی۔ جو وحی کی گئی۔

مسلم شریف ۹۹ [أَحَدُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَامِعًا ذِي هِشَامٍ قَالَ نَابِئًا وَحَدَّثَنِي حُجَّاجُ  
بِزَالِ الشَّاعِرِ قَالَ نَاعِظُ بْنُ مَسْلَمٍ قَالَ نَاهِمًا مَكْلَاهِمًا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بِزْنَتِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهُ فَقَالَ عَنْ  
أَبِي شَيْبَةَ كُنْتُ تَسْأَلُهُ قَالَ كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ فَتَدَلَّى سَأَلْتُهُ  
فَقَالَ رَأَيْتُ نُورًا

عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے فرمایا میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو کہا اگر میں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے ایک سوال کرتا۔ تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس چیز کے متعلق  
تو سوال کرتا؟ تو اس نے کہا میں آپ سے سوال کرتا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ ابو ذر رضی اللہ  
عنہ نے فرمایا کہ میں نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا میں نے نور کو دیکھا ہے۔



اس حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہوا کہ میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

تفسیر درمنثور ۱۲۳ [واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردويه عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله ثم دني فتدلى قال هو محمد صلى الله عليه وسلم دنا فتدلى الى رب عز وجل]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دنی فتدلی کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ قریب ہوئے تو اپنے رب کی طرف نزول فرمایا۔

قرب خداوندی سے جبریل السلام کا عاجز رہنا

اور میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرب ہونا

تفسیر نیشاپوری ۲۷ [وَذَا لِكَ أَنَّ جِبْرِيلَ تَخَلَّفَ عَنْهُ فِي مَقَامٍ لَوْ دَنَوْتُ أَمَلَةً لَا حُتِرْتُ ثُمَّ عَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ]

اور اس کا بیان یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اس مقام سے کہ اگر میں ایک پورا بھی آگے قریب جاؤں تو میں جل جاؤں۔ پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دربار خداوندی سے جبریل کی طرف واپس لوٹے۔

تفسیر صاوی ۳۳۸ [فَعِنْدَ ذَلِكَ تَأَخَّرَ جِبْرِيلُ فَقَالَ لَهُ أَهْنًا يَفَارِقُ الْخَلِيلُ خَلِيلَهُ]

نورجی و تلاشیئت لشدّة الانوار وظهورها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فإني رأيت ربّي ورايتُ بعيني بصري وأوحى إلي عبي ما أوحى

تو اس مقام پر جبریل علیہ السلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ تو حضرت



تفسير منشور ١٢٣ } وأخرج ابن جرير وابن مردويه عن ابن عباس رضي الله عنهما  
في قوله شَرَدْنَا قَالَ حَمَّا سَرَبْنَا فَتَدَلَّى

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمان الہی تُمَّ ذُنُی کے متعلق تو آپ نے فرمایا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قریب ہوئے تو اس نے نزول فرمایا۔

تفسیر قرآن منثور ۶ { وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي السَّنَةِ وَالْحَكِيمُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ النَّوْصَرَ الْأَعْظَمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کہ میں نے نورِ اعظم کو دیکھا۔

تفسیر درمنثور ۱۲۳ { وَاَخْرَجَ ابْنَ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ قَالٍ سَلَامًا مُحَمَّدًا رَبًّا  
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اپنے رب کو دیکھا۔

تفسیر منشور ۶ { و اخرج ابن مردويه عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم  
 رأى اى ربته بعينه

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا  
 وَأَخْرَجَ الطَّبْرَاتِيَّ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى  
 تَفْسِيرُ مَنَشُورِ ۱۲۳ رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بِبَصَرِهِ وَمَرَّةً بِفَوَائِدِهِ ۔



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا۔ ایک دفعہ اپنی آنکھوں سے اور ایک دفعہ اپنے دل کی آنکھوں سے۔

**تفسیر منشور ۱۲۴** [وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَنُهُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللَّهِ وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُمْ غَرًّا وَحَلَبًا]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمان الہی وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ضرور دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو۔

**تفسیر منشور ۱۲۴** [وَأَخْرَجَ نَسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَلْتَعْجَبُونَ أَنْ تَكُونَ الْخُلَّةُ لِابْرَاهِيمَ وَالْكَلَامُ لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرُّؤْيَا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رب کریم کی دوستی ہو۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام ہو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار ہو۔

**تفسیر منشور ۱۲۴** [وَأَخْرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُمَا] عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

**تفسیر خازن ۱۰۷** [فَقَالَ مُوسَى رَبِّ لِمَا ظَنُّ أَنْ يَرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ ثُمَّ عَلَّاهُ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ حَتَّى جَاءَ سِدْرَةً أَمْنَةً وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى فَكَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَوةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتَّى بَلَغَ مُوسَى فَاجْتَنَبَهُ مُوسَى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَمِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَمِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَوةً كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا]



لَسْتَ طِيعُ ذَالِكَ فَأَرْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ فِي ذَالِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ نَعْمَ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا  
بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ تَعَالَى

تو فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اے رب میرے میرا خیال تھا کہ مجھ پر کوئی  
بلند نہیں کیا جاوے گا۔ پھر آپ اس سے بھی زیادہ بلند ہوئے۔ جو اللہ کے سوا اس مقام  
کو کوئی نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لائے۔ اور جبار کے قریب ہوئے پھر  
رب العزت نے نزول فرمایا تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت سے دو کمانوں کے  
گوشوں کی برابر قریب ہوئے۔ یا اس سے زیادہ قریب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی۔ اس  
وحی سے ایک مسئلہ آپ کی امت پر پچاس نمازوں کا ہے۔ ایک دن رات میں۔ پھر آپ  
واپس تشریف لائے۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ تو حضرت موسیٰ  
علیہ السلام نے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا۔ پھر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے  
رب نے آپ سے کیا عہد و پیمان کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن رات میں  
پچاس نمازوں کا وعدہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور آپ کی امت اس  
بوجھ کو نہیں اٹھا سکے گی۔ واپس تشریف لے جائیے اور اپنے رب سے اپنے اور اپنی امت  
کے بوجھ کو ہلکا کر لیجئے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کی  
طرف توجہ فرمائی۔ گویا کہ آپ اس سے اس میں مشورہ لیتے ہیں۔ تو جبریل علیہ السلام  
نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ ہاں اگر آپ کا ارادہ ہو! تو آپ رب کریم کی طرف  
بلند ہوئے۔

ان تمام حوالہ جات سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خداوند کریم کی طرف  
جاننا ثابت ہوا۔ اور آپ کا خداوند کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا ثابت ہوا۔



نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بین دلیل ہے

زرقانی ۴۴ { تَوْرًا كَمَا قَالَ ابْنُ سَبْعٍ وَقَالَ زَيْنٌ لْغَلْبَةِ انْوَارٍ قِيلَ وَحِكْمَتُهُ  
ذَلِكَ صِيَانَتُهُ عَنْ يَطَأَ كَا فِرْعَوْنَ عَلَى ظِلِّهِ وَاطْلَاقُ الظِّلِّ عَلَى الْقَمَرِ فَجَانِبًا لِأَنَّهُ إِنَّمَا  
يُقَالُ لَهُ ظُلْمَةُ الْقَمَرِ وَنُورُهُ وَفِي الْمَخَارِظِ ظِلُّ اللَّيْلِ سَوَادُهُ لِأَنَّ الظِّلَّ حَقِيقَتُهُ  
ضَوْءٌ شُعَاعُ الشَّمْسِ دُونَ السَّوَادِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ ضَوْءٌ فَهُوَ ظُلْمَةٌ لَا ظِلَّ لَهُ رَوَاهُ  
الرَّيْهَذِيُّ الْحَكِيمُ عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي صَالِحٍ السَّمَانِ الزِّيَاتِ الْمَدَنِيِّ أَبِي عَمْرٍو الْمَدَنِيِّ  
مَوْلَى عَائِشَةَ وَكُلُّ مَنْهَا ثِقَةٌ مِنَ التَّابِعِينَ فَهُوَ مُرْسَلٌ لَكِنْ رَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ  
وَابْنُ الْجَوَزِيِّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ الشَّمْسِ  
قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْءُ السِّرَاجِ  
وَقَالَ ابْنُ سَبْعٍ كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُورًا فَكَانَ إِذَا مَشَتْ فِي الشَّمْسِ أَوِ الْقَمَرِ لَا  
يُظْهِرُ لَهُ ظِلٌّ لِأَنَّ النُّورَ لَا ظِلَّ لَهُ قَالَ غَيْرُهُ وَيَشْهَدُ لَنَا فِي قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي دُعَائِهِ لَمَّا سَأَلَ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَ فِي جَمِيعِ أَعْضَائِهِ وَجْهَاتِهِ نُورًا لِيُخْتَمَ بِقَوْلِهِ  
(وَأَجْعَلْنِي نُورًا) أَيْ وَالنُّورُ لَا ظِلَّ لَهُ وَبِهِ يَتِمُّ الِاسْتِشْهَادُ

(سورج اور چاند کی روشنی میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ اس  
یئے کہ آپ نور تھے۔ جیسا کہ ابن سبع نے کہا ہے۔ اور زرین نے کہا آپ کے انوار کے  
غلبے کی وجہ سے سایہ نہ تھا۔ بعضوں نے کہا ہے اور حکمت اس کی یہ ہے آپ کو  
بچانے کے یئے اس امر سے کہ آپ کا سایہ کافر نہ لٹھڑے۔ اور سایہ کا اطلاق



چاند پر مجازا ہے۔ کیونکہ چاند کے سایے کو چاند کی ظلمت کہا جاتا ہے۔ اور اس کی روشنی کو اس کا نور کہا جاتا ہے۔ اور مختار مذہب میں ہے رات کا سایہ اس کے اندھیرے کو کہا جاتا ہے۔ اور وہ استعارہ ہے۔ اس لئے کہ لفظ ظل حقیقتہً سورج کی شعاعوں کی روشنی کو کہا جاتا ہے۔ نہ سواد کو۔ تو جب ضرور ہے ہی نہیں تو وہ ظلمت ہے نہ ظل۔ (اس کو حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا ہے۔) ابو صالح السمان الزیات المدنی یا ابو عمرو المدنی غلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اور وہ دونوں پکے ثقات تابعین سے ہیں۔ تو وہ مرسل ہوئی۔ لیکن ابن مبارک اور ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ اور ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ آپ سورج کی روشنی میں کھڑے ہوں۔ تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب نہ ہوئی ہو۔ بلکہ ہر وقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک سورج کی روشنی پر غالب رہا۔ اور آپ جب بھی چراغ کی روشنی میں تشریف لائے تو چراغ کی روشنی پر آپ کا نور پاک غالب ہوا۔

اور کہا ابن سبع نے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ جب سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہوتا تھا۔ اس لئے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اور لوگوں نے کہا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دعا اس کا شاہد ہے۔ جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ آپ کے تمام اعضاء اور جہات میں یعنی چاروں طرف نور بنادے۔ اور دعا کو اس سوال پر ختم فرمایا۔ (رَاجَعْلَنِي نُورًا) اے اللہ مجھے نور بنادے۔ یعنی ایسا نور جس کا سایہ نہیں۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان و عا پر ہی آپ کے سایے نہ ہونے کی دلیل پوری ہو جاتی ہے۔

اخرج الحكيم الترمذي عن ذكوان أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُرَى كَمَا ظِلٌّ فِي شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ قَالَ



ابن سبع من خصائصه ان ظلمنا كان لا يقع على الارض وانما كان نوراً و كان  
اذا مشى في الشمس والقمر لا ينظر لظلمنا قال بعضهم وشهد لنا قوله  
صلى الله عليه وسلم في دعائه واجعلني نوراً

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند میں نہیں دیکھا جاتا تھا  
اور ابن سبع نے کہا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ آپ کا سایہ  
زمین پر واقع نہ ہوتا تھا۔ اور بے شک آپ نور تھے۔ اور جب سورج اور چاند کی روشنی  
میں آپ چلتے تو آپ کا سایہ نہ دیکھا جاتا تھا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم کا فرمان اس کی شہادت دیتا ہے آپ کی دعائیں کہ اے اللہ مجھے نور بنا دے۔

شرح شفای لقاری ۵۰۵ { كان من خصائصه انما كان نوراً و كان اذا مشى  
في الشمس والقمر لا يظهر لظلمنا

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ آپ نور تھے۔ اور جب سورج  
اور چاند کی روشنی میں چلتے تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔

شرح صہبہ ۱۲ { انما صلى الله عليه وسلم صاماً نوراً انما كان اذا مشى في الشمس والقمر  
لا يظهر لظلمنا لانما لا يظهر الا لكتيف وهو صلى الله

عنه وآله وسلم قد خلاصه الله من سائر الكنائف الجسمانية وصيئة  
نوراً صرفاً لا يظهر لظلمنا اصلاً خرقاً للعادة

بلا شک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ شان آپ کا یہ ہے کہ جب حضور سورج اور  
چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نہ ظاہر ہوتا۔ اس لئے کہ سایہ کثیف شے کا ہوتا ہے  
اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب الغزات نے تمام کثائف جسمانیہ سے مبرا رکھا۔ اور  
حضور کو محض نور تیار فرمایا۔ آپ کا سایہ بالکل نہیں پڑتا تھا۔ یہ  
آپ کا معجزہ تھا۔



شرح الشرح ۱۲ [ تَقُلْ لَا يُظْهِرُ لَكَ الظِّلُّ هَذَا ظَاهِرِي فِي ذَاتِهِ عَلَيْكَ ]  
 لَابَن هَذِيَّة [ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ وَمَعْلُومٌ أَنَّكَ كَانَ عَلَيْهَا ]  
 مَلْبُوسٌ ط

مصنفہ [ وَهُوَ كَيْسٌ نُورٌ لَمْ يَخْلُ وَقَدْ يُقَالُ إِنَّهُ مَلْبُوسٌ وَإِنْ كَانَ ]  
 علامہ محمد خفنی [ بِالنَّظَرِ لِنَفْسِهِ كَثِيفًا لَكِنْ لَمْ يَلْبَسْهُ ذَاتُهُ الَّتِي هِيَ نُورٌ صَاءٌ ]  
 رحمۃ اللہ علیہ [ ذَالِكَ الْمَلْبُوسُ بِوَاسِطَةِ نُورِهِ فَإِنَّهُ لَا يُظْهِرُ لَكَ ظِلًّا اَيْضًا ]  
 یہ ظاہرات ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ظاہر ہوتا تھا۔

[ وَكَانَ إِذَا مَشَى فِي فَتَمٍ أَوْ شَمْسٍ لَا يُظْهِرُ لَكَ ظِلًّا ]  
 الجواب الجار ۳۵۳ [ جَبَّ مَصْطَفَى صَلَّى اللہ علیہ وسلم چلتے تو چاند اور سورج کی روشنی میں آپ ]  
 لیوسف نبھا فی [ کا سایہ نہ ہوتا۔ ]

## شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا عقیدہ

تفسیر عزیزی پارہ ۲۱۹ [ وَسَايَهُ اِيْشَاءُ بَرَزِيْنَ نَحْنُ اَنْتَاد ]  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

## عُثْمَانُ رَضِيَ اللہ عَنْہُ کا عقیدہ تھا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا

تفسیر النسفی ۳ [ وَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ اللہ مَا اَوْقَعَ ظِلَّكَ عَلٰی اِلَارِضِ ]  
 ۱۰۳ [ لِئَلَّا يَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمًا عَلٰی ذَالِكَ الظِّلِّ ]  
 فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ بے شک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہیں ڈالا۔ تاکہ اس کے پر کوئی انسان قدم نہ رکھے۔







سے ثابت ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔  
ہمارا کام کہہ دینا ہے یا رد تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

حضرت عبدالرحمن حبیبیؓ کا عقیدہ آپ کا سایہ نہ تھا

خراماں سروا و از سایہ آزاد  
زلیخا { ز سایہ بود برتر پایہ او  
|| آتش را بود از جان پاک مایہ  
جہان در سایہ آل سرور آباد  
زمین و آسمان در سایہ او  
ندید از جان کسے بر خاک سایہ

سوال :- قرآن کریم میں ہے کہ سائے بھی ہر شے کے سجدے کرتے ہیں۔  
اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ سلیم کیا جائے تو دوسروں سے آپ کی  
عبادت میں کمی لازم آئے گی۔ کہ ہر چیز خود بھی سجدہ کرے اور ان کے سائے بھی۔ اور  
آپ صرف خود ہی سجدہ کریں اور آپ کا سایہ سجدہ نہ کرے۔ یہ عبادۃ اللہ میں کمی  
پائی جائے گی۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ضرور سلیم کرنا پڑے گا۔  
افسوس تم نے میرے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
محمدؐ کا قدر سمجھا ہی نہیں۔

## پہلا جواب

یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو رب العزت فرماتا ہے تَاذِكُرُ اللّٰهُ كَثِيْرًا اَعْمَلْتُمْ  
تَفْلِحُوْنَ ط اللہ کا ذکر کثیر کر دو گے تو تمہاری خلاصی ہوگی۔ اور میرے حبیب و  
محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الْمُدْمِلُ قِمِ  
الْكَيْلَ الْاَقْلِلْ اِنْصِفْ اَوْ الْقِصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا



رات کو آپ زیادہ تمام رات کھڑے نہ رہیں۔ چوتھا حصہ رات کا یا ادھی رات  
یا کم و بیش کھڑے ہو کر ترتیل سے قرآن کریم پڑھیں۔

کیوں جناب! اب بتاؤ میرے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمی کا ارشاد  
کیوں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ آپ کی ذات تمام مخلوق سے ممتاز ہے۔ دوسرے مقام  
پر فرمایا۔ ظَنَّمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ حضور تمام رات کھڑے نہ ہونا  
کیونکہ ہم نے آپ پر اس لئے قرآن نہیں نازل کیا کہ آپ اتنی مشقت اٹھائیں۔

میرے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کو رب کریم گوارہ نہیں  
فرماتا۔ اور تمہیں کثرت ذکر کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اگر کثرت ذکر نہ کرو تو خلاصی نہیں بحقیقت  
یہ ہے کہ تم شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر ہو۔ میرے محبوب کی دینی صلی اللہ  
علیہ وسلم ایک دفعہ اللہ اکبر فرمادیں۔ اور تمام مخلوق بمع ملائکہ تمام عمر ذکر خداوند کریم کرتے  
رہیں تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دفعہ اللہ اکبر کہنا تمام مخلوق کی تمام عمر کی  
عبادت سے بالاتر ہے۔ اور خداوند کریم کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ جس کا  
ایک دفعہ کا ذکر سب مخلوق کی تمام عمر کی عبادت سے فوقیت رکھتا ہے۔ تو آپ  
سے مخلوق کی کوئی شے ذکر میں فوقیت نہیں لے جاسکی۔ آپ کی حیات و ممات  
ذکر خداوندی میں یکساں ہے سُنِّیْے

قُلْ إِنِّي صَلَوَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط فرمادیں  
دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میرا نماز پڑھنا اور میرا قربانی کرنا اور  
میری زندگی اور وصال اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

جن کی حیات و ممات بھی رب العالمین کی ڈیوٹی کے لئے وقف ہو حالت  
مات ابھی نہیں اور تمام وقت ممات اپنی ڈیوٹی میں پہلے ہی درج فرمالیا۔ اور  
آپ کی تمام حیات بھی ڈیوٹی میں ہی لکھی جا رہے کچھ کریں یا نہ کریں۔ تو آپ کو



سائے کی اعانت کی کیا ضرورت ہے۔ جس کی حیات و ممات طوعاً میں حتمی منظور ہو چکی ہو اس کو گرہا معاونت کی کیا ضرورت۔ بلکہ آخرت کو دنیا سے بھی زیادہ بہتر فرما دیا۔ **وَلَا خَيْرَ مِنْ ذَلِكَ لِمَنْ يَلْمِ**

## دوسرا جواب

جب رب العزت نے اپنی تمام مخلوق میں آپ کا مثل نہیں پیدا فرمایا۔ تو سائے کی مساوات کیسے۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَوْ أَدَّ الْحَمْدُ بِيَدِي** خداوند کریم کی تعریف کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہے۔ حالانکہ ملائکہ کا ایک سائنس بغیر ذکر خداوندی کے نہیں۔ ساری مخلوق خداوند کریم کی خالی ہاتھ ہوگی۔ اور پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پاک میں خداوند کریم کی تعریف کا جھنڈا ہوگا۔ تو وہاں سائے کی اعانت کی کیا ضرورت؟

## تیسرا جواب

خدا خواستہ جس کو تم سایہ تسلیم کرتے ہو۔ سایہ اندھیرا ہوتا ہے۔ اور جب آپ کے وجود مبارک کا اندھیرا خاک کے ذرات اور زمین پر پڑا۔ تو آپ کے وجود مبارک سے اس کو اندھیرا پہنچا۔ تو فرمان خداوندی **سِرَاجًا مُنِيرًا** کی تکذیب لازم آتی ہے۔ تو جو شخص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر پڑنے کا قائل ہے وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اجا منیرا ہونے کا منکر ہے تو قرآنی منکر ثابت ہوا۔ اب تمہاری مرضی چاہے مذہبی اکراہ کی وجہ سے آپ کا سایہ کرہا تسلیم کر لو۔ یا قرآن کریم پر ایمان لا کر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر اجا منیرا تسلیم کر لو۔



## چوتھا جواب

اگر کڑھا سائے کو تسلیم کرتے ہو کہ آپ کی عبادت میں کمی لازم آئیگی تو تمہیں چاہیئے کہ گرمیوں میں کڑھا دھوپ میں ہی بیٹھے رہو۔ دھوپ میں بھی لیٹو دھوپ میں بھی چلو تاکہ سایے کی عبادت سے محروم نہ رہو۔ اور اگر مکان میں یا سائے میں چلے گئے تو **ظِلُّهُمْ** کی عبادت سے تم نے جسم کو محروم رکھا۔ گنہگار ہو گئے **مَنَاجِلِ الْخَيْرِ** کے مرتکب ہو گئے۔ رات کو تمام رات روشنی رکھو۔ اور تمام رات کھڑے یا بیٹھے رہو تاکہ تمہارا سایہ نہ زائل ہو جائے اور تم گنہگار نہ ہو جاؤ۔ جب تم گرمیوں میں عمداً سائے میں آکر اپنے سائے کو ہٹا دیتے ہو۔ رات کو لیٹ کر مکانوں میں بیٹھ کر تمام دن رات سائے کی عبادت سے محروم رہتے ہو۔ کیونکہ ہر وقت تم سایہ دار تو نہیں رہتے۔ تو گنہگار ہوئے یا نہ۔ اور قرآن کے منکر ثابت ہوئے یا نہ۔ تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا مثل ساری مخلوق میں نہیں۔ اور آپ کے نور مبارک کو رب العزت نے **وَاللّٰهُ مُتِمِّدُكُمْ** و **ذُكْرَ الْكَافِرُونَ** سے سب مخلوق پر روشن فرما دیا ہے۔ جس کا تم انکار کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو ساری مخلوق پر تمام کرنا چاہتا ہے اور تم بجائے نور کے اندھیرے اور سائے کے متلاشی ہو۔ تو ثابت ہوتا ہے کہ تمہیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی ضرورت نہیں دنیا میں برزخ میں عقیقی میں ظلمت کے متلاشی ہو۔

## پانچواں جواب

یہ ہے کہ نوری شے کا سایہ ہوتا ہی نہیں۔ دیکھئے چاند کا سایہ نہیں۔ سورج کا سایہ نہیں۔ ستاروں کا سایہ نہیں۔ ملائکہ انسانی شکل میں بھی متشکل ہو کر آتے ہیں تو



ان کا بھی سایہ نہیں۔ جنت نوری ہے اس کا سایہ نہیں۔ لوح و قلم نوری ہیں ان کا سایہ نہیں۔ جب قرآن و احادیث صحیحہ و اقوال بزرگان موافق و مخالفین یہ ثابت ہو گیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نوری ہیں۔ تو سایہ کیسے رہا۔

## چھٹا جواب

یہ ہے کہ فقیر پہلے ثابت کر چکا ہے کہ آپ سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک سورج و چاند پر غالب ہوتا۔ جب آپ کا نور پاک چاند و سورج کے نوروں پر غالب تھا۔ اور سایہ سورج و چاند کا عاجز ہوتا ہے۔ اور جب آپ کا نور بھی ان کے نور پر غالب ہو گیا تو عاجز نہ رہا۔ اور جب عاجز نہ رہا بلکہ غالب رہا تو سایہ ممکن ہی نہ رہا۔ دیکھیے چاند اور سورج کے درمیان جب زمین عاجز ہوتی ہے تو چاند پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ جتنی زمین عاجز اتنا چاند اندھیرا۔ اور اگر زمین عاجز نہ ہو بلکہ سورج کی روشنی پورے چاند پر غالب ہو تو چاند میں اندھیرا ہو ہی نہیں سکتا۔ ایسے ہی جب آپ کی روشنی سورج و چاند کی روشنی پر غالب تھی۔ اور آپ کا جسم مبارک عاجز نہ رہا۔ بلکہ منور رہا۔ تو سائے کا امکان بھی اٹھ گیا۔ تو اس صورت میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کو کوئی مسلمان قرآن و حدیث کا مشع تسلیم نہیں کر سکتا۔ البتہ قرآن و حدیث کا منکر جو چاہے کہ دے۔ اور قرآنی آیات صریحہ کو چھوڑ کر اور پس پشت ڈال کر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ استبطاط سے بنا دے۔ مسلمان کے شان سے بعید ہے۔

## ساتواں جواب

جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے عرش پر مدعو فرمایا تو



آپ بمع جسم اظہر تشریف لے گئے۔ چاند پہلے آسمان پر قدمبوس ہوا۔ اور سوچ چوتھے آسمان پر تو آپ ان سے تجاوز فرما کر عالم ملکوت سے گذر کر عالم لاہوت میں تشریف لے گئے۔ وہاں تو تم بھی سائے کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ تو رب العزت کا قرب زیادہ نہ ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ تمہارے نزدیک سائے کی عبادت میں کمی فاقہ ہو گئی۔ حالانکہ وہاں قرب زیادہ ہوا۔ تو ثابت ہوا کہ میرے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے سے آپ کو قرب زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر روشنی کا قرب زیادہ ہوگا تو بھی سایہ نہیں رہتا۔ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب خداوندی ہوتا ہے تو سایہ کیسے تسلیم کیا جاوے گا۔

## اتھوال جواب

اللہ تعالیٰ نے اس آیتہ کریمہ میں کافر کو شرم دلائی ہے۔ کہ ہر شے میرے سامنے سرنگوں ہے۔ اور ساجد۔ لیکن تو اے کافر ایسا بے ایمان ہے کہ تو میرے سامنے سر نہیں جھکاتا۔ میری قدرت دیکھ تو اگر میرے سامنے طوعاً سجدہ نہیں کرتا تو اگلے پچھلے پہر تیرا سایہ گرہا سجدہ کرتا ہے۔ اب اس کو تو روک کر دکھا۔ اور تیرا سایہ گرہا ساجد ہے۔ تو تو اے بے ایمان طوعاً ساجد ہو جا۔ اور مومن کا جسم بھی ساجد اور اس کا سایہ بھی ساجد۔ تو اس آیتہ کریمہ میں رب العزت نے کافر کو ڈانٹ کر شرم دلائی ہے۔ لیکن مخالف نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اصول کو ہر ایک پر چسپاں کر لیا ہے۔ حالانکہ ارشاد خداوندی دوسرے مقام پر مذکور ہے۔ جو اس کی تشریح مبین ہے ملاحظہ ہو۔

النخل ۱۴۱ { الشَّمَايِلُ سَجَدَ لِلَّهِ وَهُمْ كَاخِرُونَ  
أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَتَّوْنَ ظِلُّهُ عَنِ الْيَمِينِ وَ



کیا اور نہیں دیکھا انہوں نے طرف اس چیز کی جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے  
 مائل ہوتا ہے اس کا سایہ دائیں اور بائیں اللہ کے لئے سجدہ کرنے والے ہیں اور وہ ذلیل ہیں۔  
 اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جتنی اللہ کی مخلوق ہے اس کا سایہ دائیں اور بائیں  
 سجدہ کرنے والا ڈھلتا ہے۔ حالانکہ نوری اور ناری دونوں اس حکم سے ممتاز ہیں۔ جب  
 اللہ تعالیٰ نے دو جنسوں کو ممتاز فرمایا ہے۔ اور کلام الہی میں فرق لازم نہیں آیا۔ تو مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ممتاز فرمایا تو کلام الہی کا قانون کیسے  
 ٹوٹ سکتا ہے۔ خداوند کریم کا کوئی ایسا قانون نہیں جس کے خلاف اللہ تعالیٰ نے  
 اپنی قدرت کا نمونہ نہ دکھایا ہو۔ لیکن مومن قدرت خداوندی سے قائل ہو جاتا ہے سن  
 کر اور منافق آفَتُوْا مِّنْهُنَّ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ سے اپنے مطلب  
 کو مقدم سمجھتا ہے۔ تو اسی وحدہ لا شریک نے خاکی چیزوں و رختوں پتھروں وغیرہ  
 کفار کا سجدہ کرنا ثابت فرمایا۔ اور مومن کا سجدہ طوعاً ہے۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی  
 رب کریم نے سب سے ممتاز پیدا فرمایا۔ اور ہم دَاخِرُوْنَ سے رب العزت نے سیلے کے سجدے  
 کو پیش کر کے کفار کو ڈانٹا ہے نہ کہ ہر شے کے لئے سایہ مقرر کیا گیا ہے۔

ایسے ہی تمہاری پیش کردہ آیت میں ہر چیز کے لئے سایہ مقرر نہیں کیا  
 گیا۔ بلکہ سایہ دار چیزوں کے سیلے کو کرھا سجدہ کرنے والے ثابت کر کے کفار کو الوہیت  
 خداوندی تسلیم کرو۔ اب اس کا تحریری جواب عرض کرتا ہوں۔

منفردات غیب ۳۶ { قَالَ الْحَسَنُ اَمَّا ظِلُّكَ فَيَسْجُدُ لِلّٰهِ وَاَمَّا اَنْتَ فَتَكْفُرُ بِاللّٰهِ  
 حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے کافر تیرا سایہ اللہ کو سجدہ  
 کرتا ہے لیکن تو اس کے ساتھ انکار کرتا ہے۔

مجمع بحار الانوار ۳۳۲ { الْكَافِرُ لَا يَسْجُدُ لِغَيْرِ اللَّهِ وَظِلُّهُ لَا يَسْجُدُ لِلّٰهِ اَوْ جِسْمًا  
 الَّذِي عِنْدَهُ الظِّلُّ



کافر غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔ اور اس کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔ یعنی کافر کے جسم کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔ یعنی کافر کے جسم کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔  
 کیوں جی! کتب لغات عربیہ قرآنی و حدیث کی لغت سے آیت کے معنی واضح ہو گئے  
 امید کہ انشاء اللہ العزیز اب تمہاری ضرورت سلی ہو جائے گی۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر  
 اس آیت کو چسپاں کرنا ایمان کے خلاف ہے۔ جب قرآن و احادیث صحیحہ و  
 تفاسیر متقدمین و متاخرین و اقوال اہل سنت و جماعت و اقوال مخالفین سے مصطفیٰ صلی  
 اللہ علیہ وسلم نور ثابت ہوئے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ بھی نہ  
 تھا۔ تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ جس کا سایہ نہ ہو وہ نوری ہے۔ اور جو نوری ہو اس کا  
 سایہ نہیں ہو سکتا۔ تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نوری ثابت ہوئے۔

## نوال جواب

غیر مقلدین کے بڑے پاک عالم کو بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہونا ہم پر  
 حافظ محمد صاحب لکھوی تسلیم کیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا نور تھے،

تفسیر محمدی ۲۲۹  
 منزل ہفتم

کنڈولوں بھی دیکھے سرور اگوں دیکھے جیونکر  
 بھی رات اندھیری اندھ دیکھے جیونکر دینہ نول سرور

جے لڑکے شیر خوار منہ ڈالے آب دہان پیارے  
 وچہ بعل نبی دے وال نہ کوئی صاف سفید بتائیں  
 تے حتمام او باسی کدنی حضر عمر اں ساری

بھی آب دہان نبی تھیں مٹھے ہوندرے پانی کھارے  
 تاں سارا دینہ تس دودھ نہ حاجت جے شیر دریں  
 ستیاں اکھیں نیند نبی نول دل دائم بیداری



تے خوشبو ناک پسینہ سرور و دودھ کنوں کستوری  
انہاں غاٹ کسے نہ ڈٹھا و چپے دے غائب تھیندا  
تے جتے ختنے نال بھی ناف بریدہ پاک صفائی  
تے جمن ویلے مائی ڈٹھا نور کنوں چمکارہ  
جاں گرمی سخت ہوندی تاں سر پر بدل سایہ کرا  
نہ جو آں جامے وچہ بیدے مکھی مول نہ بہندی  
اول روح نبی رب سر جیہا تچھے روح تمامی

جس گلیوں لنگھ جائے خوشبو پاؤں لوک حضوری  
تے اوہ مکان معطر جیوں کستوری پیالہ بھیندا  
نہ بدن اُتے کچھ خون نہ ہو رنجسات سرگز کافی  
جو شام ولایت شہر دیاوے اس نور و اشکارا  
تے اُپر میں نہ پوند اسایہ حضرت پیغمبر دا  
نہ گور بول حیوان کرے سواری بدلگ رہندی  
تے سب تھیں مہر جواب الست اکھیا نبی گرامی

الست برکم رب کہیا جد کہیا بے اروحاں

سب روحاں تھیں اول روح بیدے کہیا قداماں

**سوال :** مسند امام احمد حنبل میں ہے کہ حضرت صفیہ فرماتی ہیں میں نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دیکھا۔ تم کہتے ہو آپ کا سایہ نہ تھا۔

**محلہ عمر :** غلط کہہ رہے ہو۔ اصل حدیث کے الفاظ اور ہیں۔ اور تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ سنئے

قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ قَبَا ذَا أَنَا بَطِّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلٌ  
حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم میں ایک دن نصف نہار میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں اس وقت آپ کے زیر سایہ تھی۔

**پہلا جواب :** تو یہ ہے کہ نصف نہار میں سایہ ہوتا ہی نہیں۔ کیونکہ مدینہ طیبہ میں معدّل النہار سے سورج اتنی دور ہوتا ہی نہیں کہ نصف نہار میں آدمی کا اتنا سایہ ہو کہ آدمی کے سائے میں کھڑا ہو سکے۔ لہذا حضرت صفیہ کے نصف نہار فرمانے تمہارے استدلال کو غلط ثابت کر دیا۔

**دوسرا جواب :** یہ ہے کہ تمہاری سابقہ پیش کردہ آیت بھی میں جواب موجود ہے



بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ پہلے پہر کچلے پہر سایہ سجد کرتا ہے قبل از طلوع یا بوقت طلوع اور بعد از غروب یا بوقت غروب اور نصف نہار میں سایہ ساجد نہیں ہو سکتا کیونکہ ان اوقات میں انسان کا سایہ نہیں ہوتا۔

سائل :- تو پھر یہاں ظل کا کیا مطلب ہوگا۔

محمد عمر: حدیث کا جواب حدیث سے ہی عرض کرتا ہوں۔

۲ { الْجَامِعُ الصَّغِيرُ ۱۳۱ } السُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُتَوَاضِعُ ظِلُّ اللَّهِ

۳ { الْجَامِعُ الصَّغِيرُ ۱۳۲ } عَادِلٌ أَوْ عَاجِزٌ كَرْنٌ وَالْإِبَادُ شَاهِدٌ لِلَّهِ كَاسَايَهُ هے۔ کیا یہاں بھی سورج سے سایہ ہے؟

۲ { الْجَامِعُ الصَّغِيرُ ۱۳۳ } سَبْعَةٌ يَظِلُّهُمْ اللَّهُ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ  
سات آدمی ہیں ان کو اللہ اپنے عرش کے نیچے سایہ کرے گا۔

۲ { الْجَامِعُ الصَّغِيرُ ۱۳۴ } السُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُتَوَاضِعُ ظِلُّ اللَّهِ  
۳ { الْجَامِعُ الصَّغِيرُ ۱۳۵ } إِبَادُ شَاهِدٌ لِلَّهِ كَاسَايَهُ هے۔ کیا خداوند کا سایہ بھی ہوتا

مجمع بحار الانوار ۳۳۲ { سَبْعَةٌ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ أَنَّهُ ظِلُّ رَحْمَتِهِ  
عرش کے سائے میں سات آدمی ہونگے یعنی اس کی رحمت کے سائے میں ہونگے

خداوند کریم کا سایہ اندھیرا نہیں۔ اور اللہ کے سائے سے کوئی مخلوق خالی بھی نہیں۔ ایسے ہی عرش نوری ہے اس کا سایہ بھی نوری ہے۔

معلوم ہوا کہ نوریوں کا سایہ ہماری طرح اندھیرا نہیں ہوتا۔ بلکہ مراد زیر سایہ نور ہوتا ہے سورج کو پانی میں دیکھیں تو اس کا سایہ بھی روشن ہوتا ہے۔ ہماری طرح اندھیرا نہیں ہوتا۔

ایسے ہی شیشے میں دیکھے تو اس کا عکس نوری نظر آئے گا۔ ثابت ہوا کہ نور کے سایہ میں اس کا عکس نوری ہوتا ہے۔ جیسا کہ خاکی کا سایہ اندھیرا۔ چونکہ وہ خود خال ہے

اس لئے اس کا عکس بھی اندھیرا ہوگا۔ ایسے ہی ملائکہ ان کا سایہ عکس نوری ہوتا ہے



یعنی جہاں وہ ہوں ان کے نور کا عکس ہوگا۔ چونکہ وہ خود جسم خاکی نہیں ان کا سایہ عکس نوری ہوگا۔ ایسے ہی ناری کا عکس بھی اندھیرا نہیں ہوتا۔

ایسے ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس بھی نوری ہوگا۔ جیسا کہ ہمارا سایہ اندھیرا ہوتا ہے۔ آپ کا سایہ ایسا نہیں تھا۔ بلکہ نوری اور ظلمت سے مترا تھا۔ آپ کا وجود مبارک بھی ظلمت سے مترا تھا۔ آپ کا سایہ بھی ہماری طرح ظلمت دار نہیں تھا۔ بلکہ نوری روشن عکس تھا۔ یا زیر سایہ مراد ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہو چکا۔

میرے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ثابت ہو گیا کہ سب مخلوق سے پہلے آپ کا نور رب العزت نے ظاہر فرمایا۔ چنانچہ احادیث صحیحہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آپ نبی اللہ تھے۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے سِرَاجًا مُنِيرًا اَوْ دَالِجًا اَوْ النِّجْمِ اَوْ النُّجْمِ الثَّاقِبُ اور القمر اخا تسق اور نُورُ اللہ اور مطلق ذُکْر و غیر ہم سے نوازا۔ اور احادیث صحیحہ سے یہ بھی بیان ہوا کہ آپ کی بغلوں سے دانت مبارکوں سے نور کے شعلے نکلتے۔ سورج اور چاند کی روشنی میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور غالب ہوتا۔ جیسا کہ شیشے پر سورج یا چاند یا بجلی کی روشنی پڑے تو شیشے کی چمک ان کی روشنی پر غالب آجاتی ہے۔

ایسے ہی بلا تشبیہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ پر جب سورج یا چاند کی روشنی پڑتی تو ان کی روشنی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک غالب ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت معتبرہ نے بھی تسلی کر دی کہ آپ نے فرمایا خَدَجَ مَتْنِي ذُكْرًا مِثْلِي نُوْرًا جَنَابًا و وجود پیدا ہوئے والد و والدہ اور اولاد ہونے کے آپ کے نور ہونے میں شک نہیں۔ خداوند کریم کی شہادت والد ماجدہ کی شہادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شہادت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت تمام متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی شہادت موفقیں و مخالفین کی شہادت آپ کے نور ہونے کی نشاۃ اللہ پیش ہونگی۔ اور بشر کہنے کے متعلق



قرآنی دلائل سے پیش کیا جائے گا کہ مخالفین انبیاء علیہم السلام کفار اس خطاب سے انبیاء علیہم السلام کو تو صیغہ کہتے تھے۔ اور انبیاء علیہم السلام نے عجز و انکساری سے اپنے آپ کو بشر کہا۔ تمام قرآن کریم میں کسی امتی نے نبی اللہ کو بشر سے خطاب نہیں کیا۔ اس لئے ہم مسلمانوں کو بھی لائق یہی تھے کہ اعلیٰ خطاب عزت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق جن خطابات سے رب کریم نے نوازا آپ کو انہی بہترین اور باعزت خطابات سے یاد کرنا چاہیئے۔ نہ کہ اپنی بشریت کی شان بنانے کے لئے میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں بشر بشر کا وظیفہ ہر وقت الاپا جائے۔

ایک دفعہ بشر کہنے والے کی اب تک اپیل بھی منظور نہیں ہوئی۔ اور نہ ہو سکے گی۔ اب تم سوچ کر زبان ہلاؤ۔ اپنی غلامی کو ملحوظ رکھتے ہوئے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق الفاظِ شان استعمال کرو۔ اور از سر تا پا دنیا میں از ابتدا تا قیامت بعد از قیامت جنت میں عالم ارواح میں عالم عقبیٰ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری وجود ہونے کا عقیدہ رکھو۔ ورنہ قبر میں آپ کے نور کا قدر معلوم ہو جائے گا۔ جب اندھیری قبر ہوگی تو پچھتاوے کا کہ کاش میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا قائل ہو جاتا۔ اور آپ کے نور سے کچھ نور حاصل کر لیتا۔ تو آج قبر اندھیری نہ ہوتی۔ قبر میں کراہا کا تبین فروری بغیر دروازے بغیر سوراخ قبر میں پہنچ جائینگے۔ ویسے ہی میرے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گزریں گے۔ جو اپنے نور وجود ہونے کا ثبوت دینگے۔ یہاں دنیا میں بھی آپ نور سے منور فرماتے تھے۔ اور رب کریم نے تمام مہمانوں میں آپ کے نور سے فترے فترے کو منور فرمایا جس سے کھر کھر نظر آگیا۔ کھوٹا کھوٹا نظر آگیا۔ کسی کھوٹے کو بغیر کھوٹا کہے ہی عیاں فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اقدس سے منور فرمائے۔ اور آپ کے نور کے قائل ہونے کی توفیق عطا فرمادے۔ اور بے سایہ کا سایہ گھڑنے سے محفوظ رکھے۔

## میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور گرتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن مشکوٰۃ شریف ۵۴۴ { بشر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار سے رات کو باہر نکلے اندھیر سخت تھا تو فرمایا



(۲) البدر النہایہ [ وَبِیْدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عُصْبَةٌ فَأَضَاءَتْ عَصَا أَحَدِهِمَا لَمَعًا حَتَّى  
 مَشَى فِي ضَوْعِهَا حَتَّى إِذَا انْفَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَخَذَ لآخر عَصَاهُ ] ۱۵۲

دونوں کے ہاتھ میں ڈنڈے تھے۔ ان دونوں سے ایک کی لالھی روشن ہو گئی جتنی کہ وہ دونوں اس لالھی کی روشنی میں چلنے لگے۔ جب دونوں نے راستہ الگ الگ اختیار کیا دوسرے کی لالھی بھی پہلی لالھی نے روشن کر دی۔

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ ثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
 الْبَدْرِيُّ لِنَهَايَةِ ۱۵۲ [ الْأَصْبَهَانِيُّ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَنَا كَامِلٌ ]

بن العلاء عن أبي صالح عن أبي صالح عن أبي هريرة قال كنا نصلّي مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم العشاء وكان يصلي فإذا سجد وثب الحسن والحسين على ظهره فإذا رفع رأسه أخذها فوضعهما وضعاً رفيقاً فإذا عاد فلما صلى جعل ولجداً ههنا وطحداً ههنا فحسبنا فقلت يا رسول الله ألا اذهب بهما إلى أقميصنا فبرقت برقة فقال الحقاً بأمكما فما نرا لا يمشیان فی ضوعها حتی دخلاه

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے عشاء کی۔ اور حالت نماز میں ہی جب آپ نے سجدہ کیا تو حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ کی پشت مبارک پر چڑھ گئے۔ تو جب آپ نے سر مبارک اٹھایا۔ ان دونوں کو پکڑا اور آرام سے رکھ دیا۔ پھر جب سجدے کی طرف رجوع فرمایا تو پھر وہ اوپر چڑھ گئے۔ پھر جب آپ نے نماز پڑھ لی ایک کو یہاں بٹھا دیا ایک کو وہاں تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس نہ لے جاؤں؟ تو اچانک ایک عظیم الشان چمک چکی تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو والدہ کے پاس گھر لے جاؤ۔ گھر میں دونوں کے داخلے تک وہ روشنی بدستور رہی۔



کیوں جی صاحب دیکھا میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی چمک مسجد کے اندر سے چمکی اور گلی میں مڑتی ہوئی صاحبزادگان کو گھر پہنچا آئی۔ نور خداوندی نے پہاڑ طور پر جلوہ گری فرمائی جوازلی ابدی نور سے۔ اور میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے گلی کوچے میں جلوہ گری فرمائی۔ جو عالمین کا نور ہیں۔

(۴) البیدایہ النہایہ [ قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ ثَنَا سَفِيَانُ بْنُ حَزْمَةَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ مُحَمَّدَ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ عُمَرَ وَالْإِسْلَمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَتَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَفَرَّقْنَا فِي لَيْلَةٍ ظُلُمَاءٌ وَخَسَةٌ

فَأَضَاءَتْ أَصَابِعِي حَتَّى جَمَعُوا عَلَيَّ مَا ظَهَرَ لَهُمْ وَمَا هَلَكَ مِنْهُمْ وَإِنَّ أَصَابِعِي لَتَنِيرُ (ورواہ البیہقی من حدیث ابراہیم بن المنذر الخفاف عن سفیان بن حمزہ ورواہ الطبرانی من حدیث ابراہیم بن حمزہ الزہری عن سفیان بن حمزہ بن محمد بن حمزہ محمد بن حمزہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو اندھیری رات کی وجہ سے ہم علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ تو آپ نے میری انگلیوں کو روشن فرما دیا۔ تو سب اس روشنی پر جمع ہو گئے۔ اور ان سے کوئی بھی صلاک نہ صُواء۔ اور میری انگلیاں ویسے ہی روشن رہیں۔

(۵) ابن عساکر [ وَآخَرُجَ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ أَنَّ أَسِيدًا وَرَجُلًا آخَرُ مِنْ أَنْصَارٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فِي حَاجَةٍ لَهُمَا فِي لَيْلَةٍ شَدِيدِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا وَبَدَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَصِيَّةً فَأَضَاءَتْ عَصَاهُمَا لَهْمَا حَتَّى إِذَا فُتِّقَ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَضَاءَتْ لِلْآخَرِ عَصَاهُ فَتَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْعِ عَصَاهُ حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُمَا ]

حضرت اسید اور ایک صحابی اور انصار سے دونوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گفتگو کرتے رہے۔ ایک حاجت کے متعلق ایک سخت اندھیری رات میں پھر وہ دونوں نکلے اور



ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک لکڑی تھی۔ تو دونوں سے ایک کی لاکھڑی روشن ہو گئی۔ حتیٰ کہ جب دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو ایک نے دوسرے کے لئے لاکھڑی روشن کر دی تو وہ دونوں اپنی اپنی لاکھڑی کی روشنی میں چلے۔ حتیٰ کہ اپنے اہل کو پہنچ گئے۔

قال البيهقي انا ابو سعيد عبد الملك بن ابي عثمان الزاهد انا ابو الحسين  
(۱) البدر النضاي  
محدث احمد بن جميع الفساني بشعر صيدا اثنا العباس بن محبوب بن  
عثمان بن عبيد ابو الفضل ثنا ابی ثنا جدی ثنا صوفی بن عبيد حدثني

۱۵۹

معرض ابن عبد الله بن معيقيب عن ابي عن جدی قال حججت حجة الوداع فدخلت  
دارا بمكة فرأيت فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم وجهه كدار القمر  
عبد اللہ اپنے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں حاضر ہوا۔ تو مکہ  
میں ایک گھر میں داخل ہوا۔ تو میں اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا رخ  
انور چاند کی ٹکی کی طرح چمک رہا تھا۔

اننا سمي الطفيل بن عمرو بن ظريف بن العاص بن الثعلبة بن  
كتاب الاستيعاب ۲۱۱  
سليم بن فهم ذ النور لانا وقد على السبي صلى الله عليه وسلم  
شرح شهاب الدين  
ان دوسا قد غلب عليهم الزنا فادع الله عليهم فقال رسول  
خواجه ۱۳۴  
الله صلى الله عليه وسلم اللهم اهدهم دوشاشق قال يا رسول الله  
الاصابة ۲۸  
يغشي اليهم واجعل لي آية تكفون بها فقال اللهم  
تو سر لہ فسطم خویر بن عینیہ فقال یا رب انی اخاف ان یقولو مثلة فتحوک الی  
طرف سوطہم فکانت تضي فی اللیلة المظلمة فسمی ذ النور

طفیل رضی اللہ عنہ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے  
تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ دوس پر زنا غالب آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے  
ان کے متعلق دعا فرمائیے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت



دے۔ تو پھر طفیل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور ان کی طرف مجھے ہی بھیجیے۔ اور مجھے کوئی نشان بھی عطا فرمائیے جس علامت کے سبب ان کو ہدایت ہو جائے تو آپ نے فرمایا اے اللہ اس کے لئے روشنی کر دے۔ تو طفیل کے دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمک اٹھا۔ تو فرمایا اے رب مجھے خوف دے کہ مجھ کو مثلہ نہ کہیں۔ تو اس کی چمک اس کے کورے میں آگئی جو اندھیری رات میں چمکتا تھا۔ اسی لئے اس کو ذال نور کہا جاتا تھا۔

**صحابِ مصطفیٰ ﷺ کا عقیدہ بھی نور پر تھا**

**حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی نور پر تھا**

(۱) البدایہ النہایہ [رسول اللہ لقد مینا بامر من امر اللہ احکم بالقضاء  
ورددناہ ونور اللہ یجلو دجی الظلماء عنا والغطاء  
آپ کی خدمت اقدس میں ہم حاضر ہوئے۔ ہمارے اندھیروں کی سیاہی  
روشن ہو گئی۔ اور پردے اٹھ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کا ارشاد ہمارے پاس لائے جو  
بہت مضبوط فیصلہ ہے۔

**حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا عقیدہ نور پر تھا**

فینا الرسول وفینا الحق نتبعہ  
حتی الممات ونصر غیر محذور  
ذات دماض شهاب یستضاء بہ  
بدر انا سر علی کل الامجاد

(۲) البدایہ النہایہ  
۳۳۶



ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور ہم میں حق ہے ہم موت تک اس کی پیروی کریں گے۔ اور آپ کی مدد غیر محدود ہے۔  
پورا ہونے والا ہے اور پرانا ستارہ ہے۔ چودھویں کا چاند بھی آپ ہی سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ جس نے تمام بزرگیوں کو منور فرما دیا ہے۔

حضرت کعب بن زہیر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قصیدہ پڑھا

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُّسْتَنْصَاؤُ بِهٖ  
مَهْتَدٰتِيْنَ سَيُوْفِ اللّٰهُ مَسْلُوْكُ

(۳) مستدرک ۵۸۱

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور نور ہیں۔ آپ سے نور حاصل کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی ہندی تلواروں سے ننگی تلوار ہیں۔

اس کی سند ۲، ۳ پر موجود ہے

(۴) البدایہ والنہایہ ۱۳۱ { وَقَدْ رَوَاهَا الْحَافِظُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَالَةِ النُّبُوَّةِ بِإِسْنَادٍ مُّتَّصِلٍ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْحَافِظُ أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ الْأَسَدِيِّ بِهَذَا إِسْنَادِ الْإِبْرَاهِيمِ بْنِ الْحُسَيْنِ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحَرَامِيُّ ثَنَا الْحُجْلُبِيُّ بْنُ ذِي الْقَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ زُهَيْرٍ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ نور پر تھا

اور قصیدہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑھا

(۵) البدایہ والنہایہ ۲۵۸/۵ { الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَمْتَدِّحَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



قُلْ لَا يُفْضِضُ اللَّهُ فَاكَ فَاَنْشَأَ يَقُولُ وَاَنْتَ لَمَّا وَلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ مِنْ قَضَاتِ  
بَنُوْرِكَ الْاَفَقُ فَتَخَنُّ فِي ذٰلِكَ الصِّيَاةِ وَفِي النُّوْرِ وَسُبُلَ الشَّيْءِ تَخْتَرِقُ ط  
حضرت عباس عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ارادہ ہے کہ میں آپ  
کی تعریف بیان کروں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوند کریم تیرے منہ کو نیچے نہ کرے  
پڑھ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے شعر پڑھنا شروع کر دیا۔  
حنور آپ جب پیدا کئے گئے تمام زمین روشن ہو گئی۔ اور آپ کے نور سے تمام آسمان  
بھی روشن ہو گیا۔ تو ہم بھی آپ کی روشنی سے منور ہیں۔ اور ہدایت کے راستوں پر گامزن ہوتے ہیں۔  
آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر کے آپ کو نور کہہ رہے ہیں۔ اور آپ کا زمین اور آسمان کو منور  
فرمانے کا اقرار بھی کر رہے ہیں۔ اگر یہ معاذ اللہ عقیدہ شریکیت ہوتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ  
کو روک دیتے۔ اور حب میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا نہیں عباس رضی اللہ  
عنہ کو بلکہ داد دی تو ثابت ہوا کہ آپ حقیقتہً نور ہیں۔ اور دوسری بات یہ بھی ثابت ہو گئی  
کہ اگر آپ کے نور ہونے کے اشعار پڑھے جائیں تو یہ سنت ہے۔ بدعت و شرک نہیں۔ اور جو نہیں  
پڑھتے یا ایسے اشعار کو جس میں آپ کے نور کا ذکر ہو بُرا مانتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم کے معاندین سے ہیں۔

## طبیہ کے بچے پڑھ آپ کے نور کے قائل تھے

۵ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ اخْبَرَنَا ابُو نَصْرٍ بِن قَتَادَةَ اخْبَرَنَا ابُو عَمْرٍو بِن مَطَرٍ  
(۶) الْبِدَايَةُ لِنَهَايَةِ ۲۳ [سمعت ابا خليفه يقول سمعت ابن عائشه يقول لما قدم رسول  
الله صلى الله عليه وسلم المدينة جعل النساء والصبيان والولا يد يلقن  
طلع البدر علينا من ثنيات الوداع  
وحب الشكر علينا ما دعا الله داع



جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے عورتیں اور لڑکے اور لڑکیاں یہ نوری شعر گاتے تھے۔ چودھویں رات کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے صہم پر طلوع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کا ہم پر شکریہ واجب ہے۔ رکنہ درود شریف پڑھا جائے۔

## یہودی کا آپ کے نور کو تسلیم کرنا

۲ [عن حسان بن ثابت قال إني لغلām لفيقمة بن سبيع سنين أو ثمان سنين أعقل ما سألت وسمعت إذا يهودي في يثرب يصرخ ذات غداة يا معشر يهود فاجتمعوا إليكم وأنا أسمع فقالوا أوليك مالك؟ قال قد طلع نجم أحمد الذي يولد في هذه الليلة ط

حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں سات آٹھ سال کا چھوٹا بچہ تھا۔ اور جو میں دیکھتا مجھے اچھی طرح یاد رہتا۔ اور میں نے سنا اچانک ایک یہودی ایک دن چلا رہا تھا اے یہودیو! تو وہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور میں نے اچھی طرح سنا تو انہوں نے کہا افسوس ہے تجھ پر تمہیں کیا ہوا۔ اس نے کہا احمد کا ستارہ طلوع ہوا۔ وہ جو اس رات میں پیدا کیا گیا ہے۔

## ابو طفیل عامر کا عقیدہ

ابو طفیل عامر بن واشلہ کنانی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اشعار پڑھے۔ ان میں سے ایک شعر یہ بھی ہے

أَنَّ السَّيِّئَ هُوَ النُّورُ الَّذِي كَسِطَتْ بِهِ  
عَمَائَاتُ مَا فِينَا وَبِأَفِينَا

۱ [استيعاب ۳۷۳]



بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایسے نور ہیں جن کے سبب ہمارے  
سابقین اور باقیوں کی گمراہیاں دور ہو گئیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ ابو طفیل عامر بن وائلہ کا عقیدہ بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے نور ہونے پر تھا۔ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے نور پر تھا۔ اور صاحب کتاب ہذا ابن عبد البر کا عقیدہ بھی میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے نور ہونے پر تھا۔ جنہوں نے اس نوری شعر کو نقل فرمایا۔

علامہ زرقانی ابو یوسف نجفانی کا عقیدہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پر تھا

(۹) جواب البرجاء ۳۷ [لَمَّا تَعَلَّقَتْ إِرَادَةُ الْحَقِّ تَعَالَى بِإِيجَادِ خَلْقِهِ وَتَقْدِيرِ زَرْقَانِي أَبْرَزَ  
الْحَقِيقَةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ مِنَ الْأَنْوَارِ الصَّمَدِيَّةِ فِي الْحَضْرَةِ الْأَحَدِيَّةِ  
(۱۰) زرقانی ۲۷] جب حق تعالیٰ کا ارادہ ہوا خلقت پیدا فرمانے کا اور ان کے رزق مقدّر  
کرنے کا۔ اس نے حقیقت محمدیہ کو انوار صمدیہ سے دربار احدیت میں ظاہر فرمایا۔

ابرز الحقیقتہ المحدثہ کی شرح زرقانی نے کی ہے

(۱۱) زرقانی ۲۷ [لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي أَنفَقَهُ  
عَلَى أَصْلِ الْوَضْعِ الْغَوِي وَبِهَذَا الْاعتِبَارِ لُسِمَى الْمَصْطَفَى بِنُورِ  
الْأَنْوَارِ وَبِأَبِي الْأَنْوَارِ ح ط

آپ کے فرمانِ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي کے مطابق یعنی رب العزت  
نے وضع لغوی کے اصول پر مقدر فرمایا۔ اس لیے مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم کا اسم مبارک نُورِ الْأَنْوَارِ اور أَبْوَالِ الْأَنْوَارِ  
رکھا گیا۔



## شہید کی قبر سے نور کا ظہور باب فی النورِ یُری عند قبر الشہید

(۱۲) ابوداؤد شریف ۱/۳۴۹ { حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الرَّزَّازِ نَاسِلُهُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اسْمَعِيلَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَّاشِيُّ كُنَّا نَتَخَدُّثُ أَنَّ مَلَائِكَةَ زَالِ يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورًا  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا جب نجاشی شہید ہوئے ہم گفتگو کرتے تھے ہمیشہ اس کی قبر سے نور دیکھا جاتا تھا۔

## حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حیض و نفاس سے مُبرا تھیں

(۱۳) ابن عساکر ۱/۳۹۱ { أَحْمَدُ بْنُ عَثْمَانَ بْنِ أَبِي هَرِيمٍ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ دِي الْعَلَقِ حَدَّثَنَا بِدْمَشَقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقَيْمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ

بْنِ أَبِي الدُّنْيَا وَرَوَى عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْبَسْطَارِيُّ عَنْ طَرِيقَةٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ سَلِيمٍ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دُمَا فِي حَيْضٍ وَلَا نَفَاسٍ ط  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ ہم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کوئی خون حیض و نفاس میں نہیں دیکھا۔

## متقدمین کا عقیدہ آپ کے نور ہونے پر تھا

غیر اس کا آپ کے نور کو دیکھنا اور ابن کثیر کا عقیدہ بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا

(۱۴) البدایہ والنہایہ ۲/۲۶۶ { وَمَا رَأَى النَّجَّاشِيُّ مَلِكُ الْحَبَشَةِ وَظُهُورُ النُّوْرِ مَعَهُ حَتَّى



أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ حِينَ وُلِدَ وَمَا شَوْهَدَ مِنَ النُّورِ فِي الْمُنْزِلِ الَّذِي وُلِدَ فِيهِ  
وَدَنُوا النُّجُومَ مِنْهُمْ وَغَيْرَ ذَلِكَ

جستہ کے بادشاہ نجاشی نے دیکھا۔ اور نور کا ظاہر ہونا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ساتھ حتیٰ کہ شام کے محلات اس نور سے روشن ہو گئے۔ جب آپ پیدا کئے گئے اور  
جس مکان میں آپ پیدا کئے گئے اس میں نور کا مشاہدہ کیا گیا۔ اور ستاروں کا ان سے  
قریب ہونا اور اس کے سوا اور بھی آپ کے نور کے دلائل ہیں۔

## عبد الغریز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نور پر تھا

وَأَنَّ مَجْمُوعَ نُورِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ وَضِعَ عَلَى الْعَرْشِ لَذَابَ  
(۲) {الابریز ۲۷۲} وَلَوْ وَضِعَ عَلَى الْحُجُبِ السَّبْعِينَ الَّتِي فَوْقَ الْعَرْشِ لَتَهَاقَتَتْ  
وَلَوْ جُمِعَتِ الْمَخْلُوقَاتُ كُلُّهَا وَوَضِعَ عَلَيْهَا ذَلِكَ النُّورُ الْعَظِيمُ لَتَهَاقَتَتْ وَتَسَا  
اور بلا شک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے نور کو اگر عرش پر رکھ دیا جائے  
تو عرش پگھل جائے۔ اور عرش پر جو ستر پڑے ہیں ان پر آپ کا نور مبارک اگر رکھ دیا جائے  
تو گر جائے۔ اور اگر تمام مخلوقات کو جمع کیا جائے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نور  
عظیم اس پر رکھ دیا جائے تو وہ بھی گر جائے۔

## عبد الکرم بن ابراہیم جمیلانی کا عقیدہ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

### خدا کے نور سے پیدا ہوئے

(۳) انسان کامل {۳۹} اَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا خَلَقَ النَّفْسَ الْمُحَدِّثَةَ مِنْ ذَاتِهِ  
تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ضرور اللہ تعالیٰ نے جب نفس محمدیہ کو



کو پیدا فرمایا اپنی ذات سے۔

## الباب الثامن والخمسون في الصورة المحمدية ونها النور

(۴) انسان کامل {۳۰} اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الصُّوْرَ الْمُحَمَّدِيَّةَ مِنْ تَوْكِيرِ اسْمِهِ الْبَدِيعِ الْقَادِرُ  
اور بے شک اللہ تعالیٰ نے صورت محمدیہ کو اپنے اسم بدیع

قادر کے نور سے پیدا فرمایا۔

## مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے منکر کو ہیں بھی نور حاصل نہ ہوگا

اور جو شخص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے کا قائل نہیں تو رب العزت نے اسے  
نور سے مطلقاً جواب دے دیا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

نور {۱۸/۵} وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُوْرًا فَلَمْ يَكُنْ نُوْرًا  
اور جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے نور نہیں بنایا۔ تو اس کے لئے  
کوئی روشنی نہیں ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نوری  
ہیں۔ اور سب اشیا سے آپ کا نور مقدم تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔

## مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ آپ کے نور کے متعلق

(۵) مکتوبات شریف دفتر سوم {  
باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست  
بلکہ بخلفے پیچ پیچ فرمے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ و صلی اللہ  
علیہ وسلم کہ با وجود نشا عنصری از نور حق جل و علا مخلوق گشتہ است  
مکتوب صدم صفحہ ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷



كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ

جاننا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پیدائشی صفت میں تمام انسانی افراد کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ پیدائش میں تمام جہان کے افراد سے کسی ایک فرد سے بھی آپ کی پیدائش مناسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

## نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

۱۴۶ قصیدۃ لنگمان ۲۲  
أَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَدْرُ أَكْتَنَى  
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَتٌ بَنُو سِرْبِكَ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ وہ نور ہیں کہ آپ کے نور سے چودھویں رات کا چاند منور ہوا۔ اور آپ کے بھی اعلیٰ نور سے سورج چمکنے والا ہوا۔

اے حنفیت کا دعویٰ کرنے والو! سوچو! جب ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجسمہ نور ہیں۔ اور آپ کے بھی نور سے چودھویں رات کے چاند کو روشنی ملی۔ اور سورج کو بھی جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی چمک حاصل ہوئی۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا انکار کر کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد بن سکتے ہیں یا نہیں۔ اور نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے حنفی کہلانے کے حقدار ہیں یا نہیں۔

## لفظ رجل کا جواب

”سائل“ رجل کا لفظ نبیوں پر آیا اور رجل جنس انسان پر بھی بولا جاتا ہے۔ لہذا



تمہارا کہنا کہ آپ نور میں غلط ثابت ہوا۔

**محمد عمر :** جناب جبریل علیہ السلام کو نوری سمجھتے ہو یا خالی۔

**سائل :** فرشتے سب نوری ہیں۔

**محمد عمر :** جبریل علیہ السلام دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے متعلق روایات کرتے ہیں۔

**مشکوٰۃ شریف** ۱۱ اِذَا طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدٌ بَيَاضُ الشَّيَاطِينِ شَدِيدٌ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ إِشْرَ السَّفَرِ ط

اچانک ہمیں ایک آدمی آیا سخت سفید کپڑوں والا سخت سیاہ بالوں والا اس پر سفر کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوتا۔

کیوں جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جبریل علیہ السلام نوری پر رجل کا لفظ استعمال کر رہے ہیں کیا جبریل علیہ السلام کے نوری ہونے میں فرق پڑا۔

یا رجل کے لفظ استعمال کرنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جبریل علیہ السلام کی حقیقت سے ناواقف ہونے پر محمول کر دیے۔ بلکہ انہوں نے آگے خود بھی ارشاد فرما دیا کہ لَا

يَعْرِفُنَا مِنَّا أَحَدٌ کہ ہم سے اس کو کوئی پہچانتا نہ تھا۔ اور پھر ناواقفیت کی بنا پر بھی اگر کہو تو یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ بعد میں مسطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو واقفیت کر دی تھی

فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ کہ یہ جبریل تھا تو پھر روایت بیان کرتے وقت ہی آپ رجل کا لفظ استعمال کرتے۔ حالانکہ روایت کرتے وقت بھی آپ نے اِذَا طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ ہی فرمایا تو ثابت

ہوا کہ حقیقت جس شکل میں متشکل ہو کر آئے حکم ہیئتہ کذا یہ ظاہری شکل کا ہوتا ہے۔ لیکن کسی صیئتہ کذا یہ میں متشکل ہونے سے حقیقتہ کا انکار نہیں ہو سکتا۔ مثلاً انسان

کی حقیقت مٹی ہے پھر بھی تو انسان ہی کہلاتا ہے۔ لیکن اس کی حقیقت لطفہ ہونے کے اس کو انکار نہیں۔ اور انسان کی اس حقیقت فراموشی سے ہی رب العزت نے اسے



حقیقت انسانی یاد دلائی کہ اَلْفَرِیْقُ نُطْفَتًا مِّنْ مَّيْنِیِّ یَمْنٰی کہ اے انسان کیا تو لطفہ  
تھا۔ جو منی سے ڈالا گیا۔ اور اس کا اصل بھی یاد دلا یا بَشَرًا مِّنْ صَلَٰلٍ مِّنْ حَمَٰمٍ مَّسْنُوٰتٍ  
تو ثابت ہوا کہ کسی حقیقت کے کسی صیغہ کذابہ میں متشکل ہونے نے اس کی حقیقت کا  
انکار نہیں ہو سکتا تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے نور پاک کو رب العزت نے قبل از  
آدم علیہ السلام پیدا فرمایا تو وہ صلب آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا۔ بطن آمنہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا سے ظاہر ہوا ان کی حقیقت کا تم کیسے انکار کر سکتے ہو اور اگر حقیقہ محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت مطہر نور ہونے سے تمہیں انکار ہو تو تمہاری کون سنتا ہے ملاحظہ ہو۔

**مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوا ہوا**

**حضرت عبد اللہ ربیعہ تک پہنچا**

زَقَانِی ۱/۵ { وَهِيَ أَنْ لَا يُوَضَّعُ هَذَا النُّوْرُ الَّذِي كَانَ فِي وَجْهِ آدَمَ كَالشَّمْسِ  
الْأُفْقِ الْمَطْهُرَاتِ مِنَ النَّسَاءِ وَلَمْ تَنْزَلْ هَذِهِ الْوَصِيَّةَ جَارِيَةً  
مُنْتَقِلَةً مِّنْ قَرْنٍ إِلَى قَرْنٍ (إِلَى أَنْ آدَمَ) أَوْ صَدَّ اللَّهُ النُّوْرَ إِلَى عَبْدٍ الْمَطْلَبِ صَلَٰتُهُ  
عَبْدُ اللَّهِ (وَهِيَ أَنْ لَا يَضَعُ هَذَا النُّوْرَ

اور وہ یہ ہے کہ نہیں رکھا گیا یہ نور کہ وہ نور جو حضرت آدم علیہ السلام کے چہرے میں  
سوج کی طرح تھا مگر پاکیزہ عورتوں میں) اور یہ وصیت جاریہ ایک قرن سے دوسرے قرن  
کی طرف منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ پہنچا یا اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
آلہ وسلم کو عبد المطلب تک اور ان کے لڑکے عبد اللہ تک۔

اس سے ثابت ہوا کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے  
قبل تھا۔ جو حضرت آدم علیہ السلام کے رُخ انور میں رکھا گیا۔ اور قرن بہ قرن مطہرات



میں منتقل ہوتا رہا آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے پاس رب کریم نے پہنچایا۔ پھر منتقل ہو کر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے دنیا میں بحمدہ ظہور پذیر ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کے سب مخلوق سے اول ہونے کا اقرار تمہارے بڑے مسئلہ بزرگ دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

## اکابرین دیوبند کے قلم سے مولوی اشرف علی صاحب اور نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ گر تھا

(۱) نشر الطیب ۶ پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں۔ پہلی روایت عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھ کو خبر دیجئے کہ سب شیاؤں سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے (نہ بائیں معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا۔ بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا۔ اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا۔ اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا۔ اور نہ زمین تھی۔ اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا۔ اور نہ جن تھا۔ اور نہ انسان تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو اس نور کے چار حصے کیئے۔ اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا۔ اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے۔



ف۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا با ولویت حقیقتہ ثابت ہوا۔ کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولویت کا حکم آیا ہے۔ ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

کیوں جناب! اب تم فیصلہ کر لو کہ تمہارے ایسے بڑے عالم مولوی اشرف علی صاحب نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے اول ہونا بلکہ انسان کی انسانیت سے اول ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری تسلیم کر لی ہے یہ حقیقت محمدیہ ہے۔ جس کو مولوی اشرف علی صاحب نے تسلیم کیا۔ اور بدلیل حدیث شریف اقرار کیا۔

سوال ۱۔ ہمارے لئے مولوی اشرف علی صاحب حجتہ نہیں ہے۔

محمدؐ جناب مولوی اشرف علی صاحب اکابرین دیوبندیہ ہیں حکیم الامت اور پڑھائے۔ ان کے بہشتی زیور اور بوار النوار ہے فتوے ثبت کر دے۔ ان کے نام سے اپنے مدرسوں کو منسوب کر دے۔ تو تمہارے اس انکار سے ثابت ہوا کہ تمہارا منسوب کرنا محض چندے کی خاطر ہے۔ کچھ تو خدا کا خوف کر دے۔ اپنے بزرگوں کو تو کافر و مشرک نہ بناؤ۔ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کرنے والوں کو کافر کہہ کر اپنے تمام اکابرین کو بھی کافر بنا دیا۔ ایسے اب مولوی اشرف علی صاحب کی بیان کردہ حدیث نور کی توثیق کا ثبوت بھی مولوی اشرف علی صاحب کی زبانی سن لیجئے۔

مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں۔

دیوبندی حضرا کے لئے مولوی اشرف علی صاحب کا کلام رد نہیں ہو سکتا  
(۱) نشر الطیب ۲۷۵ { رویائے مول منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صالح



محتاج و دیندار راست گو آدمی ہیں۔ کانپور میں اس زمانہ میں دیکھا کہ حضور سرورِ عالم جناب  
نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لائے ہیں۔ میری  
حالت اس وقت یہ تھی کہ گویا میں سو نہیں رہا۔ جاگ رہا ہوں۔ حضور سے عرض کیا کہ  
آج کل کانپور میں بہت شورشِ صو رہی ہے۔ اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت  
لوگ مخالفت کر رہے ہیں۔ اس کی کیا اصلیت ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے تمام  
حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اور اس  
کے بعد حضور نے صرف مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اشرف علی سے کہہ دینا کہ جو کچھ  
تم نے لکھا ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے۔

کیوں جناب! اب اس فیصلہ کے بھی تم مولوی اشرف علی صاحب کے فیصلہ  
کو ٹھکراؤ۔ تو تم جماعتِ اشرفیہ دیوبندیہ سے خارج ہو جاؤ گے۔ باقی رہا اس خواب کا  
فیصلہ تو دیوبندیوں کے لئے اٹل مولوی اشرف علی صاحب کا فیصلہ ثابت ہوا۔  
دروغ برکردن راوی۔ اور مولوی اشرف علی صاحب کا ارشاد سُنئے

(۳) نشر الطیب { نام احمد چوں چنین یاری کند  
تاکہ نورش چوں مددگاری کند

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک احمد جب ایسے مدد کرتا ہے۔ تو آپ کا  
نور پاک بھی ایسے ہی مدد کرتا ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب نشر الطیب پر مولوی ذوالفقار علی دیوبندی  
کے کلام کو نقل فرماتے ہیں۔

(۴) نشر الطیب { وَكَلَّ إِنِّي إِلَى الرَّسُولِ الْكَرَامِ بِهَا  
فَإِنَّمَا انصَلت من نورہ بمحمد

اور ہر معجزہ جو تمام رسل لائے ہیں۔ وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک



کے وسیلہ سے ان کو حاصل ہوا ہے

(۵) نشر الطیب { ۱۹ } دوسری روایت نیز محل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک

کذا فی سیدۃ ابن ہشام ط

ف اور یہ نور کا دیکھنا اس قصہ کے علاوہ ہے۔ جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقعہ ہوا

(۶) نشر الطیب { ۲۱ } دوسری روایت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقیفہ سے جن

کا نام فاطمہ بنت عبد اللہ ہے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا۔ اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ روایت کیا اس کو بھیقی نے کذا فی المتواہب ط

پڑی اشرف علی صاحبہا تھانوی مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کے نوری ہونے کو

نص قرآنی سے ثابت فرماتے ہیں

ملاحظہ ہو۔

(۷) منہج الصدور { ۳۳ } یا ایہا النبی انا امرسلناک شاہداً ومبشراً و تذیراً و داعیاً الی اللہ یدبیرہا و سر اجامتہا ط

پس منجملہ ان آیات کے ایک یہ آیت بھی ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔

اور اس کی ایک تفسیر یہ ہے۔ جو میں نے ذکر کی کہ نور سے مراد حضور ہوں۔ اور اس

تفسیر کی ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی قَدْ جَاءَ کُمْ رَسُولُنَا فَرَمَا یہ

تو یہ قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ جَاءَ کُمْ کا فاعل ایک ہو۔ دوسرے اوپر و تَبْدُ



جَاءَكُمْ رَسُولُنَا كَمَا سَأَلْتُمْ عَنْهُ فِي بَيْتِكُمْ كَثِيرًا قَبْلَ  
 كُنْتُمْ تَخْفَوْنَ مِنَ الْكِتَابِ يَعْنِي آپ کو مبین و منظر فرمایا ہے۔ اب سمجھے کہ نور کی نظر  
 ظاہر بنفسہ منظر لغیرہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان منظر کے بہت مناسب ہے۔  
 کہ مراد نور سے آپ ہوں۔ اور اس کے آگے قرآن کی شان میں فرماتے ہیں کِتَابٌ  
 مُبِينٌ يَهْدِي بِرَأْسِهِ إِلَى اللَّهِ تَوَكُّبٌ کو تو آلہ اظہار فرمایا۔ اور آپ کو مبین میں خود  
 منظر فرمایا۔ پس یہ قرینہ ہے تفسیر بالا کا۔ اور گو کتاب بھی ظاہر کرنے والی ہوتی ہے۔  
 مگر اس میں آیت کی شان زیادہ ملحوظ ہوتی ہے۔ تو ضیح اس کی یہ ہے کہ کتاب میں  
 بھی ظہور اور اظہار دونوں ہوتے ہیں۔ اور نور میں بھی دونوں ہوتے ہیں۔ لیکن ایک  
 فرق ہے۔ وہ یہ ہے کہ نور پر جب اول بار نظر ہوتی ہے۔ تو یہ نیت اور خیال بھی نہیں  
 ہوتا کہ وہ خود نظر آیا ہے۔

مثلاً نور سے کتاب دیکھی۔ تو اس طرف ذہن بھی نہیں کہ ہم کو نور نظر آیا ہے  
 پھر اس کے ذریعے سے کتاب نظر آئی ہے۔ بلکہ اس میں اول ہی سے منظر کی شان  
 ہوتی ہے۔

برخلاف کتاب کے کہ اصل یہی نیت ہوتی ہے۔ کہ وہ خود سمجھ میں آوے  
 پھر سمجھ کے آنے کے بعد ان مضامین میں سے دوسری جگہ کے احکام منکشف کئے جاتے  
 ہیں۔ تو نور کی شان میں تو اظہار

تو نور کی شان میں تو اظہار غالب ہے۔ اور کتاب میں ظہور غالب ہے  
 تو یقینی ہے کہ اللہ کتاب کے زیادہ مناسب ہے۔ اور نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے زیادہ مناسب ہے۔ یہ ہے وجہ ترجیح۔

مگر اس میں ایک اشکال ہو سکتا ہے کہ دوسری جگہ ارشاد ہے  
 قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا تو یہاں



برہان سے مراد غالباً بقرینہ جَاءَ کُمْ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور نور سے مراد غالباً بقرینہ اَنْزَلْنَا قرآن ہے۔ اور یہی نور وہاں بھی آیا ہے۔ اور القرآن یفسر بعضہ بعضاً تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہم یہ کب دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ جہاں لفظ جَاءَ کُمْ ہو۔ وہاں اس کا فاعل حضور صلی اللہ علیہ ہی ہونگے۔ ممکن ہے کہ یہاں جَاءَ کُمْ کی اسناد کتاب کی طرف مجازاً ہو مگر جہاں اسناد حقیقی بن سکے وہاں اسکو کیوں نہ اختیار کیا جائے۔ اور اور یہاں یعنی تَدَّ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نوراً میں صو سکتا ہے۔ پس یہاں یہی مناسب ہوگا۔ دوسرے ہم اَنْزَلْنَا سے بھی رسول ہی مراد لے سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک اور مقام پر اَنْزَلْنَا لَیْکُمْ ذِکْرًا سُرُورًا بدل بطور تفسیر ذکر سے یہاں بھی اَنْزَلْنَا کا معمول لفظ سُرُورًا واقع ہوا ہے۔ پس اس سے بھی تفسیر مختار پر کوئی غبار نہیں رہا۔

## مولوی اشرف علی صاحب کا فیصلہ

### غیر تنبویہ کا مقولہ زبان حال سے

در شعاع بے نظیرم لا شونید

ورنہ پیش نور من رسوا شونید

مصحفہ حب  
(۸) شلج الصدور مولوی اشرف علی صاحب

میری شعاع بے نظیر کے سامنے فنا ہو جاؤ۔ یعنی میرے ہی تابع ہو کر رہو۔

ورنہ میرے نور کے سامنے رسوا ہو جائے۔

جیسے آفتاب کے سامنے چاند اور ستارے بے نور ہو جاتے ہیں۔ باقی رات

کو جو کہ تفرّد کا وقت ہے۔ قمر اور کواکب میں جو نور ہوتا ہے۔ تو نور کا پیر تو جو کہ معتد بہ

نور ہے۔ اس وقت بھی شمس ہی سے مستعار ہوتا ہے۔ اور کواکب کا نور خود معتد بہ



نہیں۔ اور دن کو چونکہ آفتاب کے ہوتے ہوئے وہ سب بزبان حال دعویٰ نور کرتے تھیں کیسے چھوٹے پڑ جاتے تھیں۔ پس دعویٰ سے ہمیشہ رسوائی ہوتی تھی۔ اور اتباع سے ہر طرح سلامتی تھی۔ دنیا کے اندر بھی یہی دیکھا جاتا ہے۔ کہ مساوات اکابر میں خطرہ ہے اور تظلم میں سلامتی۔

(۹) تلخ لصد ۲ { نبی خود نور اور شرآں بلا نور نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علی ہو گیا  
مولوی اشرف علی صاحب کے انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں۔ امید کہ مولوی اشرف علی صاحب کے عقیدہ مند حضرات تو انشاء اللہ العزیز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر پس و پیش نہ کریں گے۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہنے والوں پر کفر کے فتوے نہ چسپاں کریں گے۔ بلکہ اپنے عقیدے کو بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا یقین کریں گے۔

اب اور اکابرین دیوبندیہ کے چند اقوال نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز سن کر آپ کی تسلی ہو جائے گی۔

شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ  
نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر

(۱۰) انفال حمیمہ [۱۳] پس ظہور جمیع اسماء متقابلہ چوں ہادی و مضل و معطی و  
امانہ و معز و مذل و باسط و قابض و رافع و مناقض  
و اسماء غیر متقابلہ و جمیع حقائق مختلفہ و جمیع افراد متعددہ از اعلیٰ و ادنیٰ و نفیس و  
خسین از عرش تا بفرش و ملائکہ علوی و جنہ سفلی ہمہ ناشی از ان حقیقت محمدی است



نورِ مصطفیٰ صلی علیہ وسلم متعلق ہوئی حسین احب محمد صادق و یونہی نے

تمام دیوبندی علماء کا عقیدہ بیان کیا

تمام علماء دیوبند و نورِ مصطفیٰ ﷺ کو سب مخلوق سے مقدم  
تسلیم کرتے تھے،

(۱۱) الشہاب الثاقب ۵

ہمارے حضرات اکابر کے اقوال عقاید کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ حضرات  
ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ  
فیوضات الہیہ و میراب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کیے ہوئے  
ہوئے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہونگی عام  
ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی۔ ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی  
طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو۔ اور چاند سے نور  
ہزاروں آئینوں میں۔ غرض کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ



جملہ کمالات عالم و عالمیاں ہے۔

یہی معنی لَوْلَاکَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرَیْ  
اور اَنَا نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ کے ہیں۔

(مولوی حسین احمد صاحب نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اور  
نور اور اول تسلیم کر لیا۔)

## مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی کا عقیدہ

(۱۳) منصب امامت ۱۲ ] اما نزول برکت پس بیانش آنکہ وجود انبیاء علیہم السلام  
بمشابہ آفتاب عالم تاب است کہ چوں نور اور تمام عالم  
مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی ] منتشر شود لا بد ظلمت شبینہ بدر رود و آنچہ در محاذات آفتاب  
بے حجاب واقع است۔ بتابش او تابناک است۔ و از ہمہ مراتب ظلمت پاک و  
آنچہ اندرون خانہ ازو محبوب است ہر چند از نفس نور او محروم است بچہنیں چوں  
ایں قدوسیای بشری لباس و کردہ بیان انسی اساس ازدواج فلک الافلاک  
بہ تیرہ واں اینجا کہ نزول میفرمایند۔ لا بد یک برکتے ہمراہ ایشاں فرود آمدہ در قلوب  
افراد بنی آدم فرو میرود۔

ترجمہ: لیکن برکت کا نزول تو اس کا بیان یہ ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
کا وجود انبیاء علیہم السلام کے وجود کے ساتھ سورج تمام جہان کے روشن کرنے والے  
کی مثل ہے کہ جب آپ کا نور تمام جہان میں پھیلتا ہے۔ ضروری رات کا اندھیرا دور  
ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ سورج کے سامنے بلا پردہ ظاہر ہو سورج کی روشنی میں  
چمکدار ہو جاتا ہے۔ اور ہر قسم کا اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ مکان کے اندر  
سورج سے محفوظ ہوتا ہے۔ اس کی ذاتی روشنی سے محروم ہے۔ ایسے بھی جب



یہ قدوسی بشری لباس پہن کر اور قریبی فرشتے انسانی شکل میں فلک الافلاک سے اس اندھیری مٹی پر نزول فرماتے ہیں۔ ضرور ایک برکت ان کے ہمراہ نیچے آتی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی بعض اولاد کے دلوں میں اترتی ہے۔

(۱۵) منصب امامت { آئے کسیکے بے بصراست البتہ از نور افشانی او بے خبر است۔

ہاں ایسا شخص ضرور نابینا ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نور افشانی سے بے خبر ہے۔

مولوی امین صاحب دہلوی کے نزدیک اصحاب مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم سے

بشریت کا مضمحل ہونا

(۱۶) منصب امامت { چرک بشریت ہمنشیناں ازاں میثویند زلال رحمت برایشاں  
مے بارو

صاف پانی کے ساتھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بشریت کی میل دھو دیتے ہیں۔ اور ان پر رحمت برستی ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ نور مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم پر

(۱۷) امداد السلوک { حق تعالیٰ در شان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ  
نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتب متبین و مراد از  
نور ذات پاک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہست۔ و نیز او  
تعالیٰ فرماید کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترا شاہد و مبشر و داعی الی اللہ



تعالے و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کستند و نور دھندہ را گویند۔ پس اگر کسے را روشن کردن از انساناں محال بودے آں ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم را ہم ایں امر میسر نیامدے کہ آں ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم از جملہ اولاد آدم علیہ السلام اند مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات خود را چنان مطہر فرمود کہ نور خالص گشتند۔ و حق تعالیٰ آنجناب سلامتی علیہ را نور فرمود۔ بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند و ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل مے دارند۔ و همچنین اتباع خویش را چنان تزکیہ و تصفیہ بخشید کہ ہمانا نور گردیدند۔ چنانچہ از حکایات کرامات و غیرہ ایشان کتب پر ہستند چنان مشہرت دارند کہ حاجت نقل نیست۔ و حق تعالیٰ ہم فرمود کہ ہر کہ با حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ایمان آورد نور ایشان بہیں و پیش ایشان خواص و شافیت و منافقتین گویند کہ باشید تا ما ہم از نور شما چیزے بگیریم و ازیں ہر دو آیت صاف پیدا است کہ بتتابع شریعت ایمان و نور ہر دو حاصل مے گردند و حضرت صلوٰۃ اللہ علیہ فرمود کہ حق تعالیٰ مرا از نور گرداں بلکہ فرمود کہ خود مرا نور کن۔ پس اگر نفس انسان را مضی بود محال بودے آں فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز ایں دمانہ فرمودندے چہ دعا مستحیلات بلطاق ممنوع است۔

وگفتہ اند کہ ابو الحسن نوری رحمہ اللہ تعالیٰ را نوری ازاں مے گفتند کہ از ایشان بارہا نور دیدہ شد و بسیار خواص و عوام از مقابر صلحا و شہدا نور مرتفع مے بیند و ایں نور نفس را کیہ ایشان است کہ چون کار نفس عالی مے بود نور او را بدن سرایت مے کند و طبع و مزاج بدن میگردد و باز اگر نفس از بدن بمفارق ہم میشود تا ہم آن جسد منبع انوار و منفذ آں مے باشد۔ چنانچہ در حالت حیوۃ و بقا نفس بود۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے



شان میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور بیان کرنے والی کتاب ضرور آئی۔ اور نور سے مراد حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو شام و درمیشتر اور نذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بھیجا ہے۔ اور منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ پھر اگر کسی شخص کو انسانوں سے روشن کرنا محال ہوتا تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو بھی نور میسر نہ ہوتا۔ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو ایسا پاک بنایا کہ خالص نور ہو گئے۔ آنجناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بھی نور فرمایا۔ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ نور کے سوائے تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ اور ایسے ہی اپنے متبعین کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے۔ اور بخشاکہ سب کو نور بنا دیا۔ چنانچہ آپ کی کرامات وغیرہ کی حکایتوں سے کتابیں پُر ہیں۔ اور ایسی مشہور ہیں کہ ان کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ جو لوگ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاتے ہیں ان کا نور دیکھو گے۔ ان کے آگے دوڑے گا۔ اور منافقین کہیں گے کہ ہماری طرف دیکھو تلکہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ لے لیں۔ اور ان دونوں آیتوں سے صاف واضح ہے کہ شریعت کی متابعت میں ایمان اور نور دونوں حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میرے کان و آنکھ اور دل میں نور بنا دے۔ بلکہ فرمایا کہ میرے نفس کو نور بنا دے۔



اگر انسان کے نفس کا روشن ہونا محال ہوتا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز یہ دعا نہ فرماتے۔ کیونکہ محالات کی دعا باتفاق ممنوع ہے۔

اور بزرگان دین نے فرمایا ہے۔ کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو اس لیے نوری کہتے تھے۔ کہ ان سے کئی دفعہ نور دیکھا گیا۔ اور کئی خواص و عوام نے صلحا و شہداء کی قبروں سے نور نکلتے دیکھا۔ اور یہ نور ان کے نفس کی پاکیزگی کا ہے۔ کہ جب نفس کا کام بلند ہو جاتا ہے۔ تو اس کا نور بدن میں سرایت کرتا ہے۔ اور طبیعت اور بدن کا مزاج بن جاتا ہے۔ پھر اگر نفس بدن سے علیحدہ بھی ہو جائے۔ پھر بھی جسم انور کا منبع اور نور کے نفوذ کی جگہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ نفس حیاتی اور اور بقا کی حالت ہو جاتا ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے مذکورہ بیان میں محمد سرور قرآن و حدیث کی روشنی میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ثابت کیا۔ اور تمام مخلوق کا مبداء ثابت کیا۔

مذکورہ عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے دلائل کی تفصیل

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ

اس فرمان الہی میں نور سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ملاحظہ ہو مذکورہ عبارت

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ سے مراد حضور ہیں

(۱) حق تعالیٰ در شان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمد نزد شما از طرف حق تعالیٰ

نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ و مراد از نور ذات پاک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہے۔



سِرَاجِ مُنِيرٍ اِسْمُ مُرَادِ مُصْطَفٰی صَلٰی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(۲) و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کننده و نور دہندہ را گویند

مُصْطَفٰی صَلٰی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نُوْرٌ مُّخْضَرٌ

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات خود را چنان مطہر فرمود کہ نور خالص گشتند  
و حق تعالی آنجناب سلامۃ علیہ را نور فرمود۔

تَوَاتُرٌ سَیِّدٌ اِسْمُ مُصْطَفٰی صَلٰی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کَا سَاۃً

(۴) بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند و ظاہر است  
کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل مے دارند

مُصْطَفٰی صَلٰی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنْسِی صَحَابِی کُوْہِی نُوْرٌ بَادِیَا تَکْہَا

(۵) و ہمچنین اتباع خویش را چنان تزکیہ و تصفیہ بخشید کہ ہمانا نور گردیدند۔

اَللّٰہُ تَعَالٰی اِسْمُ مُصْطَفٰی صَلٰی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کُوْہِی نُوْرٌ سَیِّدٌ فَرَمٰی

(۶) حق تعالی مرا از نور خود پیدا فرمود (مولوی رشید احمد صاحب نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ



کی اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا کہ خَلَقَ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِ  
رَبِّ الْعَرْشِ تَمَامِ مُؤْمِنِينَ كَوْنُورِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سے پیدا فرمایا

(۷) مؤمنین را از نور من پیدا فرمود۔

## انسان نوری ہو سکتا ہے

(۸) و نیز فرمود کہ الہی در سمع و بصر و قلب من نور گرداں۔ بلکہ فرمود کہ خود مرا نور کن  
پس اگر نفس انسان را مضی بودن محال بودے آن فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز ای دعا  
نہ فرمودندے۔ چہ دعا مستحیلات باتفاق ممنوع است۔

## اولیاء اللہ بھی نوری ہو سکتے ہیں

(۹) ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ ارا نوری ازاں مے گفتند کہ از ایشان بارہ نور  
دیدہ شد

## اولیاء اللہ و شہداء کی قبر سے نور کا ظہور

(۱۰) و بسیار خواص دعوا م از مقابر صلحا و شہداء نور مرتفع مے بیند۔  
تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ



# مولوی محمد قاسم صابانی دارالعلوم دیوبند کا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اقرار کرنا

(۱۸) قصائد قاسمی ۶ { رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت  
نجانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

اس شعر میں مولوی محمد قاسم صاحب نے اقرار کیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
پر محض بشریت کا حجاب تھا۔ حقیقتہً نور تھے۔ (تمام اکابرین دیوبند نے میرے مصطفیٰ صلی  
اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کیا۔ جن کے چند حوالہ جات لکھے گئے

اب عرض یہ تم یارو دیوبندی حضرات مولوی اشرف علی صاحب کو یا اور علماء دیوبند  
کو نور تسلیم کر لو تو جائز ہے۔ اور ہم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو از روئے قرآن و احادیث صحیحہ نور  
تسلیم کر لیں تو تم فوراً شرک کا فتوے جڑ دیتے ہو۔ خدا کا خوف کرو۔

سوال "حوالہ دو کہاں لکھا ہے؟

محمد عمر :- سنیہ جناب فقیر تمہاری کتب سے دکھا دیتا ہے۔

## مولوی اشرف علی صاحب تمہارے نزدیک نور تھے

ایک دفعہ احقر حاضر خدمت تھا۔ اور حضرت والا مولوی اشرف علی صاحب  
معمولات اشرفی ۹ { مدرسہ میں حوض سے جنوب کی طرف رات کو سوایا کرتے تھے۔ اور احقر کی  
سینہ مولوی حاجی حافظ حکیم { چارپائی بھی حضرت (مولوی اشرف علی صاحب) کی چارپائی کی برابر میں  
مصطفیٰ بجنوری { ہوتی تھی۔ جب تہجد کی نماز پڑھتے تو احقر کو محسوس ہوتا کہ ایک نور



مثل صبح صادق اوپر کو اٹھتا تھا۔ اور سفید رنگ کے شعلے حضرت (مولوی اشرف علی صاحب) کے جسم سے بار بار اوپر کو اڑتے تھے۔

معمولاً اشرفی ۹ { ایک روز احقر کسی ضرورت سے حضرت والا سے بہت دور صحن کے شمال کی طرف سویا۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ نور مثل صبح صادق موجود تو ہے۔ مگر مقررہ جگہ سے صٹا صوا ہے۔ غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سدہ دری کے اندر ہے۔ احقر اس کی تحقیق کے لئے اٹھا تو دیکھا آج حضرت والا (مولوی اشرف علی صاحب) سدہ دری کے اندر نماز پڑھ رہے ہیں۔

کیوں جناب جب مولوی اشرف علی صاحب تمہارے نزدیک نور سی صحن میں تو کیا تھا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو رب العزت نے نور پیدا فرمایا۔ تمام زمین و آسمانوں کو آپ نے نور فرما دیا۔ پھر ہم نے آپ کو نور کہہ دیا۔ تو ہم نے کونسا جرم کیا ہے۔ اور اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سمجھنا اور نور کہنا اور آپ کے نور پاک سے استفادہ لینا مشرک مانا ہے۔ تو اے خلق خدا گواہ رہو کہ اس عقیدے سے تم جو کچھ بھی تم پر عائد کر دھیں منظور مقبول ہے۔ ہمارا اس عقیدے کو ترک کرنا محال ہے۔

## مولوی رشید احمد صاحب کو مجسمہ نور سلیم کیا گیا

چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو  
تھی اس نور مجسم کے کفن میں دھی عریانی  
اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو نور مجسم لکھا۔  
کیا مولوی رشید احمد صاحب کو نور مجسم کہا جائے تو مشرک نہیں۔ اگر ہم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مجسم تسلیم کر لیں تو مشرک۔ خداوند کریم سے ڈرو۔



مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر غیر مقلدین کے اکابرین حوالہ جات

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

اقرار کرتے ہیں،

نفع الطیب ۶۰ لَمْ يَخْلُقِ اللَّهُ الْقَدِيرُ عَدِيلَهُ فِي عِزَّةٍ وَفَضِيلَةٍ وَضِيَاءٍ  
هُوَ رُكْنُ بَيْتِ اللَّهِ جَلَّالَهُ وَعَمَادُ هَذِهِ الْقُبَّةِ الْخَضِرَاءِ  
نواب صدیق حسن خاں يَكْفِيهِ فِي وَصْفِ لَمَكَانَةِ آتِهِ سَبَبُ لِيَخْلُقَ الشَّيْءَ فِي سَمَاءِ  
نُورِ الْهَيْ تَحْتَلِي رَحْمَتِهِ حَتَّى أَنَا رَحْنَادِيسَ الْغَبَاءِ

(۱) اللہ تعالیٰ قدرت والے نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال عزت اور فضیلت  
اور روشنی میں کسی کو پیدا نہیں فرمایا۔

(۲) آپ اللہ جل جلالہ کے گھر کے رکن ہیں۔ اور اس آسمان کے ستون ہیں۔

(۳) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کی وصف اتنی بھی کافی ہے کہ

آپ زمین و آسمان کے پیدا کرنے کے سبب ہیں۔

(۴) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور ہیں۔ رحمت کے تجلی ہیں حتیٰ کہ آپ

نے سخت اندھیریوں کو روشن فرمادیا۔

نفع الطیب ۶۱ يَا أَيُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِيعُ مَكَانَهُ أَضَاءَتْ بِنُورِكَ سَاحَةَ الرَّيَاءِ  
وَأَمْرُ حَلَادِيسَ السَّوْدَاءِ

(۵) اے بلند مکان والے سورج تیرے نور کے ساتھ تمام روئے زمین روشن ہو گئی ہے۔

(۶) غلیت اور مہربانی کی مجھ پر چمک ڈال اور میرے دل کی سخت اندھیری کو روشن فرماؤ



خطبۃ القدس ۳۷۶ { وگفتہ کہ حلول نور محمدی در ہند بقیاس مساوات منطقی ثابت  
میشود۔ چہ از روئے احادیث صحیحہ نور محمدی در صلب آدم  
و دیعت بود و از جن مبین او میتافت۔ پس روشن شد کہ مبداء نور محمدی ہند است  
و منتہائے آل عرب و کفی بذالک للہند مشرفاً و فضلاً و تقریر مساوات ایں است  
نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حل بآدم و آدم حل بالہند فنور محمد حل بالہند و تحقیق ایں  
قیاس در کتب منطق باید جست۔

كَانَتْ لِأَدَمَ أَرْضُ الْهِنْدِ مُنْهَبًا وَفِيهِ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَشْعُوْلًا  
اور کہا گیا ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلول ہند میں قیاس مساوات  
منطقی سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کے رو سے نور محمدی حضرت آدم  
علیہ السلام کے صلب میں امانت تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے  
چمکا تو واضح ہوا کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ابتداء ہندوستان ہے  
اور آپ کی انتہائے عرب ہے۔

اور ہندوستان کو آپ کی بدولت شرف و فضل کافی ہے۔ اور اس  
مساوات کی تقریر یہ ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کے ساتھ  
اترا۔ اور آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے تو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہند میں  
اترا۔ اور اس قیاس کی تحقیق منطق کی کتابوں میں تلاش کر لے۔

### ترجمہ شعرے

ہند کی زمین حضرت آدم علیہ السلام کے اترنے کی جگہ ہے۔ اور اس میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چمکنے والا تھا۔



غیر تقلیدین حضرا کے نزدیک حافظ محمد صاحب لکھوی کے نزدیک حقیقت

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نوری تھی

نور علی نور محمدی اللہ لتورہ من یشاء کے تحت لکھتے ہیں

ابن عباس سے کعب احباروں وچہ معالم لیایا  
جو نور اللہ دانی محمد سینه طاق ٹھہرایا  
تے دل اسدا قندیل جوشیشہ اندر طاق لگایا  
تے دیوا نور نبوت دل وچہ رکھ نبوت آیا  
اوہ نور نبی دا آپے دیندالوکان نور روشنائی  
بھاویں نبی سولے دیوے حاجت اگ نہ کائی  
نور نبی دا خوبیاں اسدیاں لوکان ننوں دسیا وں  
اگے وحی نبوت تھیں بھی خوبیاں لوکان بھا وں

تفسیر محمدی  
۲  
۱۳۰

بشریت کے متعلق حافظ محمد صاحب کا فیصلہ

تفسیر محمدی ۱۸۴ جو ہر دم غالب ہو سی تیرے اوپر نور الہی بدتے بشریت ناوہو جہی جہی اولیٰ ہی

حافظ محمد صاحب لکھوی کا تعریف میں غلو

تا ہادی خاص مرنی کامل سر جبار رب تعالیٰ  
اوہ قدرت کامل رب نمونہ اسم محمد والا

(۳) تفسیر محمدی ۱۸۴



مولوی ثناء اللہ صاحب امیری کا اقرار کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور صہیں

۱۳۱ سلام اس نور رب العالمین پر  
صنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب  
سب اس کی آل اور اصحاب ہیں پر  
کیوں جناب! اب تو تمہارے مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور  
آپ کی آل و اصحاب اور سب ایمانداروں پر سلام پڑھ دیا۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
رہ بھی تسلیم کر لیا۔

۲۱ ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا علیہ السلام خدا کے  
مولوی ثناء اللہ صاحب نے پیدا کئے ہوئے نور صہیں۔

مولوی محمد درویش کاندھلوی کا اقرار

قدیم مقامات حریری { سراج مبین کتب الفتح و خیر البرایا و نور قدیم  
چراغ روشنی دینے والے صہیں ضعی کے سورج کی طرح اور مخلوق  
سے بہتر ہیں۔ اور نور قدیم صہیں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عقیدہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۶ { اللہم صل علی سیدنا محمد بن السائدین للمخلوق نور الرحمة للعلمین ظہور  
آلے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ان کا نور سب  
ق سے پہلے ہے۔ آپ کا ظہور عالمین کے لیے رحمت ہے۔



# مولوی عبیدالحئی لکھنوی کا اقرار

عقد العاریہ تشریح و قایہ  
لعبیدالحئی لکھنوی

کتاب الایمان زیر  
المشی الی بیت اللہ

حاشیہ ۵ ۲۶۲

وَنُورُنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَآئِنَا خُلِقَ مِنْ نُورِ اللہِ اَوَّاتًا  
نُورًا مِنْ نُورِ اللہِ لَیْسَ مَعْنَاہُ مَا اَشَارَ اِلَیْہِ اَفْہَامُ الْعَوَامِ مِنْ اَنَّ اللہَ  
تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَخَذَ قَبْضَتَهُ مِنْ ذَاتِہِ السَّبِّیِّ مِنْ نُورِ بَہْتِہِ وَجَعَلَ  
نُورَ نَبِیِّہِ بِحِیْثُ تَكُونُ الذَّاتُ الْاِلٰہِیَّةُ مَا دَاةَ الذَّاتِ الْمُحَمَّدِیَّةِ  
تَعَالٰی اللہُ رَعْنُ ذَا لَکَ اَنْتَہُ

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا۔ یا  
یہ کہ اللہ کے نور سے نور ہیں۔ اس کے معنی یہ نہیں جس کی طرف  
عوام کے افہام نے اشارہ کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی نور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم کو ایک منھٹی لے لیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے لئے اس کی ذات مادہ  
ہے۔ اللہ تعالیٰ مادے سے مبرا ہے۔ اور اس سے مبرا ہے۔

## غلو کا جواب

سائل: مولوی صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو قرآن کریم و احادیث مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم اور محدثین و اقوال متقدمین مجتہدین سے نور ہونا ثابت ہو گیا۔ لیکن ہمارے  
عقیدے والے ایسے لوگوں کو غالی اور بدعتی کہتے ہیں۔

مجدد حکم: بھائی صاحب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حد کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے مخلوق  
کو نہیں۔ جب جبریل علیہ السلام جو مقررین ملائکہ سے ہیں میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حد  
مکانی معلوم نہ کر سکے اور عاجز رہے تو آپ کے حد مراتب کو ہم کیسے معلوم کر سکتے ہیں۔ اور جب جبریل  
علیہ السلام نوری قریبی فرشتہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی قسم کی حد کو معلوم نہ کر سکا  
تو باقی مخلوق کیسے کر سکتی ہے؟



آئیے میں تمہیں متقدمین بزرگانِ اسلاف کا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلو کے متعلق عقیدہ عرض کرتا ہوں۔

شرح الہمزہ ۳      شرح الہمزہ ۳      فتوحات احمدیہ ۲  
لابن حجر العسقلانی      محمد خفی      لشیخ سلیمان الجمل

وَكُلُّ غُلُوٍّ فِي حَقِّهِ تَقْصِيرٌ اور ہر غالی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں قاصر ہے۔  
ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتے کرتے اگر درجہ غلو تک بھی بڑھ جائے پھر بھی واصف قاصر ہے۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وصف کی صفت بیان کردہ سے وراء الوراء بالاتر ہیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہا وصف تک مخلوق سے کوئی واصف پہنچ سکتا ہے ہی نہیں تو غالی بن بھی کیسے سکتا ہے۔ جب ہر واصف کی وصف تقصیر ہے۔ آپ بالا ہیں تو واصف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے والے کو غالی کہنا جرم ہے۔

ملاحظی! ہم انشاء اللہ العزیز غالی نہیں بن سکتے اور نہ ہی ہیں۔ اگر یہ فتویٰ دینا ہے تو خداوند کریم کو کہو جو اپنے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حد سے پار لے گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ مخلوق کی حد تھی۔ تو رب العزت اگر حد سے پار لے جانے سے غالی نہیں کہلا سکتا تو ہم نام لینے سے کیسے غالی بن سکتے ہیں۔ آپ کو نور کہنے والا اگر بدعتی ہے تو سب سے پہلے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور خداوند تعالیٰ نے کہا۔ جو کئی آیتوں سے ثابت ہو چکا۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے نور فرمایا۔ اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نور ہونے پر امان رکھتے تھے۔ تابعین تبع تابعین سلف صالحین بزرگانِ اہل اسلام تمام کا عقیدہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا۔ دیوبندیوں کے اکابرین، غیر مقلدین کے مخصوص بانیان اکابرین کا عقیدہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا۔۔



فتویٰ کس کس پر چڑو گے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری سے مسلمانوں کو  
 منحرف کر کے ایک فرد منفردہ نوریہ قدرت الہیہ کے ابداع کا انکار کر دے۔ اور اپنے  
 ایمانوں کو تو کھو بیٹھے تھے باقی اچھے بھلے ایماندار مسلمانوں کو بھی گمراہ بنا دے۔ صوالہ شکریم  
 تمہیں اور صہیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت نوری سے منور فرمادے اور  
 اس نور منفردہ کی زیارت و امداد سے سرفراز فرمائے۔

مسلمانو! میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے دلائل تمہیں قرآنی  
 دلائل سے بیان کئے گئے۔ متقدمین و متاخرین مفسرین کی زبانی قرآنی کے دلائل بھی  
 پیش کئے گئے۔ اور احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقوال بزرگان دین بھی  
 نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل سے بھی ثبوت دیا۔ اور مخالفین نور مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابرین کے عقاید بھی بیان کئے گئے۔ اور مخالفین کے اعتراضات  
 کے جوابات بھی بطریق احسن لکھے گئے۔ اب بھی اگر تمہارا عقیدہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 نور پر صحیح نہ ہو تو پھر یہ حساب خداوند کریم کے ہاں ہوگا۔ اور فیصلہ قبر و حشر میں ہوگا۔

## مخالفین نور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوالوں کے جوابات

### مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے صہیں کا جواب

سوال: مولوی صاحب یہ جو تم نبی کو نور کہتے اور خدا کے نور سے نور مانتے ہو تو تم از روئے  
 قرآن مشرک ہو۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے: وَجَعَلُوا الْكُفْرَ بَعْدَ عِبَادِيَّ جُذْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ  
 مُّبِيْنٌ۔ انہوں نے اللہ کے لئے اس کے بندوں کو جز بنا دیا۔ بے شک انسان ضرور کفر کرنے  
 والا ہے۔ اس آیت قرآنی سے ثابت ہوا کہ جو خداوند کریم کی جز کسی بندے کو بنائے وہ  
 کافر ہے۔ تم نبی کو خدا کا جز مانتے ہو لہذا تم بھی کافر۔ خدا تمہیں ہدایت دے۔



محمد سرہم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا نور مانتے ہیں۔ یہ بھی اس کے فرمان کے موافق ہے۔ یُرِيدُونَ لِيطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝  
یہ ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اپنے مونہوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں۔ لوالہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ گو کفار بُرا منائیں۔  
اس آیت کریمہ میں دو جملے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نور فرمایا ہے۔

(۱) نُورَ اللَّهِ اللہ کا نور (۲) وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔

پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم کے نور سے بُرا منانے والوں پر فتویٰ کفر ثبت فرمایا۔  
(۱) وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ اور گو کفار بُرا منائیں۔

تو اس ارشاد خداوندی کے دوسے ہمارا اہل سنت و جماعت کا عقیدہ صحیح ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور ہیں۔

باقی رہا تمہارا آیت خداوندی کو پیش کرنا کہ اہل کتاب پر جزو خداوندی ماننے پر خداوند کریم کا فتویٰ کفر ثبت کرنا تو یہ ان اہل کتاب پر فتویٰ کفر ہے جو حضرت عزیر علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ یا کہتے ہیں۔ ان پر خداوند تعالیٰ کا فتویٰ کفر ہے کیونکہ بیٹا باپ کا جزو ہوتا ہے جب اہل کتاب نے عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند کریم کا بیٹا تسلیم کر لیا۔ تو انہوں نے دونوں کو خداوند کریم کا جزو ثابت کیا۔ اور منقسم ہونے والا قدیم نہیں رہ سکتا۔ بلکہ حادث ہوتا ہے۔ اور ذات خداوند قدیم ہے۔ اس لیے رب العزت نے قرآن کریم میں خداوند کریم کے لئے بیٹا تجویز کرنے والوں پر فتویٰ کفر ثبت فرمایا کہ تم بیٹا کہہ کر خدا کا جزو بناتے ہو۔ اس لئے وہ اس عتاب میں ماخوذ ہوئے ہم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔



الصَّاوِي [بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ] اى الله رَقُولُهُ اى ولد اے مولود عبر عنه بِالْكَلِمَةِ لانه يقول  
 على اهل البيت كن من غير واسطة عادة واتفق ان نصرانيا قدم على الرشيد فوجد عنده  
 الحسن بن علي الواقدي فقال النصراني للخليفة والعالم ان في كلام الله اية  
 ۱۵۴ اقول على عيسى جزء من الله فقال له وماتلك الاية فقال النصراني ان الله يُبَشِّرُ

بكلمة منه فمن لتبعض فمقتضى ذلك ان جزء منه فقال الشيخ اذا كانت من  
 للتبعض هنا فكذلك هي في قوله تعالى وسخر لكم ما في السموات وما في الارض جميعا منه  
 اذ لا فرق بينهما فبهت النصراني واسلم واخذ الخليفة على الشيخ اغدا قاعطا وكان  
 يوما مشهود وانما من للابتداء على حدان الله خلق نور نبينا من نوره والمعنى  
 خلقنا بلا واسطة مادة »

اللہ تعالیٰ کے کلمے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے  
 بغیر واسطے مادے کے کن سے پیدا فرمایا۔ اور ایسا اتفاق ہوا کہ ایک نصرانی ہارول رشید کے پاس  
 آیا تو ان کے پاس حسن بن علی واقدی بیٹھا تھا۔ تو نصرانی نے خلیفے کو کہا کہ تمہارے قرآن کی ایک آیت  
 میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی جبر لکھا ہے۔ تو اس نے کہا وہ کونسی آیت  
 تو نصرانی نے کہا اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ تو میں تبعضیہ ہے۔ تو اس کا مقتضى یہی  
 ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا جبر ہیں۔ تو حسن نے کہا من کو یہاں تبعضیہ لیا جائے تو  
 ایسے پھر سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جميعا منه میں بھی تبعضیہ لیا جائے گا۔ دونوں  
 میں کوئی فرق نہیں تو نصرانی حیران ہو گیا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اور خلیفے نے شیخ کو بڑا انعام عطا  
 کیا۔ اور عید کا دن تھا۔ اور کوئی بات نہیں من ابتداء یہ علیہ ہے۔ جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ نُوْرَ نَبِیِّکَ  
 مِنْ نُّوْرِہِ معنی یہ ہیں کہ آپ کو مادے کے واسطے کے بغیر پیدا فرمایا۔

مثلاً چاند قمر امنیٰ خداوند کریم کے نور سے پیدا ہوا و جعل  
 الشمس ضیاء بسوچ کو نور پیدا کیا۔ ایسے ہی ستاروں کو نور  
 سوچ چاند نوری میں {



بنایا۔ ملائکہ نور سے پیدا ہوئے۔

## ملائکہ نوری ہیں

کتاب الاسماء والصفات [عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ] ۲۷۷

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

## لوح و قلم نوری ہیں

کتاب الاسماء والصفات [عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ أَنَّ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى دُرَّةً بَيْضَةً] ۲۷۹

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا بے شک۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قلم نوری، لوح محفوظ نوری ملائکہ نوری جب اللہ کے نور سے یہ تمام انوار پیدا ہوئے۔ اور ان کو نور سلیم کرنے سے یہ خداوند کریم کے جزا نہ لازم آئے حالانکہ لوح و قلم و ملائکہ کا نوری ہونا قرآن کریم کی نص سے ثابت نہیں۔ اور میرے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نوری ہونا نص قرآنیہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا۔ ہم نے تسلیم کر لیا تو اس میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے خداوند کریم کا جزو بن سکتے ہیں۔

توسل اللہ کا [حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ پر تشریف لے گئے تو فُلْتَا تَجَلَّى رَبُّهُمَا] دوسرا جواب [لَلْجَبَلِ جَعَلْنَا ذَا وَخْرَ مُوسَىٰ صَحِيقًا] توجب تجلی ڈالی اس کے رب نے پہاڑ پر پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔

تو وہ تجلی جو پہاڑ طور پر پڑی تو اس نے طور کو جلادیا۔ وہ تجلی نور تھا یا نہ؟ جب غمیر تھا نور خداوندی کا اس کو جزو کہو گے؟ نہیں! تھا وہ نور خداوندی لیکن نہ تم اس کو خداوند کریم کا جزو کہہ سکتے ہو نہ عین۔ کیونکہ اگر جزو ہو تو معاذ اللہ ذات خداوندی حادث ثابت ہوگی۔ اور



اگر عین کہو تو بھی غلط کیونکہ نور خداوندی ہر شے کو محیط ہے۔ اس کو کوئی شے محیط نہیں۔ اور جب حدوت میں اس کا ظہور تسلیم کیا جائے تو وہ خود حادث ہو جائے گا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جو تجلی طور پر پڑا تھا وہ نور خداوندی ہے۔ لیکن نہ اس کو ہم جز کہہ سکتے ہیں نہ عین ایسے صلی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت خداوند کریم کے نور ہیں نہ عین نہ غیر نہ صلی خداوند کریم کی ذات و صفات ازلی میں شامل ہیں۔ اور پیدائشی جسمانیت بھی نور ہی جس کی پیدائش جنس انسانی سے مسلم ہے۔ کسی کو انکار ہو بھی نہیں سکتا۔

### قرآن کریم نور مبین ہے

تیسرا جواب ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ تَوْرًا قَبِيْنًا﴾ اور ہم نے تمہارے پاس صا نور نازل فرمایا ہے۔  
 ۲۴ [تمام قرآن کریم میں وحدہ لا شریک نے اپنے کلام قرآن کریم کو نور اللہ یا نورہ سے نہیں ارشاد فرمایا۔ حالانکہ کلام اللہ کو نور اللہ کہا جاتا ہے۔ اور میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ سے قرآن کریم میں رب العزۃ نے صاف خطاب فرمایا لیکن تمہیں آپ کو نور اللہ کہنے سے کفر لازم آتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ تمہیں دشمنی خداوند کریم سے ہے۔ اور قرآن کریم فرمان خداوندی سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور خداوندی ثابت ہوئے۔ اب تم بتاؤ کہ قرآن کریم قدیم ہے۔ اور حادث بھی نہیں۔ اور قرآن کریم نور قدیم خداوند کے نور سے ہے۔ اب فیصلہ تم پر ہے کہ قرآن کریم نور خداوند کریم کا جزو کہو گے۔ یا عین خداوند کریم کے نور سے۔ لیکن نہ عین نہ جز۔

اگر قرآن کریم نور قدیم ہونے کے باوجود خدا کے نور سے نور تسلیم کرنے کے بعد جزو نہیں کہلا سکتا۔ اور کفر لازم نہیں آتا تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے نور سے نور مخلوق نہ عین ہے نہ جزو۔ تو کفر کیسے لازم آئے گا۔ تو یہ تمہارا استدلال غلط ثابت ہوا۔ اور ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم کے نور سے نور مخلوق تسلیم کرنے میں جزو خدا نہیں کہلا سکتے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ آپ کا نورانی جسم نوع انسانی سے متعلق ہے۔ واللہ متیم توبہ و لکیرۃ الکفر و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی زبردست دلیل ہے۔



# اپکے بال سیاہ نور ہونے کے خلاف بھی کا جواب

سائل: بھائی صاحب بات یہ ہے کہ یہ تو میری سمجھ میں آگیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ہونے سے خدا کا جزو نہیں بن سکتے لیکن یہ تو بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سیاہ تھے یا نہیں؟ نور کالا بھی ہوتا ہے؟ حالانکہ حدیثوں میں آتا ہے کہ آپ کے بال کالے تھے۔ تو آپ کے بال انوری ہوئے تو آپ کے جسم کا ایک حصہ نوری نہ ہوا جس کا ایک حصہ نوری نہیں تو باقی کیسے نور ہو سکتے ہیں۔

محمدؐ بڑے افسوس کی بات ہے کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے نوری نہ بنا دیا تھا۔ سو قرآن کریم۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دستِ پاک نوری تھا

- (۱) اعراف ۹ { وَنَزَعْنَا يَدَهُ فَاِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاطِلِيْنَ ط  
اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو چانک رہے دیکھنے والوں کے لئے چمکیلا ہو گیا۔
- (۲) طہ ۱۶ { وَاضْمَمْنَاهُ بِدَكَ اِلَى جَنَاحِهِ فَتَخْرُجُ بَيْضَاءُ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ اَيْتًا اُخْرٰى  
لِنُرِيْكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى  
اور اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں ملاؤ بغیر کسی بیماری کے روشن ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہوگی۔ تاکہ تم تمہیں دکھا دیں اپنی بڑی نشانیوں سے۔
- (۳) نمل ۱۹ { وَاَدْخَلْنَاهُ فِيْ جَنْبِهِ فَتَخْرُجُ بَيْضَاءُ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ  
اور داخل کر اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں بغیر بیماری کے روشن ہو کر نکلے گا۔
- (۴) لقصص ۲۰ { اَسْلَاكُ يَدِكَ فِيْ جَنْبِكَ فَتَخْرُجُ بَيْضَاءُ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ  
تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو بغیر بیماری کے روشن ہونے والا نکلے گا۔
- ان آیات کریمہ سے رب العزت نے ثابت کر دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے



دست مبارک کو اللہ تعالیٰ نے نوری بنادیا جس میں کسی اور چیز کی ملاوٹ نہ تھی۔ انسانی ہاتھ کو اگر نوری بنا سکتا ہے۔ تو انسان سے نور کی ولادت بجنس انسانی بھی اس کی قدرت سے ممکن ثابت ہوئی۔ اور جب ہاتھ کا نوری بننا ممکن تو حقیقی نور کا صورت انسانی میں متشکل کرنا قدرت الہیہ میں ممکن ثابت ہوا۔ بلکہ انسانی ہاتھ فی الخارج حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حقیقی نوری بنا۔ اور حقیقت نور بصورت انسانی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ یہ وحدہ لا شریک کی قدرت کاملہ کا کمال ثابت ہوا۔

دوسرا جواب بالوں کی سیاہی آپ کے نور ہونے میں مغل نہیں ہو سکتی بال تو سیاہی ہوتے ہیں لیکن آپ کے بال مبارکوں میں خصوصیت یہ تھی کہ باوجود سیاہ ہونے کے ذر روشن کی طرح چمکیں تھے۔ اور یہ ممکن بھی ہے۔

## آپ کے سیاہ بالوں کا قرآنی جواب

تیسرا جواب ۱۔ رَاٰنَزَلْنَا لَیْکُمْ نُوْرًا مَّبِیْنًا

اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ قرآن کریم تمام نور ہے اس میں کوئی غیر شے نہیں۔ اور ابلیس کا ملعون ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے۔ وَاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ایسے ابولہب ابوہل فرعون وغیرہم کا کافر ہونا اور ملعون اور زاری ہونا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے بطوالت کی وجہ سے مختصر عرض کرتا ہوں لیکن ابلیس کا نام یا ابوہل فرعون ابولہب کا نام جب قرآن کریم کی عبارت میں مذکور ہوتا ہے۔ تو وہ تمام اسماء کفار کے الفاظ منزہ نوری کہلائینگے یا نہیں؟ اگر نہیں تو قرآن کریم میں نقص لازم آئے گا۔ اور اگر ہے تو ثابت ہوا کہ ان اسماء کا جب معنوں پر ادیا جائے تو فی الخارج بڑے ہیں لیکن جب کلام الہی میں ان کے اسماء پڑے جائیں تو وہی الفاظ نوری ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے ہی بالوں کی حقیقت تو سیاہ ہے لیکن جب نوری وجود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلیں گے۔ تو نوری ہی ہونگے۔ وہاں صرف معنوں کا عنوان نوری بنایا۔ یہاں عنوان و معنوں دونوں ہی نوری لائے۔ کیونکہ آپ حقیقتہ نور



ہیں۔ اور نور سے نور کا ہی اخراج ہوتا ہے۔ بلکہ جو چیز اس میں داخل ہوگی وہ بھی نور بن جائے گی۔ جیسا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا خاکی تناول فرماتے تھے لیکن جب آپ کے دے جو میں جاتا ہے تو وہ بجائے اس کے کہ انسانی تقاضے کے مطابق گندگی بنے۔ خوشبودار نور بن جاتا ہے۔

وہاں تو صرف لغتاً عنوان بدلا معنوں میں فرق نہیں آیا۔ لیکن یہاں رب العزت نے حقیقت ہی بدل دی اس کو عقل بھی تسلیم کرتی ہے دلیل عقلی مثلاً بادل سیاہ ہوتا ہے جب سورج کی روشنی سفید اس پر غالب ہوتی ہے۔ تو بادل سفید نظر آنے لگ جاتا ہے۔ اور جب سورج بوقت طلوع یا غروب سرخ ہو جائے تو بادلوں پر بھی سرخی غالب ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی نور مصطفیٰ نے آپ کے بال مبارکوں پر غالب صرف بالوں کی سیاہی کو ہی منور نہیں فرمایا۔ بلکہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خاکی لباس پر اتنا غالب تھا کہ وہ تجلیات الہیہ کو برداشت کرتا تھا۔

## نور کھانے پینے سے سبراہوتا ہے کا جواب

سائل "نور کھانے پینے سے سبراہوتا ہے۔ نور کھاتا پیتا نہیں۔ بیویاں نہیں رکھتا۔

محمد عمر" حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ نوری تھا اور کھاتے پیتے بھی تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ تھے۔ اگر روح اللہ کے کھانے پینے سے اس کے روح اللہ ہونے

دوسرا جواب میں فرق لازم نہیں آتا تو نور اللہ کے کھانے پینے سے بھی نور اللہ ہونے میں

فرق نہیں آسکتا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی بھی کریں گے۔ ان کی اولاد بھی ہوگی۔

تیسرا جواب شہر بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتے نوری نازل ہوئے جنہوں نے شراب پی اور زنا بھی کیا۔ سنئے۔

## ہاروت و ماروت دو فرشتے تھے

وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِكَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ مَا



دست مبارک کو اللہ تعالیٰ نے نوری بنادیا جس میں کسی اور چیز کی ملاوٹ نہ تھی۔ انسانی ہاتھ کو اگر نوری بنا سکتا ہے۔ تو انسان سے نور کی ولادت بحسن انسانی بھی اس کی قدرت سے ممکن ثابت ہوئی۔ اور جب ہاتھ کا نوری بننا ممکن تو حقیقی نور کا صورت انسانی میں متشکل کرنا قدرت الہیہ میں ممکن ثابت ہوا۔ بلکہ انسانی ہاتھ فی الخارج حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حقیقتہً نوری بنا۔ اور حقیقت نور بصورت انسانی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ یہ وحدہ لا شریک کی قدرت کاملہ کا کمال ثابت ہوا۔

**دوسرا جواب** بالوں کی سیاہی آپ کے نور صونے میں غل نہیں ہو سکتی بال تو سیاہی ہوتے ہیں لیکن آپ کے بال مبارکوں میں خصوصیت یہ تھی کہ باوجود سیاہ ہونے کے ذر روشن کی طرح چمکیں تھے۔ اور یہ ممکن بھی ہے۔

## آپ کے سیاہ بالوں کا قرآنی جواب

تیسرا جواب: رَاٰنَزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ط

اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ قرآن کریم تمام نور ہے اس میں کوئی غیر شے نہیں۔ اور ابلیس کا ملعون ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے۔ وَاِنَّ عَلٰیكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ایسے ابولہب ابوہل فرعون وغیرہم کا کافر ہونا اور ملعون اور زاری ہونا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ طوالت کی وجہ سے مختصر عرض کرتا ہوں لیکن ابلیس کا نام یا ابوہل فرعون ابولہب کا نام جب قرآن کریم کی عبارت میں مذکور ہوتا ہے۔ تو وہ تمام اسماء کفار کے الفاظ منزله نوری کہلائینگے یا نہیں؟ اگر نہیں تو قرآن کریم میں نقص لازم آئے گا۔ اور اگر ہے تو ثابت ہوا کہ ان اسماء کا جب معنوں پر ادلیا جائے تو فی الخارج بڑے ہیں لیکن جب کلام الہی میں ان کے اسماء پڑے جائیں تو وہی الفاظ نوری ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے ہی بالوں کی حقیقتہً تو سیاہ ہے لیکن جب نوری وجود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلیں گے۔ تو نوری ہی ہونگے۔ وہاں صرف معنوں کا عنوان نوری بنایا۔ یہاں عنوان و معنوں دونوں ہی نوری لائے۔ کیونکہ آپ حقیقتہً نور



نہیں کریں گے۔ پھر دونوں نے شراب پی۔ پھر وہ قتل کئے گئے۔ فَوَاقَعَا الْمُرَّةَ فَخَشِيَا أَنْ يَخْبِرَ  
الانسان عنهما فقتلاه دونوں عورت پر واقع ہو گئے تو دونوں ڈرے کہ ان دونوں کی خبر  
انسان دے دے گا۔ تو ان دونوں نے اس کو قتل کر دیا۔

کیوں جناب! رب العزۃ نے ہاروت و ماروت فرشتوں کو انسانوں میں انسانی لباس میں  
بھیج کر ثابت کر دیا کہ نوری انسانی لباس میں آسکتا ہے۔ (۲) نوری جس شکل میں متشکل ہو  
کراۓ اس کے عوارضات اس کو مستلزم ہوتے ہیں۔ جیسے کھانا پینا، عورتوں سے ہمبستری  
کرنا۔ جائز حلال اور پاک استعمال کرے گا تو مشیب ہوگا۔ اگر ناجائز اور حرام کرے گا تو سزا پائے گا۔  
میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عمر ہر حرام و ناجائز شے سے ہر طرح متبرکے رہے لہذا سید النورین  
بن گئے حاروت و ماروت حرمت کے مرتکب ہو گئے سزا یافتہ بن گئے۔

## نوری کا خاکی سے نکاح

سوال: کیا نوری کا خاکی سے نکاح ہو سکتا ہے۔

ہاں ہاں مومن جنتی جب جنت میں جائے گا تو رب العزۃ نے فرمایا لَحْمٌ  
مُحَمَّدٌ فِيهَا أَنْزَلُوا أَجْرَ مَطْهَرَةٍ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ جنت میں مومنوں کو  
بیویاں پاک ملیں گی۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان جنتیوں کے ازواج مطہرات کی  
صفت فرمائی حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ اور جنتیوں کو حوریں پردہ نشین ملیں گی۔  
معلوم ہوا کہ خاکی کا نوری سے نکاح ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے بھی شرط ہے۔ رب  
العزۃ جنتیوں کو بھی قیامت کے دن نوری بنادے گا جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

جنتی مومنین کو بھی قیامت میں رب العزۃ نوری بنا دے گا

يَسْعَى نَوْمُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَيَأْتِيَانَهُم مومنین کے آگے اور دائیں اور صوگا۔



اور جو اتارا گیا دو فرشتوں پر بابل میں ہاروت و ماروت کو۔

تفسیر خازن ۱/۲ { فَشْرَبَا فَلَمَّا اِنْتَشَيَا وَقَعَا بِالْمَرْءَةِ فَزَنِيَا بِهَا فَذَاهُمَا اِنْسَانٌ فَقَتَلَاهُ }  
تو دونوں نے شراب پی۔ پھر جب دونوں یہوش نشہ ہوئے تو ہر عورت پر چڑھے۔ اور دونوں نے اس سے زنا کیا تو ان دونوں کو ایک آدمی نے دیکھ لیا۔ تو انہوں نے اس آدمی کو قتل کر دیا۔

کیوں جی اب تو تمہاری تسلی ہو گئی کہ نوری صحبت کر سکتا ہے۔ کھانی سکتا ہے اس سے نور میں فرق نہیں آتا۔ ہاروت و ماروت نوری ہیں۔ نور کی پیدائش میں پھر انہوں نے کھانی کرنا کر کے قتل کر کے دکھا دیا۔ تاکہ میرے پیارے نوری مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو میرا ہیں برعکس سے کے ازواج مطہرات اور حلال کھانے پینے سے نور میں فرق نہ آئے۔

تفاسیر سے کہ ہاروت و ماروت دو ملائکہ تھے

ابن کثیر ۱/۳ { هَارُوتٌ وَمَارُوتٌ كَانَا مَلَكَيْنِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَاهْبَطَا لِحُكْمِ بَيْنِ النَّاسِ }  
ہاروت اور ماروت دو فرشتے تھے۔ فرشتوں سے پھر دونوں اتارے گئے تاکہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

ہاروت و ماروت فرشتوں کا بازاروں میں چلنا اور زنا کرنا

ابن کثیر ۱/۳ { ثُمَّ اتَّيَمَنَّا لَهَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَهَا فَأَرَادَا هَا فَقَالَتَا لَهَا لَاحِقِي تَشْرَبَا خَمْرِي وَتَقْتُلَانِي }  
پھر وہ دونوں فرشتے زہر کے مکان پر آئے تو دونوں فرشتے زہر کے پاس جمع ہوئے تو زہر کا بھی ارادہ ہو گیا۔ تو زہر نے کہا کہ میں تو تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔ حتیٰ کہ تم دونوں میری شراب پیو اور میری دسی کے بیٹے کو قتل کرو۔ اور میرے بت کو سجدہ کرو تو دونوں نے جواب دیا ہم سجدہ



انعام ۱۶۱ وَ مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ بِمَا تَحْمِلُ إِلَّا أَمْرًا أَتَانَا هُمْ  
 انہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پرں سے اڑتا ہے  
 امتیں ہیں مثل تمہاری۔

اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں بحیثیت امت تمہیں پرندوں اور درندوں کے مماثل  
 ثابت فرمایا۔ تو بحیثیت امت کتنے بے خنزیر اور پرندے آلوگدھ وغیرہ سب تمہارے جیسی  
 امتیں ہیں تو امت خداوندی ہونے میں تم ان سے یکساں ہوئے۔ تو اس آیت خداوندی کے  
 رو سے اگر تمہارے کسی بزرگ مولوی صاحب کو کہا جائے کہ امت اللہ ہونے کی بنا پر گدھے  
 یا آلو کی مماثل ہیں تو کیا تمہیں ناگوار معلوم ہوگا یا نہیں۔ اور تمہیں چاہیے بھی کیونکہ مثلث  
 میں بجائے اوپر کی طرف بڑھنے کے پھلی جانب تشبیہ دی گئی۔ اور اس میں نکساری ہے اور سب  
 امتی ہیں تو امتی کی مثال امتی سے ہونی چاہیے۔ اور اگر اس آیت پر عمل کرتے تھوئے ہم بفرمان خداوندی  
 تمہارے کسی بزرگ کو کہہ دیں تو تم بیخ پا ہوتے تھو۔ تو بشر مثلم میں تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثلث میں  
 اوپر کو ترقی کرتے تھو تو ہمارے ایمانوں کو ٹھیس لگتی ہے اس مذکورہ بالا آیت کریمہ سے سبق حاصل کرو کہ بشر  
 مثلم خداوند کریم کا تشبیہ دینا اور ہمارا اپنے قیاس سے تشبیہ دینا اور اس میں فرق بعید۔ خداوند کریم  
 نے مخالفین کو دعوت نبوت پیش فرمائی ہے۔ اور اصول یہی ہے دعوت سادے الفاظ سے ہوتی ہے لیکن  
 بوقت حاضری دعوت کے اصل کا مظاہر ہوتا ہے اس وقت سادے الفاظ سے ٹالا نہیں جاتا۔

دوستو! یاد رکھو امتی ہونے میں ان کی مثلث ضرور ہے لیکن چونکہ رب العزت نے ہماری جبلت  
 کو وحوش و طیور سے ممتاز کر دیا ہے اس لئے ہم مثلث سے جبلت ترقی پر ظاہر ہوئے اور کُنْتُمْ خَيْرُ  
 أُمَّةٍ سَ لُوَا زَا۔ ایسے ہی وَحْدَةً لَا شَرِيكَ لَہِ مُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی مائت عطا  
 فرمائی لیکن جبلت دوسروں سے ممتاز فرمایا اس امتیازی جبلت کی بنا پر ہم سے فوقیت پر ہوئے اور فوقیت  
 بھی ایسی کہ ملائکہ بھی جبلت آپ سے صبوط میں ہیں۔ فرمایا النَّبِیُّ أَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَلْفِہِمْ  
 مُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سب مومنین سے حقیقی اولویت بخشی تو رب العزت کا جہاں آپ کی ذاتی حقیقت کو



## نوری حُرور سے اولاد کا ہونا

ابن ماجہ ۳۳۲ [حدیثنا محمد بن بشار ثنا معاذ بن ہشام ثنا عن ابی عن عامر الاحول عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

المومن اذا شتھی الولد فی الجنة کان حملہ ووضعتہ وِسْنَتُهُ فی سَاعَةِ واحدٍ کما یشتھی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن جنت میں جب اولاد کی خواہش کرے گا۔ اس کا حمل بھی ہوگا۔ اور وضع حمل بھی ہوگا۔ اولہ جیسا کہ خواہش کرے گا۔ فوراً اس کی عمر بھی بڑی ہو جائے گی۔

دارمی شریف ۳۸۲ [ہشام عن ابیہ عن عامر الاحول عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید الخدری

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المومن اذا شتھی الولد فی الجنة کان حملہ ووضعتہ وِسْنَتُهُ فی سَاعَةٍ کما یشتھی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن جنت میں جب اولاد کی خواہش کرے گا۔ اس کا حمل بھی ہوگا اور وضع حمل بھی ہوگا۔ اور اس کی خواہش کے موافق فوراً اس کی عمر بھی بڑی ہو جائے گی۔ (امام دارمی نے جنت والوں کی اولاد ہونے کا باب باندھ کر لکھا ہے)

## قُلْنَا مَا اَنَا بِشَرِّ مُثْلُکُمْ کی بحث

سوال :- مولوی صاحب قُلْنَا مَا اَنَا بِشَرِّ مُثْلُکُمْ کے متعلق تسلی کر دیجئے۔

## مِثْلُکُمْ کا جواب قرآن کریم سے

پہلے جواب اول قرآنی آیت کا جواب بفضلہ قرآن کریم سے عرض کروں گا۔



# اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ كِي تَحْسِبُوْنَ

سوال ۱۔ محمد تو ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔ اور عقیقہ قرآن کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰی اِلٰی اَنْتُمْ اِلٰہُکُمْ الْوَاحِدُ کہہ دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوا اس کے نہیں میں بشر ہوں تمہاری مثل جب اللہ فرمائے کہ تم کہہ دو میں تمہاری مثل بشر ہوں تو میں کہنے سے کوئی خرابی نہیں۔  
محمد عمرؓ دوسرا جواب اسی آیت کے ماتحت حضرت حسن کی تفسیر لکھا دیتا ہوں۔

## اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ كِي تَحْسِبُوْنَ

تفسیر خازن ۸۷ [۶] قَالَ الْحَسَنُ عَلَمَهُ اللَّهُ تَعَالٰی لِتَوَاضِعِ حَضْرَتِ حَسَنِ نَبِيِّ اللَّهِ تَعَالٰی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ارشاد فرما کر تواضع کا سبق سکھایا ہے۔

تفسیر کبیر ۷۱ [۵] قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَمْرٌ مِّنْ مَّوَدِّعِ اللَّهِ عَلَيْهِ لَمْ يَأْنِ يَسْلُكْ طَرِيقَةَ التَّوَاضِعِ فَقَالَ يٰ اَللّٰهُ تَعَالٰی نے اس واسطے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا تا کہ آپ کو تواضع اور عاجزی کا سبق ملے۔ اور آپ کی سنت پر آپ کی امت عمل کرے۔ اور اپنے آپ کو عاجز کہیں مخزنہ کریں۔ اور اپنے آپ کو بڑائی کی طرف نہ بے جا دیں۔ اور اپنے آپ کو بڑوں سے تشبیہ دیں۔ لیکن بعض امتی ایسے بد فہم نکلے۔ جنہوں نے اس آیت کریمہ کا الٹ مطلب سمجھ لیا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا سبق سکھایا ہے۔ تو ہم بھی آپ کو بشر

مثلاً ہی کہیں گے۔ افسوس ایسی امت کے ایسے دماغ و سمجھ پر امت کا حق تو یہ تھا کہ عرشِ معلّٰی کی سیاحتی کرنے والوں کو جب بشرِ مثلم کی تواضع کا حکم ہو رہا ہے ہم تو آپ کے امتی ہیں ہمیں تو اپنے آپ کو کمترین سے کمترین کے مشابہ سمجھنا چاہیے تاکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو۔ نہ کہ مثل کہنے سے عمل ہو۔ مثلم کا لفظ تو صنفاً



بیان کرنا مقصود تھا۔ وہاں قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ فرمایا۔ اور جہاں مخلوق کو ہدایت خداوندی سے  
راہ راست پر لانا مقصود تھا۔ تو منکرین کو قَدْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے پردے سے متکبرین کو  
تَوَاضَعُوا إِنَّمَا الْإِلَهُ وَاحِدٌ کی دعوت خداوندی دی۔ آپ کی اس انکساری سے حقیقت  
محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر آپ مثل محمد رسول اللہ بن بیٹھا۔ افسوس! تمہیں چاہیے تھا  
فرمان خداوندی اَمْثَلُكُمْ کی مشابہت کی طرف جھکتے تاکہ تمہیں خداوند کریم رحمت مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل فرالیتا۔ اور تمہارے لئے رتبہ ایک فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ہوتا یہ  
جواب قرآنی آیت کا قرآنی آیت سے تھا۔

## بوجھ اٹھانے کا جواب

سوال: مولوی صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمزوروں کے بوجھ اٹھا کر اس  
کے گھر چھوڑ آتے تھے کبھی نور بھی بوجھ اٹھاتا ہے۔  
فقیر قرآن کریم سے اس کا ثبوت پیش کرتا ہے سُنِّیْ  
اَنْ يَّاْتِيَكُمْ التَّابُوتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّنْ مَا تَرَكَ  
اَلْمُوسٰى وَآلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهَا الْمَلٰٓئِكَةُ ط  
یہ کہ تمہارے پاس تابوت آئے گا۔ اس میں تسلی ہوگی تمہارے رب کی طرف اور بقیہ ہوگا  
اس چیز سے جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام چھوڑ گئے۔ اس کو ملائکہ نے  
اٹھایا ہوگا۔

کیوں بھئی ملاجی! اب تو قرآن کریم سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام کے تبرکات ملائکہ  
اٹھا کر ولی اللہ کی خدمت میں لائیں گے۔ ملائکہ نوری اور انسانوں کے تبرکات اٹھائے پھرتے ہیں  
کیا کہو گے۔ ملائکہ نوری نہ لے لے ایسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوری اور اپنی رحمت سے  
لوگوں کے بوجھ اٹھاتے تھے۔ اور آپ کے نور ہونے میں فرق نہیں آسکتا۔



انکساری کا قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یسکھایا۔ ایسے ہی حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا  
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ  
 یا نچواں جواب :- قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی نفس عبارت کو محی اگر دیکھا جائے تو  
 بھی تمہارا مطلب اس آیتہ کریمہ سے ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی مثل  
 کہنا اگر امت کو حکم دے تا کہ تم کہو کہ ہم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہیں۔ پھر تو تم سچے تھے  
 اور جب تمہیں حکم نہیں ہوا تو تم جھوٹے ہو۔ جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل کہتے  
 ہو۔ یہ تمہارا اپنی مثل کہنا سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو  
 اپنے مثل بشر کہنا شرعاً و عقلاً بھی منع ہے۔

## مِثْلُكُمْ کی عقلی دلیل

تمہاری ہمشیرہ والدہ بیوی عورت ہونے میں سب ہم مثل ہیں لیکن اگر تم بیوی کو کہو  
 کہ تو میری بیٹی یا میری ماں کی مثل ہے تو ساٹھ ریزے متواتر رکھو یا ساٹھ مساکین کو کھانا  
 کھلاؤ تو تم بیوی کے قریب جاسکتے ہو ورنہ نہیں۔ اور اگر کہو کہ میری ماں یا بیٹی  
 میری بیوی جیسی ہے تو ایمان جاتا ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے بے ایمان رہتا ہے  
 اگر گھر میں مساوات کرو تو ایمان جاتا ہے۔ تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
 مساوات قائم کرنے سے ایمان کیسے باقی رہ سکتا ہے۔

مشلیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانع کے دلائل قرآن کریم سے

اعزاب ۲۲ { يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ } اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو! تم لوگوں کے  
 عورتوں کے مثل نہیں ہو۔



تو آپ نے فرمایا تمہاری تواضع تو تب ہے کہ اس سے بھی کم تواضع کا لفظ ہو۔  
تیسرا جواب ۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بخاری شریف ۹۱۹ {۲} عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اپنی صورت پر۔

اگر آدم علیہ السلام تمہارے عقیدے کے ہوتے تو فرماتے کہ میں خدا کی مثل ہوں  
یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیتے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی  
صورت پر پیدا فرمایا ہے۔ لہذا حضرت آدم علیہ السلام خدا جیسے ہوئے۔ اور جب حضرت  
آدم علیہ السلام خدا جیسے ہوئے تو ہم تمام خدا جیسے ہوئے کیوں جناب!

اگر وہاں مشکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بنتے ہو۔ تو یہاں خدا کی مثل بھی جاؤ پلادرجہ  
کیوں پسند کرتے ہیں۔ ترقی کر کے خدائی مرتبہ پر کیوں نہیں فائز ہو جاتے۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔  
چوتھا جواب ۱۔ اب قرآن کریم سے عرض کرتا ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا کئی برس تک وظیفہ رہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنَّ لَنَا  
تَغْفِرَ لَنَا وَتَرْحَمَنَا لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ط اے رب ہمارے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم  
کیا۔ اگر تو ہمیں نہ بخشے اور نہ رحم کرے تو ہم خاسرین سے ہو جائیں گے۔

کیا تم بھی حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ادا کرتے ہوئے کہو گے کہ معاذ اللہ حضرت آدم  
علیہ السلام ظالم و خاسر تھے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے آپ کو کہا تم کیوں کہو اگر تم  
حضرت آدم کے فرمائے کو کہو تو ایمان نہیں رہتا۔ تو ایسے ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے  
ہوئے کو تمہارا ویسے کہنا بھی ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے  
بھی عجز و انکساری سے فرمایا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آبائی سبق عجز و



عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تواصلوا قالوا انک تواصل قال لست کا حدیث منکم قال انی  
اطعمہ واسقی او لانی ابیت اطعمہ واسقی

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا۔ صلی روزے نہ رکھو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم السلام نے عرض کیا حضور آپ  
صلی روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تم سے کسی ایک کی مثل بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا  
میں کھلایا جاتا ہوں۔ اور پلایا جاتا ہوں۔ یا فرمایا بے شک میں رات گزارتا ہوں کھلایا  
جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

(۳) داری شریف [ثنا سفیان بن عیینہ حدیثی عبید اللہ بن ابی یزید عن ابیہ ان  
امراتیوب اخبرته قال نزل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فتکلفنا لہ طعاما فیہ شیء من بعض ہذہ البقول فلما اتیناہ کرمہ وقال لصحابہ  
کلوا فانی لست کا حدیث منکم انی اخاف ان اودی صاحبی ؑ

حضرت ایوب کی والدہ نے خبر دی کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف  
لائے تو ہم نے آپ کو بعض سبزی کھانے کی تکلیف دی۔ اس میں کچھ بوہتی جب ہم آپ کے  
پاس لائے تو آپ نے کراہت فرمائی۔ اور اپنے دوستوں کو فرمایا تم کھا لو بے شک میں تم سے  
کسی ایک جیسا نہیں ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے دست سا بھی کو تکلیف ہوگی۔

(۴) بخاری شریف ۲۶۳ [حدیثنا عبید اللہ بن یوسف انما ملک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر  
قال غی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البوصال قالوا انک  
تواصل قال انی لست مثکم انی اطعمہ واسقی ؑ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسال سے منع فرمایا صحابہ  
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی حضور بے شک آپ صلی روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا بیشک  
میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ بے شک میں کھلایا جاتا ہوں۔ اور پلایا جاتا ہوں۔



جس بدن کے ساتھ آپ کا بدن پاک نوری مس کرے اس وجود کو رب العزت نے دوسرے سے ممتاز فرمایا۔ اور حکم الہی ہوا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات تم دنیا کی دوسری عورتوں جیسی نہیں ہو۔ آپ کے ازواج مطہرات کی مثلیت کی نفی جب اللہ تعالیٰ نے فرمادی تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثلیت تم کیسے بنا سکتے ہو۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک سب مومنین سے اعلیٰ ہے

الشَّيْءُ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ نَبِيَّ كَرِيمٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَامَ مُؤْمِنِينَ كَ  
نفسوں سے بہت اعلیٰ ہیں۔ اب تم کہو حضور ہمارے مثل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے باعتبار  
نفس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بہت بہتر ہیں۔ اب تمہاری بات کو تسلیم کریں یا خداوند کریم  
کے فرمان کو۔ تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مثل نہیں ہیں اور نہ ممکن بھی ہے۔

## مثلیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانا احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سانن بھتی ۶۱۲ | اخبارنا ابو علی الروزباری انبانا محمد بن ابی ثنکر ثنا ابو داؤد ثنا محمد  
بن قدامہ بن اعین ثنا جویر عن منصور عن ہلال بن یساف عن  
مسلم شریف ۲۵۳ | ابی یحییٰ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال حدثت یا رسول اللہ  
انک قلت صلوة الرجل قاعدًا نصف الصلوة وانت تصلي قاعدا فقال اجل ولكن لست  
کأحد منکم رواہ مسلم فی الصحیح ۶۱

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے میں نے بات کی یا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم بے شک آپ نے فرمایا بیٹھ کر آدمی کی نماز کا آدھا ثواب ہے۔ اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ لے  
ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ اور لیکن میں تم سے کسی ایک کی مثل بھی نہیں ہوں۔  
(۲) بخاری شریف ۲۶۳ | حدثنا صدر ثنا یحییٰ عن شعبۃ ثنا قتادة عن انیس



روزے سے منع فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی روزہ رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

(۱) ابوداؤد ۳۲۹ [حدیثنا قتیبہ بن سعید ان ابوبکر بن مضر حدیثہ عن ابن الحاد عن عبد اللہ بن جناد عن ابی سعید الخدری انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تؤاویلکم اراذان تؤاویل فلیؤاویل حتی السحر قالوا فانہ یؤاویل قال انی لکست کھیتکم ان لی مطعماً یطعمنی وساقیاً یتسقیننی]

ابوسعید خدری سے روایت ہے اس نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے صلی روزہ نہ رکھو۔ تو تم سے جس شخص کا ارادہ ہو کہ صلی روزہ رکھے چاہئے کہ سحری تک صلی کرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا حضور آپ رکھتے ہیں فرمایا میں تمہاری حدیث کا نہیں ہوں بیشک میرے کھلانے والا ہے۔ جو کھلاتا ہے۔ اور پلانے والا ہے جو پلاتا ہے۔

(۲) ترمذی شریف ۹ [عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤاویل قالوا فانہ یؤاویل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لکست کاکحد ککم ان ربی یطعمنی ویتسقیننی ۵]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلی روزہ نہ رکھو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی روزہ رکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے کسی کی طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

(۱) مسند امام احمد بن حنبل ۱۲۸ [حدیثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثناء عبد الوہاب بن عطاء مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یؤاویل عن الوصال فیل لمانہ تؤاویل یا رسول اللہ قال انی لکست کھیتکم انی اُطعم وَاُسقی ۵]



(۵) بخاری شریف ۲۶۳۱ [حدثنا عبد الله بن يوسف ثنا الليث حدثني يزيد بن الهاد عن  
عبد الله بن جناب عن أبي سعيد أنه سمع النبي صلى الله عليه

وسلم قال لا تَوَاصِلُوا نَائِكُمْ أَلَدَّ أَنْ يُوَاصِلَ قَلْبُكُمْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنْ أَيْتُ لِي مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَسْقِينِي  
أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَوَايَتَ هَـ كَـ اسْ نَ سُنَانِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ آيَةَ  
فَرِيَا وَصَلِي رُوزَةِ نَ رَ كَ هُ تَمَّ سَمِعَ حَسْبَ كَا ارَادَه هُوَ كَ وَصَلِي رُوزَه رَ كَ هُ نَ كَا تَوَسَّحَرِي تَكَّ رَ كَ هُ صَحَابَه  
كَرَامَ ضَوَانِ اللَّهِ عَلَيْهِمُ أَجْمَعِينَ نَ عَرَضَ كِي يَا رَسُولَ اللَّهِ آيَ وَصَلِي رُوزَه رَ كَ هُ تَ هَيَّيْ آيَ نَ فَرِيَا  
بَ شَكِّ مِي تَمَّهَارِي طَرَحَ نَ هَيَّيْ هَيَّيْ مِي رَاتِ كَزَارَتَا هَيَّيْ مِي رَ كَ هُ تَا هَيَّيْ وَآلَا مَجَّ كَ هُ تَا  
هَيَّيْ. اَوْرَ مِي رَا يَلَانِ وَآلَا مَجَّ كَ هُ تَا هَيَّيْ.

(۶) بخاری شریف ۲۶۳۲ [حدثنا أبو اليمان أنا شعيب عن الزهري أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن  
أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوُصَالِ فِي  
الصَّوْمِ فَقَالَ لَمْ يَجْلُثَنَّ الْمُسْلِمِينَ أَنْكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَأَنْتُمْ كَمِثْلِي إِنْ أَيْتَ لِي مُطْعِمٌ يَطْعِمُنِي رَائِي  
وَيَسْقِينِي ط]

أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعَ رَوَايَتَ هَـ. فَرِيَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَ مَنَعَ  
فَرِيَا وَصَلِي رُوزَه رَ كَ هُ نَ سَمِعَ مِصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ آيَةَ صَحَابِي نَ عَرَضَ كِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
آيَ تَوَاصِلِي رُوزَه رَ كَ هُ تَ هَيَّيْ مِصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَ فَرِيَا تَمَّ سَمِعَ مِي رَ كَ هُ تَا هَيَّيْ  
بَلَا شَكِّ مِي رَاتِ كَزَارَتَا هَيَّيْ مِي رَ كَ هُ تَا هَيَّيْ وَآلَا مَجَّ كَ هُ تَا هَيَّيْ.

(۷) ابوداؤد ۳۲۹ [حدثنا عبد الله بن مسleme العقبة عن مالك عن نافع عن ابن عمر أن  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِي عَنْ الْوُصَالِ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنْ أَيْتَ لِي مُطْعِمٌ يَطْعِمُنِي  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعَ رَوَايَتَ هَـ كَـ اسْ نَ سُنَانِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ آيَةَ



## استدلال قرآنی اور متقدمین کا عقیدہ

### حضور ہماری مثل نہیں ہیں

(۱۳) زرقانی **۵** اَقَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّوْنَ مِنْكُمْ لَوْ اِذَا رَاٰهُ فَاَلَمْعَنِيْ لَا تَطْنُوْا اللّٰهَ مِثْلَكُمْ  
[مترجم جانتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کھسک جاتے ہیں وہ تم سے نظر  
بچا کر (اخیر آیت تک) تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم یہ نہ یقین کرو کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری مثل  
ہیں۔

ایک دفعہ کسی کو بات کہی جائے تو ماننے والے کو یقین ہو جاتا جب تک دفعہ کہا جائے  
تو بے یقینی کو بھی یقین ہو جاتا ہے لیکن میرے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفعہ  
فرمایا کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمادیا کہ حضور ہم آپ  
کی مثل نہیں ہیں متقدمین کا عقیدہ بھی یہی دکھا دیا گیا۔ اب بھی اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ  
آلہ وسلم کو اپنی مثل بشر سمجھے تو اس کو خدا سمجھے۔

## خالق بشرًا کا جواب

سوال مولوی صاحب نبیوں کو بشر کہنا یہ سنت اللہ صلی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنِّیْ  
خَالِقُ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْكُوْنٍ ط

محمد **۷** تم آگے کیوں نہیں پڑھتے فَاِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهَا جِدْنِیْ  
مگر پھر جب میں اس کو برابر درست کر لوں اور اس میں میں اپنے روح کو پھونک دوں تو تم ایسے فرشتوں  
اس کے سامنے سجدے میں گر جانا۔ خالق نے خالق بشرًا فرمایا۔ اور مخلوق کو فَقَعُوْا لَهَا جِدْنِیْ حکم  
فرمایا۔ تم اگر خالق ہو تو خالق والی بات کہو اگر مخلوق ہو تو مخلوق کی سنت ادا کر دو گے۔ آگے فرمایا



۱۱) مسند احمد بن حنبل ۲/۵۳ [حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا عبد الصمد حدثني ابي ثنا ايوب  
عن نافع عن ابن عمر قال وَاَصْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَوَاصِلَ النَّاسِ فَخَافَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّكَ تَوَاصِلٌ فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ  
إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى

۱۲) مسند احمد بن حنبل ۲/۵۳ [حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا عبد المزيق انا سفيان عن منصور  
عن منصور عن هلال بن يساف عن ابي يحيى عن عبد الله بن عمر  
قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيُ قَاعِدًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدَّثْتُ  
أَنَّكَ قُلْتَ إِنَّ الصَّلَاةَ الْقَاعِدَةَ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ وَأَنْتَ تُصَلِّيُ جَالِسًا قَالَ أَجَلُ  
وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ ۖ ترجمہ گزر چکا ہے۔

مذکور بالا بارہ دفعہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ سے ثابت ہوا کہ حضور ہماری  
مثل نہیں ہیں۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اِنَّ رَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي سے بھی ثابت ہوا کہ  
آپ ہماری مثل نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ کو خداوند کریم کھلاتا پلاتا ہے۔ اور آپ کے وحی روزے کا  
مفسد نہیں ہے اور ہم ذرا سی چیز کھالیں تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اقرار کرنا کہ ہم حضور کی مثل نہیں ہیں

۱۳) بخاری شریف ۱/۱ [حدثنا محمد بن سلام قال انا عبدة عن هشام عن ابيه عن عائشة  
قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْأَعْمَالِ بِمَا  
يُطِيقُونَ قَالُوا إِنَّا لَنَسَاكُمُ عَنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۖ  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم ان اعمال کا ارشاد فرماتے تھے جو لوگ طاقت رکھتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔



کالمہ نہیں۔ اگر گستاخی کا کلمہ ہے تو تیرا ہی بتا یا ہوا ہے۔ ابلیس کو یہ جرات نہ ہوئی۔ اب تمہیں یہ کہنے کی جرات ہو رہی ہے کہ تم کہتے ہو کہ ہم سنت اللہ کہنے والے ہیں۔ یہ اپیل تو ابلیس کو دائر کرنی چاہیے تھی نہ کہ تمہیں۔ حالانکہ یہ جملہ جب ابلیس نے استعمال کیا تو رب العزت نے اس کو ایک جنت سے ملعون و مردود بنا کر نکال دیا۔ تو ایسی بڑی جماعت جو اپنے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مثل بشر کہنے والی ہے جنت میں کیسے داخل کرے گا۔

دوسری بات ابلیس نے صرف ایک دفعہ نبی اللہ کو بشر کہا۔ ہمیشہ کے لئے ملعون و مردود بنا کر دوزخی بنا دیا گیا۔ تو جو لوگ ہمیشہ اس کی سنت کو ادا کرتے ہوئے دن رات اپنے مصطفیٰ نبی الانبیاء علیہم السلام کو بشر کی رٹ لگانے والے ہیں۔ خدا جانے ان کو کون سے طبقے میں جگہ دے گا۔ اور ساتھ ہی فرما دیا لَا تَدْخُلُ جَهَنَّمَ مِنْهَا وَمِنْ تَبَعِكَ تَجْهَسُ جہنم کو بھروں گا۔ اور جو تیری تابعداری کرے گا۔ ان سے بھی جہنم کو بھر کر دوں گا۔ یہ تو جواب ہوا تمہارے بشر کہنے کا۔ کہ نبی اللہ کو بشر کہنا اور نبی اللہ کی حقیقت انسانی کو بیان کرنا یہ سنت ملائکہ نہیں ہے۔ بلکہ سنت ابلیسی ہے۔

سوال“ مولوی صاحب اس نے سجدہ نہ کیا تھا اس لئے ملعون ہوا۔

سُنیے دوست! اللہ تعالیٰ نے پہلے بشریت کو پیش نہ فرمایا تھا۔ بلکہ

پہلے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً<sup>۱۰</sup> اے فرشتوں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا نام تک نہیں لیا کہ میں آدم کو پیدا کرنے والا ہوں۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام کا نام اللہ تعالیٰ پیش فرماتا۔ پھر اگر ابلیس حقیقت تک پہنچ جاتا تو کبھی گرفت میں نہ آتا۔ اور شاید اللہ تعالیٰ اگر حضرت آدم علیہ السلام کا نام پیش فرما دیتا تو ابلیس کہہ دیتا کہ یا اللہ تو انسان کو تو ہم سے برتری دیتا ہے۔ تو رب العزت بھی ضرور جواب دیتا کہ نبوت و رسالت اعمال کا ثمرہ نہیں ہے۔ بلکہ سَرَّایَا ذَالِکَ فَضْلُ الْمَرْکُؤِ تَبِیْرٍ مِّنْ یَّشَاءُ<sup>۱۱</sup> یہ اللہ کا فضل



فَسَجَدُوا لِلْإِبْلِيسِ سَبَّحًا لَكَ سَجْدَةً فِي مِثْلِ سَجْدَةِ إِبْلِيسَ كَيْ لَا يَكُونَ مِنَ السَّاجِدِينَ  
گئی۔ مَن رُوحُی کو چھوڑ دیا مردود ہو گیا۔ مَن تُو ذِی کو مدِ نظر نہ رکھا۔

مخلوق میں سب سے پہلے ابلیس نے نبی اللہ کو بشر کہا

الحجر ۱۲۱ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ط  
اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا

تو ابلیس نے جواب دیا۔

قَالَ لَمَّا كُنْتُ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ

میرے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے بھنے ہوئے کچرے سے پیدا فرمایا  
اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے اس کہنے کا جواب فرمایا سُنَّیْے۔

فَاخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ط

اے ابلیس تو نکل جا جنت سے کیونکہ تو مردود ہو گیا ہے۔ اور ضروری تجھ پر قیامت  
تک لعنت ہے۔

کیوں جناب ابلیس نے بھی وہی الفاظ کہے تھے۔ جو رب العزت نے پہلے حضرت آدم  
علیہ السلام کے متعلق فرمائے تھے۔ رب العزت نے بھی پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا  
إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ اور ابلیس نے بھی وہی جملہ خداوندی دہرایا کہ  
لَمْ أَكُنْ لِسَجْدَةٍ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ جب تمہارے نزدیک نبی اللہ کو  
بشر کہنا سنت اللہ ہے۔ تو رب العزت کو تو چاہیے تھا کہ اس کو اس جواب سے انعام دیتا کہ تو  
میری سنت ادا کی ہے۔ اور تو نے اپنے اللہ کے آگے شرک بھی نہیں کیا۔ تجھے یہ جنت یا اس  
سے بڑھ کر انعام دیتا ہوں۔ اور نہ ہی ابلیس کو یہ جبرأت ہوئی کہ کہتا۔ یا اللہ جو تو نے آدم  
علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ میں نے بھی تو وہی جملہ استعمال کیا ہے۔ یہ کوئی گستاخی



جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مخالفین بھائیوں کو ان کا بھیڑیے کا بہانہ بنانے سے پہلے ہی فرمادیا کہ أَخَافُ أَنْ يَأْكُلُوا الذِّبْءَ اور بعد میں بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فَأَكَلُوا الذِّبْءَ وہی بات بنائی جو حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے فرما چکے تھے۔

تو اب کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ بیٹوں نے باپ کی سنت ادا کی بلکہ صاحب ایمان یہی کہے گا کہ نبی اللہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کا "بھیڑیے کے کھانے کے بہانے کا علم غیبی تھا جس بنا پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کے بہانہ بنانے سے پہلے ہی ان کو ان کے جھوٹے بہانے کا اظہار فرمادیا۔ تاکہ ایمان والوں کو ثابت ہو جائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹوں کے جھوٹے بہانے سے بے خبر نہ تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی عالم الغیب ہے۔ وہ کلمات جو ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق بعد میں کہنے تھے۔ وہ پہلے ہی سنا دیے تاکہ ثابت ہو جائے کہ رب العزت کو ابلیس کے اس جھوٹے بہانے کا پہلے علم تھا۔ لیکن جب ابلیس کا بیان دینے کا وقت آیا تو اس نے خداوندی سوال کے جواب میں وہی بیان دیے جو رب العزت پہلے فرما چکا تھا۔ تو یہ رب العزت کے عالم الغیب ہونے کی دلیل ہے۔ نہ کہ ابلیس نے سنت اللہ کو ادا کیا جیسا کہ تم سمجھ بیٹھے۔

جب ابلیس نے رب العزت کو جواب دیا لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ تو ابلیس نے دو جرم کیے۔ ایک حکم خداوندی کا انکار دہرا بنی اللہ کو معاذ اللہ نگاہ نفرت سے (معاذ اللہ) لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ کہا یعنی ایک ابی اور ایک استکبر تو رب العزت نے بھی دو ہی سنرائیں سنادیں۔ فَاخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ حکم خداوندی کے انکار کی سزا کہ یہاں سے نکل جا اور دوسری وَارِثَ عَلَيْكَ اللَّعْنَةُ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ کہ تجھ پر قیامت تک لعنت ہوئے گی۔



ھے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ تو رب العزت نے آدم علیہ السلام کے نام کو پیش نہیں فرمایا کہ کوئی اس حقیقت کو مد نظر نہ رکھے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے رتبہ و منزلت کو پیش فرمایا تاکہ ثابت ہو جائے کہ نبی اللہ کی حقیقت انسانی کی طرف نگاہ غیر نہ کریں۔ بلکہ اس کے مرتبے کو ملحوظ رکھیں جب ملائکہ نے بطاقت غیب حضرت آدم علیہ السلام کے پیش کردہ مرتبے کو ملحوظ نہ رکھا۔ بلکہ اس کے اعمال کو اعتراضی نگاہ سے دیکھا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی حقیقت کو انی خالق بشر آمن صلصال من حمأ مسنون کا ذکر فرمایا۔ جیسا کہ سی آئی ڈی والا مخالف کو گرفتار کرنے سے پہلے اس کے منہ سے مخالفت کے اظہار کے لئے چند کلمات اس کی مرضی کے کہہ دیتا ہے۔ تو مخالف جب ان الفاظ کو منہ پر لاتا ہے۔ سی آئی ڈی والا اس کو فوراً مجرم قرار دے کر گرفتار کر دیتا ہے۔ ایسے ہی رب العزت نے مخالف بنی اللہ کو جب معلوم کر لیا کہ یہ بنی اللہ کے قدر و شان کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ یہ تو اس کے ظاہر کی طرف دیکھنے لگ گیا ہے۔ تو رب العزت نے مخالف بنی اللہ کو ظاہر کرنے کے لئے اس کے خیال کے الفاظ پیش کر کے پھر سجدے کا حکم صادر فرمایا تو تمام نوری ملائکہ تو فوراً بلا عذر ارشاد خداوندی کو سمجھ گئے۔ اور سجدے میں گر پڑے۔ لیکن جو ان کا معلم ابلیس تھا وہ اکرار رہا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ابلیس کے بیانات لئے تاکہ مجرم کا بیان لے کر اس کو اس کے جرم کی سزا دے۔ کیونکہ ملائکہ کو آجھل فہم آمن یفسد فیہما ویسفک الدماء کی ترغیب دینے والا اور کہلانے والا بھی وہی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ بعد میں سب کا بلا عذر سرنگوں ہونا اور صرف ابلیس کا اکرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پہلی شرارت بھی اسی کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ کے سوال کا جواب اس نے وہی دیا۔ جو اللہ تعالیٰ پہلے فرما چکا تھا۔ کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔ اسے معلوم تھا کہ

ت آدم علیہ السلام کے متعلق یہی کہے گا۔



رب العزت نے اپنی جلیل فی المآرض خلیفہ سے شان و عزت آدم علیہ السلام پیش فرمائی اور ابلیس نے عزت تسلیم کرنے کے بدلے میں نخوت ظاہریت بشری میں بدلا تو دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوا۔ ایک سزا یہ کہ نکالا گیا۔ دوسری سزا یہ کہ ملعون ہوا۔ اب تم صرف یہی کہ دو کہ ابلیس نے ایک ہی جرم کیا۔ تو یہ تمہاری چشم پوشی ہے۔

باقی ملائکہ سے تم ثابت کر دو کہ انہوں نے سجدہ تو کر دیا ہو ساتھ ہی کہا ہوا کہ تَسْجُدُ لِلْبَشَرِ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ارشاد خداوندی کے مقابلے میں اس کے حکم کو تسلیم نہ کرنا یہ بھی سنت ابلیسی ہے مثلاً اللہ کریم نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ ذُؤُورٌ تَمَّ نَے اس حکم خداوندی کو ٹھکرایا جیسا کہ وہ اس حکم میں آبی کا مصداق ہوا۔ تم نے اس حکم کے متعلق آبی کہہ دیا۔ اس نے لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِلْبَشَرِ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ کہہ دیا۔ تم نے کہہ دیا۔ مَا كَانَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ اس کو بھی بشریت نے باوجود فرمان الہی ہونے کے سرنگوں نہ ہونے دیا۔ اور تم کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ہی غلامی سے روک رہی ہے۔ اور نور سے اعراض کر کے مثلث کی طرف پھنسا رہی ہے۔ نہ اس نے رب العزت کے حکم کو مقدم سمجھا نہ تم نے اپنی عقل کے مقابلے میں حکم الہی کو تسلیم کیا۔ اس نے بھی دلیل سے حکم الہی کو ٹھکرایا۔ تم نے بھی دلیل سے ہی فرمان الہی کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اس نفس مار کے کئی متبعین منکرین انبیاء علیہم السلام چلے آئے اور عذاب الہی میں گرفتار ہوئے۔ حسب سابقہ ائمہ کے جو مخالفین انبیاء علیہم السلام تھے۔ رب العزت نے نہ چھوڑا۔ تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کو عذاب دینے سے کیسے بچائے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حقیقتاً صفی اللہ تھے، کیونکہ رب العزت نے خطاب فرمایا إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ تَامَ ملائکہ نے تسلیم کیا لیکن ابلیس نے آدم صفی اللہ نہ تسلیم کیا۔ ہابیل نے تسلیم کیا قَابِلُ نے نہ کیا۔ صفی اللہ کا منکر جماعت قَابِلِ اور جماعت ابلیسی میں شامل اور نبی اللہ کے انکار کا بانی ابلیس ٹھہرا جس نے



اب دو فرقے ہو گئے۔ ایک خاموشی سے بلا عذر نبی اللہ کی عزت کو تسلیم کرتے ہوئے سرنگوں ہونے والے وہ ہیں نوری فرشتے۔ اور دوسرا حضرت آدم علیہ السلام کی عزت کا منکر اور نگاہ خفت سے بشر کہنے والا ناری تھا۔ فرشتے نوری تھے۔ اس لئے ان کی نگاہ اس نور کی طرف گئی جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں مشتعل تھا۔ جھک گئے۔ اور ابلیس ناری تھا۔ وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکا۔ اس کی نگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی بشریت تک محدود رہی تو صہیتہ کے لئے ملعون ہو گیا۔ اب یہ لا

## پر لوی کو نسل کا فیصلہ شدہ جس کو رب کریم نے

## قرآن کریم میں درج کر دیا ہے ،

چونکہ پہلے فیصلہ شدہ ہے۔ اس لئے ان دونوں فرقوں سے جس کا دل چاہے پسند کرے چاہے نبی اللہ کی عزت و شان کو تسلیم کرتے ہوئے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بلا عذر جھکنے والوں میں شامل ہو جائے۔ اور چاہے دوسری طرف نبی اللہ کو بشر کہہ کر حکم خداوندی قد جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ تُؤْمِنُ انکار کر کے اکڑنے والے کی جماعت میں داخل ہو جائے! اس وقت خود راہی خالئ بشر امین صلصال من حمائم سنونہ فرما کر ابلیس کے عقیدے کا اظہار فرما دیا۔ اور یہاں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے عجز کا کلمہ کہہ کر اکثر مخالفین نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدے کو عیاں فرما دیا جس ذات میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھا۔ اس کے بشر کہنے والوں کو ملعون کر کے نکال دیا۔ تو جو شخص خود نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اسی خطاب بشر سے پکارے۔ بھلا اس کو کیسے بری فرماوے گا۔

تو آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ ابلیس نے دو جرم کیے حکم خداوندی کی نافرمانی اور نبی اللہ کی عزت پیش کرنے کے مقابلے میں وہ بشر کہہ کر خفت نبوت کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ



کے نور اللہ ہونے کا انکار کر کے مقابلے کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ خداوندی حکم آپ کے نور اللہ ہونے کا ہے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں آپ کے نور اللہ ہونے کی ہیں۔ اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ آپ کے نور اللہ ہونے پر ہے۔ متقدمین کا عقیدہ آپ کے نوری ہونے پر ہے۔ ہاں ابلیس کا عقیدہ بشر کہنے کا ہے ابو جہل اور باقی کفار کا کہنا بھی یہی تھا۔

سائل: اللہ تعالیٰ نے اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرًا کیوں فرمایا۔ اس پر بھی فتویٰ لگاؤ گے۔  
محمد عمر: تم خالق ہو؟ تم مخلوق کی سنت ادا کرو۔ ملائکہ نے بشر کہا؛ جب ملائکہ نے نہیں کہا، ابلیس نے کہا تو ثابت ہوا کہ نبی اللہ کو بشر نہ کہنا یہ سنت ملائکہ ہے۔ اور بشر کہنا یہ سنت ابلیس ہے۔

دوسرا جواب: اللہ رب العزت نے دونوں باتیں بیان فرمادیں۔ خَالِقُ بَشَرًا والی بھی اور نَفَخْتُ فِيْہِ مِنْ رُّوْحِیْ والی بھی تاکہ جس کو جو پسند ہو قبول کرے۔ ملائکہ و نَفَخْتُ فِيْہِ مِنْ رُّوْحِیْ دیکھ کر سرنگوں ہو گئے۔ تو اس کے صلے میں رب العزت نے ان کو نور اللہ کی جھلک نصیب فرمائی۔ اور ابلیس کی نظر خَالِقُ بَشَرًا تک محدود رہی تو نور اللہ کے جمال سے محروم رہا۔ اب تمہاری پسند پر موقوف ہے جس لفظ کو چاہو پسند کر لو۔ جس حکم الہی کو ملائکہ نے نہیں دُبرا یا۔ اہم دہرانے کے لئے تیار نہیں۔ اور جس کے کہنے سے ابلیس کی تمام عمر کی خالص توحید ضائع ہو گئی۔ ہم بھی وہ جملہ کہہ کر اپنی تمام عمر کے حسنات کو برباد نہیں کرنا چاہتے۔ اگر نبی اللہ کو یہ جملہ کہنے سے تمام حسنات سیلیات ہو گئے۔ تو نبی الانبیاء علیہم السلام کو وہی جملہ کہہ کر اپنے حسنات کو سننیات کیسے بنالیں۔ نہ ہم وہ جملہ کہنے کو تیار ہیں۔ اور نہ ہی اس کے مطیع بنتے ہیں۔ ہم وہ ہی جملہ کہنے کو تیار ہیں جو رب العزت نے ہمارے لئے ارشاد فرمایا۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ حُكْمٌ۔  
سوال: تم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنے سے چراتے کیوں ہو۔



نبی اللہ کی توقیر کا انکار کیا اور بشر کہا۔ حضرت ابراہیم  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حقیقتہً خلیل اللہ تھے۔  
 کیونکہ رب العزت نے وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا سے نوازا۔ نمرود منکر ہوا۔ آپ کے  
 خلیل اللہ ہونے کا منکر نمرودی اور ابلیسی جماعت میں شامل ہوا۔  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ حقیقتہً کلیم اللہ تھے کیونکہ  
 ارشاد رقی ہے وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا فرعون آپ کے کلیم اللہ ہونے کا منکر ہوا جو حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کو کلیم اللہ حقیقتہً نہ تسلیم کرے وہ فرعون اور ابلیسی جماعت میں شامل ہوا۔  
 ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ تھے اور ہیں۔ ہمارا ایمان ہے حضرت عیسیٰ علیہ  
 السلام حقیقتہً روح اللہ تھے۔ کیونکہ ارشاد الہی ہے وَرُوحٌ مِنِّيْ صَلِّیْوْنَ رُوحٌ ہونے  
 کا انکار کیا جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقتہً روح اللہ نہ تسلیم کرے وہ صلیبی ہے  
 ابلیسی جماعت میں شامل ہوا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور اللہ تھے۔ اور حقیقتہً نور اللہ تھے۔ ہمارا  
 ایمان ہے۔ کیونکہ رب العزت نے آپ کو تَجَاءَلَّكُمْ مِنَ اللَّهِ خُور سے سراہا۔ اور نور ظاہر  
 فرمایا۔ اور نوری آمد کی اطلاع بخشی۔ ابو جہل وغیرہ نے آپ کے نور اللہ ہونے کا انکار کیا اور  
 نور اللہ کو بجھانے کی کوشش کی۔ لیکن رب العزت نے یُرِيدُونَ لِیُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ  
 وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ سے ان کا نور اللہ کے بجھانے کے ارادہ بدکا اظہار فرما  
 کر مصطفیٰ نور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو عالمین میں روشن کرنے کی اطلاع فرمائی۔ اور  
 آپ کے نور اللہ ہونے کے منکروں کو وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ سے فتویٰ کفر ثبت فرما  
 کر بد مقابل جماعت میں شامل کر دیا۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور اللہ تسلیم کرے خداوند  
 جماعت نوری میں شامل ہو کر مستبج قرآن کریم بن جاوے یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم



(۲) تیرے متبعین رذیل اور کم عقل ہیں  
(۳) ہم پر تمہاری کوئی فضیلت نہیں۔ ہمارے جیسے ہی تو ہو۔  
(۴) ہمارے گمان میں تم جھوٹ بھی بول سکتے ہو۔  
اب فیصلہ تم خود کر لو کہ طَائِقُ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ کے عین موافق کون ہے۔ ورنہ فقیر کی  
تصنیف مقیاس حقیقت کا مطالعہ فرمائیں۔

اور قرآن کریم کی اس عبارت کے سامنے تمہارا چاروں اقوال کفار میں مساوات  
یا نہیں۔ یہ فیصلہ تم پر موقوف ہے! انشاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اور تمہارے عقیدے کی  
اصلیت تمہیں معلوم ہو جائے گی۔ کہ آیا یہ عقیدہ اپنی مثل بشر کہنا و دیگر عقائد کن کے تھے اور  
عقیدہ رکھنے والے کس زمرے میں شامل ہوں گے۔ فرمان خداوندی ملاحظہ ہو۔

﴿۱۲﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَغْنَىٰ وَالْأَصْحَمِ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ  
﴿۱۳﴾ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

فروں کی مثال اندھے اور بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے کی مثال ہے کیا  
دونوں مثلاً مساوی ہو سکتے ہیں (بہرگز نہیں) کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

دوسرے مقام پر پھر رب العزت نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کلام کو نقل فرمایا۔  
﴿۱۸﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ  
﴿۱۹﴾ مُؤْمِنُونَ ۝ عَلَيْكُمْ

تو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کفار کے سرداروں نے کہا نہیں ہے یہ نوح مگر تمہاری  
مثل بشر۔ ارادہ رکھتا ہے کہ تم پر فضیلت والا بن جائے۔

کیوں جناب! اب فرمائیے ثابت ہوا کہ بَشَرٌ مِثْلُكُمْ کہنا یہ نوح علیہ السلام  
کے کفار کی سُنَّت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو ایسے کہنے والوں سے برتاؤ کیا تم بھی جانتے  
ہو میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔ صرف غرق ہوئے عذاب الہی سے۔



محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
دوسری وجہ یہ کہ قرآن مجید میں جہاں بھی کسی امتی نے بشر کہا تو کفار نے اپنے انبیاء  
علیہم السلام کو بشر کہا، کسی مومن نے نہیں کہا۔

## دس ہزار و سی انعام

انشاء اللہ اس شخص کو نقد ووں کا جو قرآن کریم سے ایک آیت دکھا دے کہ  
کسی امتی نے اپنے نبی اللہ کو بشر کہا ہو۔ یا فقیر قرآن کریم سے دکھا دیتا ہے کہ منکرین  
انبیاء علیہم السلام نے اپنے نبی اللہ کو بشر سے خطاب کیا۔ جیسا کہ پہلے اہل بیس کا خطاب  
بیان کر چکا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا، بعد ازاں

## کفار اپنے انبیاء علیہم السلام کو بشر کہتے تھے نوح علیہ السلام کو کفار نے بشر کہا

﴿۱۲﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا تَرَىٰ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرَىٰكَ  
﴿۱۳﴾ إِلَّا اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا أَنْ يَنْبَادُوا وَرَأَى السَّامِيُّ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْكُم مِّنْ فَضْلٍ بَلْ  
نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ۖ تَوْحِصَتْ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي قَوْمِ كَافِرُوْنَ لَمْ يَكُنْ يَكْتُمُ  
تَحْتَهُ مَكْرَ هَمَارِي مِثْلُ بَشَرٍ اَوْ رَءِیْهِمْ يَكْتُمُ هَم تَائِرٌ مَّتَبَعِيْنَ مَكْرَ جَوْهَمِ سَيِّئِیْلِیْهِمْ كَمِ عَقْلِیْهِمْ اَوْ رَءِیْهِمْ  
هَمِ پَرِیْمَہَارِیْ كُوْنِیْ فَضِیْلَتِیْ ۖ بَلْ كَمِ تَمَہِیْمِیْ جُہُوْمَا لَمَانِ كَرْتِیْهِمْ۔  
اس آیت کریمہ میں رب العزت نے نوح علیہ السلام کی قوم کے کفار کی چار باتیں نقل کی ہیں۔

## نوح علیہ السلام کی قوم کفار کے کلمات کھڑے

(۱) تو ہماری مثل بشری تو ہمیں نظر آتا ہے۔



کلام بھی یکساں ہے۔ ہاں البتہ ایک بات میں فرق ہے: قوم عاد کہتے تھے کہ اگر تم بشرِ مشکم کے غلام بن گئے۔ تو ذلیل ہو جاؤ گے۔ اور تم کہتے تھے کہ اگر تم بشرِ مشکم کے غلام بن گئے تو مشرک ہو جاؤ گے۔ تو معلوم ہوا کہ تمہارا ان سے بھی فتویٰ سخت ہے۔ کلام میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کیوں جناب بشرِ مشکم کہنے والو؟ یہ کلمہ بشرِ مشکم والا تو اس آیت کریمہ سے قوم عاد کا ثابت ہوا۔ اور نبی کھانا پیتا کہنا بھی ان کا کلام ثابت ہوا۔ اور غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بشرِ مشکم کہنے والوں کے نزدیک ذلیل ہیں۔ اور ان پر مشرک کا فتوے لگایا جاتا ہے۔ کفار کے کلمات بھی کفریہ ہوتے ہیں۔ جن کو رب العزت نے بیان فرمایا۔ اب تم نے بھی یار و وحی باتیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہنی شروع کر دی ہیں۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو ان سے بڑھ کر فتوے لگانے شروع کر دیے ہیں۔ وہ ذلیل کہتے تھے۔ تم غلامِ رسول کو مشرک کہتے ہو۔ ان کی سزا رب العزت نے فرمائی۔ اَمَّا عَادٌ فَاهْلِكُوا بِرِيحِ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَ عَلَيْهِمْ لِيَآلٍ وَثَمَانِيَةَ اَيَّامٍ تَتَزَاوَرُ وَهُمْ لَمْ يَحْشُرُوْا اَنَّهُمْ كُوْنُوْا اَبْدَانًا مُّجْتَمِعَةً اَيَّامًا تَتَزَاوَرُ وَهُمْ لَمْ يَحْشُرُوْا اَنَّهُمْ كُوْنُوْا اَبْدَانًا مُّجْتَمِعَةً اب تم خود فیصلہ کر لو کہ بشرِ مشکم اور باقی کلمات یہ کن کے تھے۔ اور تم کس کی سنت ادا کر رہے ہو۔ اور قوم عاد کو کیا سزا ملی۔ اگر تم نے بھی ان کی سنت پر عمل کیا تو تمہارا کیا حال ہوگا۔

## قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہا

(۴) ﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ فَقَالُوا ابْدَأْ اَنْتَ بِعَدْنٍ اِنَّا اِذَا الْفِي ضَلٰلٍ وَسُعُرٍ﴾  
 قرآن ۲۱ قوم ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو انہوں نے کہا کیا ہم سے ایک بشر ہے جس کی ہم اتباع کریں۔ ہم اس وقت گمراہی اور دوزخ میں ہونگے۔

اس آیت کریمہ میں بھی یہی واضح ہے (۱)

(۱) قوم ثمود نے بھی اپنے نبی اللہ حضرت صالح علیہ السلام کو حقارت سے بشر کہا۔

(۲) دوران کی غلامی کو عار سمجھا۔



# قوم عاد نے ہود علیہ السلام کو بشر کہا

(۳) مومنون ﴿۱۸﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِإِيقَاعِ الْآخِرَةِ وَاتَّرفَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذَا لَخَسِرُونَ ۝

قوم عاد کے سردار کافروں نے کہا۔ اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا۔ حالانکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں بھی دولت دی۔ کہا نہیں ہے یہ ہود مگر تمہاری مثل بشر ہے کھاتا ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو اور اگر تم بشر مِثْلُكُمْ کے مطیع ہو گئے۔ تو تم اس وقت ذلیل ہو جاؤ گے۔ اس

اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوا کہ قوم عاد آخرت کے بھی منکر تھے۔ اور مالدار بھی تھے جو انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو چند کلمات کفریہ کہے وہ رب العزت نے نقل فرما دیئے۔

## قوم عاد کے کلمات کفریہ ہود علیہ السلام کے متعلق

تمہاری مثل بشر ہی تو ہے۔

(۱) مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ

جو تم کھاتے ہو وہی کھاتا ہے یعنی تمہاری

(۲) يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ

طرح اس کا کھانا ہے

اور پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ یعنی تمہاری طرح

(۳) وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ

اس کا پینا ہے۔

اگر تم اس کے غلام ہو گئے جو تمہاری مثل بشر

(۴) وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ

ہے تو تم ذلیل ہو جاؤ گے۔

إِذَا لَخَسِرُونَ ۝

پہلی تین باتوں میں تو تشابہت تھو بھڑ فرماں الہی سچا ہے۔ بلکہ میں کہوں گا



انہوں نے پہاڑ سے اونٹنی طلب کی۔ آپ نے عاکی پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہو گئی۔ آپ نے فرمایا ایک دن تمہارے کنوؤں کا پانی یہ پئے گی۔ ایک دن تم مینا۔ انہوں نے تنگ اگر ناقة اللہ کی بے حرمتی کی۔ اور اس کی پچھلی ٹانگیں کاٹ دیں۔ اس خیال سے کہ ناقة اللہ کو تکلیف پہنچانے سے بھاڑا کیا بگڑ سکتا ہے۔ تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا قَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعَذَابُ غَيْرِكُمْ كَذُوبٌ تین دن اپنے گھروں میں عیش کرو۔ پھر تمہیں عذاب الہی نازل ہوگا۔ انہوں نے توبہ نہ کی توفَّا أَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ان کو عذاب نے تباہ کر دیا كَانَ لَكُمْ لَعْنَةُ رَبِّكُمْ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ وَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَخَذُ الْحَقَّ بِإِذْنِهِ فَتُخَشِعُونَ لَآيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

ناقة اللہ کو تکلیف دینے سے عذاب میں ماخوذ ہوئے۔ اور ان کا نام نشان نہ رہا۔ نبی اللہ کو تکلیف دینے سے تم خود فیصلہ کر لو کہ مستحق عذاب ہو گے یا نہیں۔ اور تمہارا نام و نشان باقی رہے گا یا نہ۔ اور اس آیت کریمہ سے قوم ثمود کے دو جرم ثابت ہوئے۔ کہ بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہنا یہ سنت کفار قوم ثمود سے جو انہوں نے اپنے نبی اللہ حضرت صالح علیہ السلام کو کہا۔

اور دوسرا جرم ان کا یہ تھا کہ انہوں نے نبی اللہ کو یہ سمجھا کہ نبی اللہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اور سابقہ آیت قرآنیہ سے بھی ان کے دو جرم رب العزت نے بیان فرمائے ایک یہ کہ انہوں نے نبی اللہ کو بشر کہا۔ اور دوسرا جرم یہ کہ انہوں نے نبی اللہ کی غلامی کو عار سمجھا۔ وہاں بشر کہہ کر غلامی سے انکار کیا۔ اور یہاں بشر کہہ کر غلامی اور طاقت نبی اللہ کا انکار کیا۔ تو بعد ازیں ان پر جس عذاب کا نزول ہوا۔ وہ بھی فیصلہ قرآنی تمہارے سامنے موجود ہے۔ اب تم نے بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی قوم ثمود والی باتیں کہنی شروع کر دی ہیں۔ نتیجہ تم خود سوچ لو۔



- (۳) اور حضرت صالح علیہ السلام کو غلطی پر سمجھا۔  
(۴) اگر صالح علیہ السلام کی غلامی کا دم بھرا تو ہم بھی غلطی میں مبتلا ہو جائیں گے۔  
(۵) غلام صالح بننے والا جہنمی ہے۔

خداوند کریم نے اس آیت کریمہ میں کفارِ ثمود (حضرت صالح علیہ السلام کے کفار) کا ذکر فرماتے ہوئے وضاحت فرمائی۔ اور جس خطاب انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو نوازا وہ بھی اس آیت کریمہ میں موجود ہے کہ کفار نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر سے خطاب کیا اور ان کے عقائد و اقوال آیت کریمہ سے واضح ہیں۔

اب تم خود فیصلہ کر لو کہ رب العزت نے ان کے اس بیان کو اچھا سمجھ کر کہا ہے یا بُرا۔ اور تم نے بھی قومِ ثمود کی سنت پر عمل کیا۔ اور وہی الفاظ کہے تو تم خود سوچو کہ تم کس جماعت کی سنت ادا کر رہے ہو۔ اور ان کے الفاظ آبَشَرًا امِنَّا وَاحِدًا انتَّبَعْنَا کہو گے تو کَذَّبَتْ کے مصداق تم بھی بن جاؤ گے یا نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قومِ ثمود جنت و دوزخ کے قائلین تھے۔

## قومِ ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہا

(۵) ۱۸ [۱۹] مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَاتٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ. قَالَ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ أَشْرَبُ وَلَكُمْ شَرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ  
قومِ ثمود کی رب العزت نے دو باتیں بیان فرمائیں۔

## مشرکین قومِ ثمود کا عقیدہ اور کلام

- (۱) مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو ہماری مثل ہی بشر ہے  
(۲) تو کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر سچا ہے تو کوئی طاقت دکھاؤ۔



توان کفار بشرِ مثلنا کہنے والوں کو سائے کدے دن والے عذاب نے گرفتار کر لیا۔  
اب تم سوچ لو کہ اگر تم بشرِ مثلنا کہو گے۔ تو تمہیں اس قول کفار کا کیا بدلہ ملے گا ؟

## فرعون اور اس کے رُسائے حضرت موسیٰ ہارون علیہما السلام کو بشرین کہا

۱۸ ﴿ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ  
(۱) مُمِنُونَ ۚ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ۚ فَقَالُوا أَأَتُومِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا  
غَابُورُونَ ۚ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ۖ﴾

پھر ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنے معجزات اور واضح دلائل کیساتھ  
فرعون اور اس کے رُسائے کی طرف بھیجا۔ تو انہوں نے فخر کیا اور واقعی دہم کرکے قوم تھی۔ تو انہوں نے حضرت  
موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی کو جواب دیا کہ کیا ہم اپنے مثل دو بشرین پر ایمان لے آئیں۔ حالانکہ ان  
دونوں کی قوم ہماری بندگی کرنے والے ہیں۔ تو ان دونوں کو انہوں نے جھٹلایا تو وہ ہلاک ہو گئے۔

کیوں جناب اب فرمائیے فرعون اور فرعونوں کے پاس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون  
علیہ السلام پہنچے تو انہوں نے فوراً یہی کہا کہ اَنُومِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا تو یہ قول فرعون اور فرعونوں کا  
ثابت ہوا یا نہ؟ تو رب العزت نے فرمایا یہ قول ان کی تکذیب کا تھا یعنی جو نبی اللہ کو یہ کہتا  
بشرِ مثلنا وہ نبی اللہ کا کذب ہے۔ پہلے رب العزت نے ان کے اس قول کا سبب بیان فرمایا  
کہ وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ کہ فرعون اور اس کے رُسائے متکبرین تھے۔ اسی لئے انہوں نے انبیاء  
کو بشرِ مثلنا کہا۔ تو ثابت ہوا کہ نبی اللہ کو بشرِ مثلنا یا بشرِ مثلکم متکبرین کہتے ہیں۔ مومنین کا یہ  
قول نہیں ہے۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

فرعون اور فرعونوں نے درندوں کو بشرینِ مثلنا کہا تو غرق ہو گئے۔ تو اگر کوئی اور کہے گا  
تو عذاب الہی سے کیسے بچ سکے گا۔

اب تم سوچو کہ بشرِ مثلکم کہنا سنت فرعون ہے یا متبعین حضرت موسیٰ و ہارون



# جانگیوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو شر کہا

(۶) الشعراء ۱۹  
وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ فَاسْقِطْ عَلَيْنَا  
كِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ لَنْ نَكْتُمَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

نہیں ہے تو مگر بشر ہماری مثل اور ہم تجھے جھوٹ بولنے والوں سے گمان کرتے ہیں۔ تو ہم پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا دے۔ اگر تو سچوں سے ہے۔  
اس آیت کریمہ میں رب العزت نے کفار قوم شعیب علیہ السلام کے اقوال کفریہ کو نقل فرمایا۔

## اقوال کفریہ قوم شعیب علیہ السلام

(۱) مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو ہماری مثل بشر ہے۔

(۲) وَإِنْ نَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ ہمارا خیال ہے کہ تو جھوٹ بھی بول لیتا ہے۔

(۳) تو کچھ کر نہیں سکتا۔ نہ کچھ بگاڑ سکتا ہے نہ سنوار سکتا ہے۔ اگر تیری کچھ طاقت

ہے تو فَاسْقِطْ عَلَيْنَا کِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان سے گرا دے۔

مکذبین حضرت شعیب علیہ السلام تین جرموں کے مرتکب ہوئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے منکرین نے حضرت شعیب علیہ السلام کی پہلی

گستاخی بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہہ کر کی۔ دوسرے نبی اللہ پر کذب کا بہتان لگایا۔ تیسرا نبی اللہ

کو کمزور سمجھا۔ اور ان کی طاقت کا مظاہرہ طلب کیا۔

اب تم فیصلہ کر لو کہ یہ قول کفار کا ہے یا مومنین کا۔ اگر قوم شعیب علیہ السلام کے

کفار نے بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہا اور لَمِنَ الْكَاذِبِينَ کہا اور فَاسْقِطْ عَلَيْنَا کہا تو سنو اور

عذاب الہی میں گرفتار ہوئے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

فَاخَذَهُمْ عَذَابٌ يَوْمَ الظُّلُمِ



مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پڑھا۔ تو انہوں نے آپ کی شان میں گستاخی کی کہ یہ تمہاری مثل بشر ہے۔ اور قرآن کریم کو جادو کہا۔ تو رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور کفار مکہ ابو جہل وغیرہ کو ڈرایا۔ اور اس کا پورا بیان لکھ دیا کہ بشر مثکم کہنے والے آدمی ظالم اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر ہیں۔ اور قرآن کریم سے بھی بے خبر ہیں۔ اس آیت کریمہ میں خداوند کریم نے ابو جہل کے اقوال و اعمال کا کچھ واقعہ بیان فرمایا۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ابو جہل کا حساب خراب ہونے کی وجہ سے اس کو قیامت کا حساب یاد دلا کر واقعہ بیان فرمایا۔

(۱) ان لوگوں کا حساب قریب ہے یعنی ابو جہل وغیرہ کا اور سنا دیا کہ بشر مثکم کہنے والوں اور قرآن کریم کو جادو کہنے والوں سے دونوں باتوں کا حساب لیا جاوے گا۔ ان کلمات و خطاب سے باز آ جاؤ۔

(۲) ایسے لوگ غافل اور بے خبر ہیں۔

جب ان لوگوں کے پاس شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بت کریم فرماتا ہے۔ تو کفار مکہ خصوصاً ابو جہل سن کر مذاق کرنا سے کہ یہ نئی بدعت ہے۔

(۱) بشر مثکم کہنے والے آدمیوں کا حساب قریب ہے۔ ان سے اس بات کا بدلہ ضرور لیا جاوے گا۔ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْقِمُونَ ط

(۲) بشر مثکم کہنے والے آدمی غافل ہیں۔

(۳) بشر مثکم کہنے والے آدمی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم سے روگردان ہیں۔

(۴) بشر مثکم کہنے والوں کو جب کبھی میرا کلام ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے سنا اور انکار کر کے مذاق اڑایا۔

۵ بشر مثکم کہنے والے لوگ بشر مثکم اور سحر کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



علیہما السلام۔ اور تم نے بھی اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی خطاب کیا۔ تو تم کس جماعت کی سنت ادا کر رہے ہو۔ متکبرین کی یا متبعین کی؟

حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ کے انبیاء علیہم السلام کو ان کے منکرین نے بشر کہا

(۱۱) لیس ۲۲ ﴿قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا كَذِبُونَ ط

انہوں نے کہا نہیں ہو تم مگر ہماری مثل بشر۔ اور اللہ تعالیٰ نے کوئی شے نہیں اتاری تم جھوٹے ہو۔

یہ جو کچھ قرآنی آیات سے بیان کیا گیا وہ پہلے انبیاء علیہم السلام اور ان کے مخالفین کا ذکر ہوا۔ اب اپنے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا ذکر اور آپ کے زمانہ کے مخالفین کا ذکر قرآن کریم سے عرض کرتا ہوں۔ دل کے کانوں سے سن لیجئے۔

ابوہل اس کے ہمنواؤں نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا

(۹) الْأَسْبَابُ ﴿۱﴾ اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَدَاةٍ مُنْغَضُونَ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ

آتَمِنْ رَبِّهِمْ مُحَدَّثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ لَأَهْلِيَّةٍ قُلُوبُهُمْ وَ

آسَرُوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَٰؤُلَاءِ هَٰذَا لَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْتُمْ كَاذِبُونَ السَّحَرَاءُ أَنْتُمْ كَبِيرُونَ ط

لوگوں کے لئے ان کا حساب قریب آگیا اور وہ غفلت میں اعراض کرنے والے ہیں۔ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس کوئی ذکر بھی نہیں آیا مگر انہوں نے اسے سنا اور وہ مذاق کرتے ہیں ان کے دل غافل ہیں اور ظالمین پوشیدہ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہیں کہ نہیں ہے

یہ مگر تمہاری مثل بشر کیا پس تم جادو پر اتنے ہو حالانکہ تم صاف بصیر پر ہو۔

یہ آیت کریمہ ابوہل اور اس کے دوستوں کے حق میں نازل ہوئی جب ان کے ساتھ



اللہ علیہ وسلم کا قول کہا ہے۔ اور میرے پیارے محبوب مصطفیٰ بنی اللہ نور اللہ کو بشر کہا ہے۔ اس لئے تیرے بشر کو بھی یعنی چمڑے کو بھی دوزخ کی آگ سے جھلساؤں گا۔ فیصلہ خداوندی ابھی سے ہو گیا۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنے والو! تم بھی اس عذاب الہی سے ڈرو۔ اور بشر کہہ کر اپنے چمڑے نہ جھلسواؤ۔

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے جھکڑا بنی اللہ کو بشر کہنے کا ابلیس نے ڈالا۔ اور وہ اسی دن سے اس کی سزا بھگت رہا ہے۔ اور قیامت تک بھگتیگا۔ اور پھر ابدی ناری صی سے گئے گا۔ پھر بعد ازاں دوسری اور تیسری آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کفار نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا۔ اور ان کی عزت و مراتب کا انکار کیا۔ اور پت کریم نے طوفانِ فلڈ سے ان کو تباہ و برباد کیا۔ اور بشر کہنے والوں کا نام و نشان مٹا دیا۔ اور قرآن سے یہ بھی ثابت نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے متبعین بھی حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے۔

بعد ازاں سورہ مومنون کی آیت میں رب العزت نے فرمایا کہ قوم عاد نے صود علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ یہ بشریت میں حضرت صود ہمارے جیسے ہی تو ہیں۔ ہمارے طرح کھاتے ہیں۔ ہماری طرح پیتے ہیں۔ غلام ہو کر بھلانا ہماری ذلت ہے تو رب العزت نے ان کو بھی ٹھنڈی اور تیز صود سے آہستہ آہستہ سات راتوں اور آٹھ دنوں میں تباہ کر دیا۔ صود علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والوں کا نام و نشان مٹا دیا۔

بعد ازاں رب کریم نے ارشاد فرمایا کہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیا۔ اور صالح علیہ السلام کی طاقت نبوت کا بھی انکار کرنا شروع کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے ان گستاخوں کو اپنی طاقت نبوت سے دعا کر کے پتھر سے زندہ اونٹنی ظاہر کر کے دکھادی یعنی غیر ممکن کو ممکن کر کے دکھا دیا۔ پھر بھی انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی عزت و طاقت کو تسلیم نہ کیا۔ اور آپ کو اپنے جیسا بشر



اور قرآن کریم سے مذاق کرتے ہیں۔

(۶) بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والے لوگوں کے دل بھی اندھے ہیں۔

(۷) بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والے لوگ ظالم ہیں۔

(۸) پوشیدہ پوشیدہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر مِثْلُكُمْ کہتے ہیں۔

(۹) بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والے صرف حضور کی ہی تو صین نہیں کرتے۔ بلکہ قرآن کو بھی جادو

کہتے ہیں۔

(۱۰) بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والے لوگ خود صاحب بصیرت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

کفار مکہ اوجہل وغیرہ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہا۔ اور قرآن کریم کو جادو کہا۔ ان دو جرموں پر وحدہ لا شریک نے اپنی بے نیازی کا ثبوت دے کر ان پر دس دفعات لگا کر جرائم پیشہ ثابت فرمایا۔

جب رب العزت نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برادری کے رؤسا اپنی مثل بشر کہنے والوں کو دس دفعات کا جرم ثابت فرمایا ہے۔ تو تم اگر اسی جرم کے مرتکب ہو گے۔ تو تمہارا کیا حال ہوگا۔

ولید بن مغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا

(۹) صد شرا { اِنَّ هٰذَا لَاقْوَلُ الْبَشَرِ سَاَصْلِيْهِ سَقَطَ وَمَا اَذْرٰكَ مَا سَقَرًا لَا يُقْبٰی وَكَتَدُمْ لَوَاحِدًا لِلْبَشَرِ }

یہ اور کچھ نہیں۔ مگر بشر کا قول ہے۔ اور آپ کو کس نے خبر دی کہ سقر کیا ہے؟ دوزخ نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے چمڑے کو جھلسا والی ہے۔

بشر کے معنی عربی زبان میں چمڑے کے ہیں۔ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں ولید بن مغیرہ کو اپنا آخری فیصلہ دنیا میں سنا دیا کہ تو نے میرے کلام قرآن کا انکار کر کے مصطفیٰ صلی



ان تمام آیات مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ ابلیس سے لے کر ابوجہل وغیرہ تک کفار ہی نبی اللہ کو اپنی مثل بشر کا خطاب کرتے رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مثل بشر کہنے والوں کو کہیں مبارک بھی نہیں دی۔ بلکہ عذاب سے بھی تباہ کیا۔ یا عذاب کی خوشخبری دی۔ اور بشر کا خطاب اچھا ہوتا تو رب کریم قرآن کریم میں کفار کی اصطلاح کیوں بیان فرماتا۔ کسی آیت میں یہ بھی فرمادیتا کہ مومنین بھی اپنے نبی کو بشر کہتے رہے۔

پھر رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ کا خطاب فرمایا۔ اگر یہ بشر کا خطاب بہتر ہوتا تو کہیں **يَا أَيُّهَا الْبَشَرُ** سے بھی خطاب فرماتا۔

ہم امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت کے فرمان کو تسلیم کرتے ہوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اللہ ہونے پر ایمان لے آئے۔ اور اپنی مثل بشر کہنا سنتِ ابلیسی و سنتِ فرعونی و سنتِ ابوجہلی و ولیدی و سنتِ تمام کفار رب کریم سے سن کر اور سمجھ کر ترک کر دیا۔

فقیر نے بشریت کہنے کے عاملین قرآن سے کفار و ابلیس کو دکھا دیا۔ اب تمہاری بہادری تب ہے کہ تم ایک ایسی آیت قرآنی دکھا دو کہ کسی مسلمان امتی نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا اور اس پر عذاب نازل ہوا ہو۔ یا اس کو سرزنش ہوئی ہو۔ اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہنا جرم ہوتا تو رب العزت والجنم اور سب آجائے نذیر اور دعوئے اللہ کا خطاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں فرماتا۔ اگر آپ نوری نہ ہوتے تو براق آسمانی رب العزت نہ بھیجتا۔ اگر آپ نوری نہ ہوتے تو سدرۃ المنتہی سے آگے تشریف نہ لے جاسکتے۔ یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بشر کو جاتا ہوا ثابت کر دو۔ یا امکان ہی ثابت کر دو۔ جو اپنا ہے وہ اپنے کے شان کو چھپا نہیں سکتا۔ وہ جو بیگانہ ہے۔ وہ شان کا اقرار نہیں کر سکتا۔

بھائی کسی نے سنتِ رحمانی کو قبول کر لیا کسی نے سنتِ شیطانی کو پسند کر لیا۔ یہ تو اپنی اپنی پسند ہے۔ خداوند کریم وہ نورِ مطلق ہے۔ جو لایتجزی ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم



ہی کہتے رہے۔ تورب العزت نے ان کے متعلق کَانَ لَمْ یَخْنَوْا فِیْهَا فرمایا۔ ان کا ایسا نام و نشان مٹا دیا کہ ان کے مقامات کو دیکھ کر یہ ثابت ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہاں بھی کوئی آبادی رہی یا نہیں۔

پھر رب العزت نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کفار کا ذکر فرمایا کہ شعیب علیہ السلام کو اپنی مثل بشر کہنے والے اس زمانے کے کفار پھر ظاہر ہو گئے۔ اور انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اپنی مثل بشر کہنا شروع کر دیا۔ تورب العزت نے ان اپنی مثل بشر کہنے والے مکذبین کا آسمان سے بادل کا عذاب نازل فرما کر نام و نشان مٹا دیا۔

پھر رب العزت نے فرمایا کہ بعد ازاں موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون اور اس کے متبعین کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریا بردہ کر دیا۔ اور اپنے مثل بشر کہنے والے فرعون اور فرعونوں کا نام مٹا دیا۔

بعد ازاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے مکذبین نے اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بند اور خنزیر بنا دیا۔ اور ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ کہ بعد میں میرے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے کہیں ان کا عمل اس قدیمی سنت پر نہ ہو جائے۔ چنانچہ میرے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کو ابو جہل اور ولید بن مغیرہ وغیرہا نے اپنی مثل کہنا شروع کر دیا۔

اور خداوند کریم نے یہ کسی آیت میں نہیں فرمایا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے صحابہ کرام بھی بشر کہہ کر پکارتے تھے۔

اور یہ بھی کسی آیت سے ثابت نہیں کہ رب العزت نے ابو جہل اور ولید بن مغیرہ بشر کہنے والوں کو شاباش دی ہو۔ بلکہ جہنم کی خوشخبری دی اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَیُعَذِّبُکُمْ وَاَنْتُمْ فِیْہُمْ حضور آپ کی موجودگی میں میں ان کو کوئی سزا نہیں دیتا۔ اور آپ کو بشر کہنے والوں کو سزا نہ دیتا۔ یہ ان کی بہادری نہیں۔ بلکہ حضور آپ کی برکت سے ان کو میں کچھ نہیں کہتا فَاَمَّا نَذٰہِبْنَ بِکَ فَاِنَّا مِنْہُمْ مُّسْتَقِمُوْنَ جب ہم آپ کو لے جائیں گے۔ تو ان سے ایک ایک کر کے بدلے لوں گا۔



گیارہ آیتیں صریحی موجود ہوں ان کے مقابلے میں ایک خبر امار کو پیش کرنا یہ اصول حدیث کے خلاف ہے۔

یہ ہے کہ تمہاری مذکورہ حدیث کے مقابلے میں فقیر پہلے اقوال صحابہ کرام  
دوسرا جواب :- پیش کر چکا ہے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مثل  
نہیں ہیں۔

تیسرا جواب :- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہی حدیث اس کے مقابلے میں موجود  
ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں آپ کے بیت الخلا میں جاتی تو سوائے  
کستوری کی خوشبو کے کچھ نظر نہ آتا۔ ملاحظہ ہو۔

## مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانی صفات اولویت

کنز العمال { ۳۰۸ } عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ  
تَأْتِي الْخَلَاءَ فَلَا تَشْرِي شَيْئًا مِّنَ الْأَذَى إِلَّا أَنَا نَجِدُ رَائِحَةَ الْمَسْكِ  
خَصَائِلِ كَبْرِي الْجَمِّ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا شک آپ بیت الخلا کو تشریف لاتے ہیں۔ تو ہم کسی فضلہ کو  
نہیں دیکھتے۔ سوائے اس کے کہ ہم کستوری کی خوشبو پاتے ہیں۔

کیوں جی اب ہم نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہی پیش کی۔  
کہ آپ میرے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے انسانوں سے ممتاز صفت  
فرما رہی ہیں۔ اور کہنے !

اخصائیل الکبریٰ { ۱ } أَخْبَرَنَا الْحَكِيمُ الزَّمَدِيُّ مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قَيْسٍ الرَّغَفَرَانِيِّ عَنْ  
عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْوَعِيدِ عَنْ ذَكَرَانَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ يَدْرِي لَنَا ظِلٌّ فِي شَمْسٍ لَا فَتْرَةَ



ایسے نورِ محترم ہیں، جو ہر وقت منیر ہیں۔ اور آپ کے جسم سے ایمانداروں کو نور حاصل ہوتا ہے اور آپ کے نوری ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آتا۔ وَجَعَلُوا الْآلَمِينَ عِبَادًا ۖ حُزْنًا كَا  
جواب پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ خداوند کریم کا نور جو ہر عرض سے تقسیم و جز سے مبرا ہے۔ خالی  
نہیں ہے۔ قائم بالذات ہے۔ میرے پیارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نورِ خداوندی  
سے مشتمل ہے۔ آپ از سر تا پا نوری ہیں۔ باوجود پیدا ہونے کے آپ کے والدین ہونے کے  
اور اولاد ہونے کے آپ کے نور میں فرق نہیں۔ یہ قدرتِ خداوندی کا کرشمہ ہے۔ خداوند کریم  
وہ ذات ہے جو اللہُ أَحَدٌ اللہُ الصَّمَدُ کَمَرِيكَدٌ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا كُفُوًا لِّحَدٍّ ۖ  
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت و بشریت کا کافر بھی قائل ہے۔ آپ کے نور ہونے کا ہی تو منکر  
ہے کسی نے قدرتِ خداوندی کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اس کی نگاہ ظاہری پشت پر پڑی۔  
اور اس نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بشریت پر قیاس کر لیا۔ حالانکہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی ظاہریت بھی نور اور باطن بھی نور۔ آپ کا بال بال نور۔ جو جوڑا مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے قدم مبارک کو مس کرے۔ اس کا مقابلہ مخلوق سے کوئی نوری نہیں کر سکتا۔ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے جوڑے مبارک سے زمین و آسمان سولج و چاند قربان ہیں۔

سوال :- تم نے کہا ہے کہ آپ کے زمانہ میں کسی نے آپ کو بشر نہیں کہا۔ ہم ثابت  
کرتے ہیں کہ صحابہ نے آپ کو بشر کہا۔ ترمذی میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں كَانَ بَشَرًا  
مِّنَ الْبَشَرِ حضور بشروں سے بشر تھے۔

جناب فقیر نے قرآن آیتیں تمہارے سامنے پیش کی ہیں کہ کفار اپنے نسباً  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مثل کہتے رہے۔ فقیر کی پیش کردہ گیارہ آیتوں کے مقابلے  
میں تم ایک آیت قرآنی پیش نہیں کر سکتے۔ یہ فقیر کی صداقت کی دلیل ہے۔

باقی رہا تمہارا حدیث کو پیش کرنا۔ تو پہلے کسی محدث سے قانون دریافت  
کر دو کہ قرآن کی آیت صریحہ کے مقابلہ میں حدیث حجت بن سکتی ہے؟ پھر جس مسئلہ میں



پھر میں رات کو اٹھی مجھے پیاس محسوس ہوئی۔ میں نے جو کچھ اس میں تھا پی لیا۔ تو جب صبح ہوئی میں نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو حضور مسکرائے۔ اور فرمایا کہ اس دن کے بعد تیرے پیٹ میں انشاء اللہ کبھی بیماری نہیں ہوگی۔

**انخصایل الکبریٰ ۱/۶۵** [أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْمَصْنَعِ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ مَا تَشَابَهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ  
فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل جانی نہیں لی۔

**چوتھا جواب** ترمذی کی بشر من البشر والی یہ خبر واحد بھی صحیح نہیں۔  
اس سند کے روات سے عبد اللہ بن صالح سے جس کے متعلق لکھا ہے

**تقریب التہذیب ۲۰۲** عبد اللہ بن صالح کثیر الغلط  
یعنی عبد اللہ بن صالح بہت غلط حدیثیں بیان کرتا ہے۔  
تمہاری اس حدیث کا راوی بھی وہی ہے۔ اور کُنیہ

**تہذیب التہذیب ۵** عبد اللہ بن صالح لیس ہو بئشی انذا کان یکنذب فی الحدیث  
۲۵۶ عبد اللہ بن صالح کچھ نہیں وہ حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔

یاد رکھو تو مرزا گریہ۔ حدیث لائے وہ بھی جھوٹی۔ قرآن کریم پر ایمان لے آؤ۔ نجات پاؤ گے۔ اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادب سے یاد کیا کرو۔

**سوال:** جب تمہارے نزدیک حضور نور میں اور حاضر ناظر بھی تو اندھیری رات یا اندھیری کوٹھڑی میں روشنی کیوں نہیں رہتی۔

محمد ع۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

**انفطرت ۳** اِنَّ عَلَیْكُمْ لِحَافِظِیْنَ ۚ کَرَامًا ۙ کَاتِبِیْنَ ط  
تم پر دو کرنا کاتبین فرشتے محافظ ہیں۔

جب تمہارا اس پر ایمان ہے کہ ہر شخص کے ساتھ دو نوری فرشتے ہیں



لَا أَشْرُقُضَاءَ حَاجَةٍ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ سورج میں نظر آتا۔ اور نہ چاند کی روشنی میں آپ کا سایہ نظر آتا۔ اور نہ ہی آپ کے پاخانے کا کوئی نشان ہوتا۔

**مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حتم سے مبرا تھے**

**الخصائص الکبریٰ ۱/۱** أَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ نَاطِرِيقَ عِكْرَهْتَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالدِّينَوْرِيِّ فِي الْمَجَالَسَةِ مِنْ طَرِيقِ مَجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا حَتَمَ نَبِيٌّ قَطُّ وَلَا شَدَّ الْإِحْتِلَامُ مِنَ الشَّيْطَانِ ط

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اللہ کو بالکل احتلام نہیں ہوتا۔ اور کوئی بات نہیں احتلام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

**الخصائص الکبریٰ ۱/۱۸** وَذَكَرَهُ ابْنُ سَبْعٍ فِي الْخَصَائِصِ بِلفظِ أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ عَلَى رِجْلَيْهِ دُبَابٌ قَطُّ وَنَرَادُ أَنْ مِنْ خَصَائِصِهِ أَنَّ الْقُمَّلَ لَمْ يَكُنْ يُؤْذِيهِ ط

ابن سبع نے اپنے خصائص میں لکھا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ اور اپنے خصائص میں ان سے زیادہ لکھا ہے کہ آپ کے خصائص سے یہ بھی ہے آپ کو جوں بھی نہ ہوتی تھی۔

**الخصائص الکبریٰ ۱/۱۷** أَخْرَجَ الْحَسَنُ ابْنُ سَفْيَانَ فِي مُسْنَدِهِ وَابُو الْعَلِيٍّ الْحَافِظُ وَالدَّارِقُطْنِيُّ وَأَبُو نَعِيمٍ عَنْ أُمِّ إِيْمَانَ قَالَتْ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى فَخَّارَةٍ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ فَبَالَ فِيهَا فَصَمْتُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا عَطْشَانَةٌ فَشَرِبْتُ مَا فِيهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرْتُ فَضَحِكَ وَقَالَ أَنْتَ لَنْ تَشْكِي بَطْنَكَ بَعْدَ يَوْمِكَ هَذَا أَبَدًا ط

ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایک گھر کے ایک کونے میں برتن پیالے کی طرف اٹھے تو آپ نے اس میں پشیا ب کیا۔



قَرَّ اللَّهُ إِلَيْكَ عَيْنَهُ ۝

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا تو اس نے کہا اپنے رب کے حکم کو قبول فرما ہے۔ فرمایا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو موسیٰ علیہ السلام نے طانچہ مارا ملک الموت کی آنکھ پر تو اس کو نکال دیا۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ملک الموت اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا۔ پھر دربارِ خداوندی میں عرض کیا۔ تو نے مجھے اپنے بندے کی طرف بھیجا جو موت کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اور اس نے میری آنکھ نکال دی۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو دوبارہ آنکھ عطا فرمادی۔

کیوں جناب ملک الموت نوری فرشتے کی آنکھ بھی یا نہ؟ اور نور بہا یا نہ؟  
اور جو شخص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا قائل نہیں اس کا یہ اختیار نہیں ہے  
بلکہ رب العزت نے اس کے لئے کوئی نور تجویز نہیں فرمایا۔

وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ  
النور ۸۱ اللہ تعالیٰ نے جس کے لئے نور نہیں بنایا اس کو کوئی نور نہیں ملے گا۔

اور اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اللہ کی طاقت ملائکہ سے زیادہ  
ہے اور ملائکہ کا غلام رسول ہونا بھی ثابت ہوا جس نے اپنی آنکھ نکلوں لیکن نبوت کی گستاخ  
گوارہ نہیں کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا مندر

قیامت میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔

داسند ایضاً الى عقبه بن عامر الحمصی مرفوعاً اذا جتمع الله الأولین  
ابن عساکر ۲۰۶ والآخرین وقضى بينهم وفرغ من القضاة قال المؤمن من موت



اندھیرے کمرے میں یا اندھیری رات میں تمہارے ساتھ ان کا نور کیوں نہیں چمکتا۔ ثابت  
ہوا کہ نوریوں کے دیکھنے کے لیے ایمانی آنکھ کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم میں ہے اللہ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اللہ تعالیٰ  
دوسرا جواب آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

توسوچ اور چاند کی کیا ضرورت تھی اسی کا نور ہر چیز کو روشن کر دیا۔ ثابت ہوا  
کہ نور خداوندی کو دیکھنے والی آنکھ اور ہے۔ ایسے ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نوری  
ہیں۔ لیکن ان کو بھی دیکھنے والی آنکھ ولایت والی آنکھ ہے۔ ہر ایک آنکھ کی طاقت  
نہیں کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکے۔

سائل "حضور اگر نور ہوتے تو غزوہ احد میں آپ کے دانت کیوں شہید ہوئے کیا ان  
کا خون نہیں بہا کیا نور میں بھی خون ہوتا ہے۔"

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک بھی نوری تھا جیسا کہ فقیر پہلے  
محمد عکرم عرض کر چکا ہے کہ آپ کا بال بال نوری ہے ایسا آپ کا خون بھی نوری ہے  
نور جس ہیئتہ کذائیہ میں متشکل ہوا اس کے عوارض ذاتیہ اس کو لاحق ہوتے  
دوسرا جواب ہیں مثلاً ملک الموت فرشتہ نوری ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کے سامنے انسانی شکل میں متشکل ہو کر آیا ہے تو اس کی آنکھ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
مکامار کز نکال دی۔ کیا نور کی آنکھ ہی یا نہ؟ سُنئے

۲۴ حدیثنا محمد بن رافع قال ثنا عبد الرزاق قال نا معمر بن ہمام بن منبہ  
مسلم شریف ۲۶۷ قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

فذكر انا ديت منها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء ملك الموت الى موسى عليه السلام  
فقال لنا احيى ربك قال فلفم موسى عليه السلام عين ملك الموت ففقاها قال فرجع للملك  
الى الله تعالى فقال انك امرسلتنى الى عبدك لك لا يريد الموت وقد فقا عيني قال



تو حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمائیں گے۔ تو وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف آئیں گے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں تمہیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجتا ہوں۔ تو وہ گنہ گار مومنین میرے پاس آئیں گے۔ تو اللہ عز و جل مجھے اجازت فرما دے گا کہ میں دربار خداوندی میں کھڑا ہو جاؤں۔ تو میری مجلس بے حد خوشبو سے معطر ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ میں رب کریم کے دربار میں آؤں گا۔ پھر سفارش کروں گا۔ اور مجھے سر کے بالوں سے لے کر قدموں کے ناخنوں تک نور بنا دیا جائے گا۔ پھر کفار کہیں گے مومنین گنہ گاروں نے تو یہ سفارشی پالیا ہے۔ جو ان کی سفارش کرے گا۔ اب ہمارا سفارشی کون ہو گا بسوائے ابلیس کے اور کوئی نہیں۔ وہی ہے جس نے ہمیں گمراہ کیا۔ تو کفار ابلیس کے پاس آئیں گے تو اس کو کہیں گے مومنوں نے تو اپنا سفارشی پالیا۔ تو اٹھ اور ہماری سفارش کر تو نے بھی ہمیں گمراہ کیا۔ تو ابلیس کھڑا ہو گا تو اس کی مجلس سخت بدبودار ہو جائے گی۔ پھر ابلیس اوجھا کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تو اس نے اپنے وعدے کو سچا کر دیا۔ اور میں نے وعدہ کیا تو خلاف کیا۔ کیوں جناب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کفار قیامت میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھ کر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے لئے نہ بڑھیں گے اور شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہ جائیں گے۔ اور دربار ابلیس میں جائیں گے۔ اور نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائلین گنہ گار آپ کے نور سے استفادہ حاصل کریں گے۔ اور آپ کی سفارش ان کی شفاعت کا باعث بنے گی۔ اور کفار منکرین نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسرت سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

وَمَا عَلَيْكَ نَارًا لَّا تَبْلَاغُ الْمُبْلِينَ

سوال :- مولوی صاحب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سب سوالات



قَدْ قَضَىٰ بَيْنَنَا رَبَّنَا مَنْ يَشْفَعُ لَنَا فَيَقُولُونَ اُنْطَلِقُوا اِلَىٰ اٰدَمَ فَاِنَّهُ اَبُوْنَا خَلَقَ اللهُ بِيَدِهِ  
وَكَلَّمَ اللهُ فَيَاْتُونَ فَيُكَلِّمُونَهُ اَنْ يَشْفَعَ لَهُمْ فَيَدُلُّهُمْ عَلَىٰ مُوسَىٰ ثُمَّ يَاْتُونَ مُوسَىٰ  
فَيَدُلُّهُمْ عَلَىٰ عِيسَىٰ فَيَقُولُ اَدُلُّكُمْ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ فَيَاْتُونِي فَيَاْذَنُ اللهُ عَنْ وَجَلِّ اِلَىٰ اَنْ  
اَقُوْمَ اِلَيْكُمْ فَيَقُوْمُ مَجْلِسِي مِنْ اَطْيَبِ رِيْحٍ يَشْتُمُّهَا اَحَدٌ قَطُّ حَتَّىٰ اَتِيَّ رَبِّي فَاُشْفَعُ وَيَجْعَلُ  
لِي نُوْرًا مِنْ شَعْرِ اَسْنَى اِلَى الْخَطْرِ قَدَمِي ثُمَّ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا قَدْ وَجَدَ الْمُؤْمِنُونَ مَنْ  
يَشْفَعُ لَهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لَنَا مَا هُوَ اِلَّا ابْلِيسُ هُوَ الَّذِي اُظْلَمْنَا فَيَاْخُذُونَ ابْلِيسَ فَيَقُولُونَ  
لَا قَدْ وَجَدَ الْمُؤْمِنُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَهُمْ فَقُمْ اَنْتَ فَاَشْفَعْ لَنَا فَاِنَّكَ قَدْ اَضَلَّنَا فَيَقُوْمُ فَيَقُوْمُ  
مَجْلِسُهُ مِنْ اَنْتَنِ رِيْحٍ شَمُّهَا اَحَدٌ قَطُّ ثُمَّ يُعْظَمُ حَتَّىٰ يُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ وَيَقُولُ الشَّيْطَانُ لَمَّا قَضَى الْاَمْرُ  
اِنَّ اللهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ اِلَىٰ اٰخِرِ الْاٰيَةِ ط

جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا  
جائے گا۔ اور جب رب کریم فیصلے سے فارغ ہوگا۔ مومنین (گنہگار) کہیں گے۔ رب  
کریم نے بے شک ہمارے درمیان فیصلہ تو فرما دیا۔ تو اب دربارِ خداوندی میں ہماری  
سفارش کون کرے گا۔ تو بعض ان سے کہیں گے آدم علیہ السلام کی طرف چلو وہ ہمارا  
باپ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ پاک سے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس سے  
ہم کلام بھی ہوا۔ تو وہ (گنہگار) مومنین حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر  
ہوں گے۔ اور عرض کریں گے کہ ابا جی ہماری سفارش دربارِ خداوندی میں فرمائیے۔  
تو ان کو آدم علیہ السلام فرمائیں گے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ تو گنہگار مومنین  
حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ تو حضرت نوح علیہ السلام ان کو حضرت  
ابراہیم کے متعلق ارشاد فرمائیں گے۔ پھر وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت  
میں حاضر ہوں گے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کی طرف بھیجیں گے۔ پھر یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے



حل ہو گئے لیکن ایک سوال باقی رہ گیا جو آج ایک شخص نے پیش کیا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ پر چھوڑ گئے اور خود اوپر تشریف لے گئے تو ثابت ہوا کہ ہم نور سے بشر کو زیادہ مرتبہ دیتے ہیں جیسا کہ خداوند کریم نے کیا اور تم بشر کے درجے کو گھٹاتے ہو۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کے اوپر تشریف لے گئے۔ تو نور  
**جواب** ملائکہ نیچے رہ گیا۔ یہ تو تمہیں سوچ آگئی۔ لیکن یہ نہ سوچا کہ آپ اوپر تشریف لے گئے۔ تو اوپر نور تھا جس کی طرف تشریف لے گئے۔ یا بشر؟ اگر بشر کہو تو کفر کہ خداوند کریم بشریت سے مبرا ہے۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا نور ہے۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور کی طرف تشریف لے گئے۔ تو نور بالاتر ہوا یا بشر؟ تو ماننا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور اور نور خدا کی طرف صی تشریف لے گئے۔ نور نور سے ملاقات کے لئے گیا۔ تو نور کا درجہ بالاتر ہی رہے گا۔ تو نور ملائکہ کا درجہ کم ہوا نہ مطلق نور کا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت بمع جسمیت خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے سب نوروں سے اولیٰ اور بالاتر ہے۔

کلمے کہ چرخ فلک طہر اوست ہمہ نور ہا پر تو نور اوست  
تواصل وجود آدمی از نخست و گریہ چہ موجود شد فرع تست  
(سعدی)

مرتبہ

ابو عبد الوہاب۔ محمد عمر دارالمقیاس احقرہ لاہور

۲۰ جولائی ۱۹۸۰ء



